مفسر اعظم پاکستان فیض ملت حضرت علامہ الحاج مفتی

تصنیف لطیف

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی قادری

مکتبہ اویسیہ رضویہ

سیرانی مسجد بہاول پور

www.payamehaq.com

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

تصنیف لطیف

مفسر اعظم پاکستان فیض ملت حضرت علامہ الحاج مفتی

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی قادری

سعادت اہتمام

محمد شفاعت رسول اویسی

فرید آباد نزد ریلوے اسٹیشن بہاولپور

اشاعت سوئم: فروری 2009ء | قیمت: 90 روپے

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

...... ابتدائیہ ......

فقیر کی یہ تصنیف ایسی ہے کہ جیسے میلوں آگے کے بھڑکتے شعلوں میں ایک چھینٹا۔ لیکن اپنے مالک کریم کے فضل وکرم سے مایوس نہیں ہوں کہ وہ کریم اس چھینٹے سے کسی حصہ کو تو فائدہ پہنچائے گا۔ نیز ممکن ہے کہ اس سے بھڑکتے شعلے بجھ جائیں۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ فقیر کی اس کاوش سے استفادہ نہ فرمائیں تو ناراض بھی نہ ہوں کیونکہ ہم نے اپنی ڈیوٹی دینی ہے اور حتیٰ الامکان اسے اہل اسلام تک پیغام پہنچادیا ہے۔ مولیٰ کریم بطفیل حبیب کریم (ﷺ) اسے قبول فرما کر عوام کے لئے مشعل راہ اور فقیر کے لئے توشہ راہ آخرت بنائے۔ (آمین)

بجاہ حبیبه الکریم صلی اللہ علیه وعلیٰ آله واصحابه اجمعین

مدینے کا بھکاری
محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ
بہاول پور پاکستان۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

پیش لفظ

فقیر جب دیہاتی زندگی گزار رہا تھا تو قطعی طور پر اس معاملہ سے بے خبر تھا کہ امراء و علماء ومشائخ کی بہو بیٹیاں کالج جیسے گندے ماحول کو جانتی تک نہ ہوں گی۔ کیونکہ میرے تصور میں ابھی تک وہ نظارہ نہیں بھولا جب بزرگان دین کے اعراس کی تقاریب وغیرہ کے لئے ان کے آستانوں پر حاضری کے موقع پر صاحبزادگان کی مستورات کو جب کہیں جانا ہوتا تو تمام کے تمام آستانوں کے جوان بوڑھے بچے کہیں دور بھیج دیئے جاتے۔ جب تک کہ وہ مستورات کو کوسوں دور اور وہ بھی تانگے کو باہر سے بے شمار کپڑوں سے محفوظ کر کے لے جاتے تب کہیں ہمیں باہر نکالا جاتا۔ اسی طرح نوابان بہاول پور کی کیفیت تھی۔ لیکن جب سے شہری زندگی کا موقعہ ملا تو کالے نیلے برقعے بازار کے ہر دو کناروں کو پر کر کے چلتے ہوئے نظر آئے۔

دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ نہ صرف مسلمانوں کی بہو بیٹیاں ہیں بلکہ ہمارے امیر خاندانوں کی لڑکیاں اور پھر علماء ومشائخ کی صاحبزادیاں ہیں۔ جو بڑے بڑے زور سے قہقہ لگاتی ہوئی کالج۔ اسکول کو بھاگتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ آنکھوں سے بے ساختہ آنسو بہہ نکلتے ہیں۔ جگر کا خون دل کو چیرتا ہوا نیم جان ہو کر رہ جاتا ہے کہ ہائے یہ ہیں ہمارے مسلمان۔

ویسے دور حاضر میں شریعت مطہرہ کے ہر معاملے کے متعلق مسلم قوم برسرپیکار ہے کہیں داڑھی کا مذاق اڑایا جاتا ہے کہیں نماز پر پھبتیاں اڑائی جاتی ہیں کہیں کچھ کہیں کچھ۔

ان سب امور کا فرداً فرداً علاج مشکل ہے۔ نبض شناس طبیب حاذق حکیم ہمیشہ سے بیماری کے اصل مادہ فاسدہ کو درست کرنے کی تدبیر سوچتا رہتا ہے۔ اس ناقص نے قوم کی تمام بیماریوں کا مرکز ''کالج، سکول، سینما'' کے گندے ماحول کو سمجھا ہے۔ امید ہے کہ دانشوران قوم اور باسمجھ حضرات میری تائید کریں گے۔

پھر اس گندے ماحول میں لڑکی کو تعلیم حاصل کرنے اور پرورش پانے سے بہت زیادہ مواد خراب ہو گئے اگر قوم ٹھنڈے دل سے سوچنے کی زحمت گوارہ کرلے تو معاشرہ کی تقدیر بدل سکتی ہے ورنہ مشکل ہے۔

اس لئے ہادی برحق (ﷺ) نے ''لڑکیوں کو لکھنا سکھانے سے منع فرمایا ہے'' لیکن آج کل کے مسلمان اپنے ہادی برحق (ﷺ) کے فرمان کے سراسر خلاف فرنگی تہذیب سے مرعوب و متاثر ہو کر اسی قلمی تعلیم کے لئے اپنی نوجوان لڑکیوں کو سکول کالجوں میں پڑھانے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے۔ اور اتنا بھی نہیں جانتا کہ عورت کا باہر نکلنا ہی فتنہ وخطرہ کا باعث اور شیطان کے ''شکار'' کا آسان ترین ذریعہ ہے۔ اور گھر سے باہر نکلنے والی عورت خصوصاً ناز و ادا سے کتابیں اٹھائے ہوئے نوجوان طالبہ کا شیطان کی زد سے بچ نکلنا بہت مشکل ہے۔ نیز جب عورت کا نماز جیسی محترم بالشان عبادت کے لئے مساجد میں آنا بند ہے تو قلمی تعلیم وانگریزی پڑھائی کے لئے اس کا اسکول کالجوں میں جانا کیونکر جائز ہوسکتا ہے؟۔

کاش طالبات کے والدین کو یہ معلوم ہو کہ اپنی بیٹیوں کی زندگی سنوارنے کے خیال خام سے جو انہیں حصول تعلیم کے لئے اسکولوں کالجوں میں بھیجتے ہیں انہیں اسکول وکالج آنے جانے کے وقت عموماً زہر آلود، ہوسناک اور حیاباختہ نظروں کا نشانہ بننا پڑتا ہے۔

مغرب زدہ نوجوان وفلم زدہ اوباش لڑکے ان کا تعاقب کرتے اور ان پر آوازیں کستے

ہیں اور انہیں گھورنا اور چھیڑنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں اسکولوں کالجوں میں انہیں مغرب زدہ استانیوں اور پروفیسروں سے واسطہ پڑتا ہے۔ جس کے باعث طالبات میں ذہنی آوارگی و بے پردگی پیدا ہوتی ہے اور بے پردگی و آزادی۔ لڑکوں سے ملاقات در قعہ بازی سینما دیکھنا اور فحش ناول و رسائل پڑھنا ان کا محبوب مشغلہ بن جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات وہ ''طالبہ'' سے ''طوائف'' بن جاتی ہیں۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

پچھلے دنوں طوائفوں کے ایک وفد نے وزیر قانون سے ملاقات کے دوران کہا کہ ''وہ اگر چاہیں تو ٹیڈی لباس پہن کر اور کتابیں ہاتھ میں لے کر (طوائف) سے زیادہ باعزت کاروبار جاری رکھ سکتی ہیں''۔ ﴿کوہستان 1996-01-12﴾

طوائفوں نے اپنے اس جملہ میں حیا باختہ طالبات پر جو بھرپور طنز کیا ہے وہ بالکل ظاہر ہے۔ اعلانیہ چکلے اٹھائے جانے سے پہلے طوائفوں کی طرف سے ایک یہ بات بھی سننے میں آئی ہے کہ ''طالبات نے ہمارا کاروبار مندا کرادیا ہے''۔ اور انارکلی لاہور میں ایک شخص نے جب پڑھی لکھی ''مہذب خواتین'' و طالبات کی شوخی و بے پردگی کو دیکھا تو وہ اپنے ساتھی سے پوچھنے لگا کہ ''کیا یہ بازار حسن ہے؟''۔ ساتھی نے کہا ''جی نہیں یہ انارکلی ہے''۔ شخص مذکور نے کہا کہ ''ان نام نہاد تعلیم یافتہ وحیا باختہ لڑکیوں کی موجودگی میں ''بازار حسن'' و انارکلی میں کون سا فرق باقی رہ گیا ہے''۔

ویسے بھی یہ ایک ظاہر حقیقت ہے کہ جو نوجوان و خوبصورت طالبات ناز و ادا سے کتابیں اٹھائے ہوئے پرکشش و جاذب رنگین لباس و فیشنی برقعوں اور ٹیڈی لباس و نائیلون کے دوپٹوں میں ملبوس اسکولوں اور کالجوں میں جاتی ہیں۔ ان کا مقصد اپنے حسن و آرائش کی نمائش اور مردوں کو اپنی طرف مائل و متوجہ کرنے کے سواء اور کیا ہو سکتا ہے؟ اور جب ان کی

طرف سے دعوت نظارہ اس طرح عام ہوگی تو دوسری طرف سے دعوت نظارہ اس طرح عام ہو گی کہ ان کے "ہم جنس" مغرب زدہ طلبا، نوجوانوں کی طرف سے اس پر لبیک کیوں نہ کہا جائے گا۔ اور پھر اس "دعوت لبیک" کے امتزاج سے دوستانہ و برادرانہ اغوا و فرار اور زنا و بدکاری کا بازار کیسے گرم نہ ہوگا۔ بہر حال طوائفوں کے قول کے مطابق طالبات کا ٹیڈی لباس پہننا اور دو کتابیں ہاتھ میں پکڑ کر ناز و ادا سے نکلنا بھی چکلہ ہی کی ایک قسم ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ طوائف کا اعلانیہ چکلہ اور کاروبار بدنام ہے۔ جبکہ حیا باختہ طالبات کا "پرائیویٹ چکلہ" و کاروبار "مہذب و باعزت ذریعہ ہے اور اس پر "نئی روشنی اسکول" و کالج کی تعلیم کی مہر لگی ہوئی ہے۔ ﴿ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم﴾

تحقیقی رپورٹ:

یہ تو طوائفوں کے ایک بیان کے متعلق گفتگو تھی اور اگر چہ طالبات کی موجودہ بے پردگی اور آزادی کے پیش نظر اسے جھٹلانا آسان بات نہیں ہے لیکن پھر بھی چونکہ یہ طوائفوں کا بیان ہے اس لئے اس پر کسی کا شبہ کرنا بھی کچھ بعید نہیں۔ لہٰذا ہم قوم کو متوجہ کرتے ہیں اور ان کے ضمیر کو جھنجھوڑنے کی غرض سے طوائفوں کے بیان سے ہم باوثوق تحقیقی رپورٹ پیش کرتے ہیں۔ کاش اس رپورٹ سے قوم کی آنکھیں کھل سکیں۔ روزنامہ "کوہستان" لاہور رقمطراز ہے کہ "طوائفوں کی بحالی کے سلسلے میں معاشرتی بہبود سے وابستہ ماہرین نے جو رپورٹ تیار کی ہے اس کے بعض پہلو بہت چونکا دینے والے ہیں۔ مثال کے طور پر اس رپورٹ میں یہ انکشاف بھی شامل ہے کہ لاہور کے اور دوسرے بڑے شہروں میں بعض ایسے قحبہ خانے بھی ہیں جنہیں غیر ملکی سرمایہ دار اور با اثر پاکستانی چلا رہے ہیں۔ ان کے علاوہ بعض طالبات، استانیاں، ٹیلیفون آپریٹر خواتین اور خانہ دار عورتیں بھی اسے

پارٹ ٹائم کاروبار کے طور پر چلا رہی ہیں۔

(حوالہ مذکورہ۔ 06-01-12)

یوں تو مذکورہ رپورٹ کے بھی حصے تشویشناک اور قابل غور ہیں۔ لیکن چونکہ طالبات کا معاملہ زیادہ نازک وخطرناک ہے اور قوم میں اس وقت انگریز کی نقل میں لڑکیوں کو اسکولوں کالجوں میں پڑھانے کا رجحان بہت تیزی سے بڑھ رہا ہے اور انہی طالبات نے کل قوم کے بچوں کی مائیں بننا ہے اس لئے طالبات سے متعلق رپورٹ کا حصہ سب سے زیادہ غور وتوجہ کا مستحق ہے۔ یہاں تک کہ استانیوں، ٹیلیفون آپریٹروں و مغرب زدہ خانہ دار عورتوں کی بہ نسبت طالبات کا معاملہ زیادہ اہم ہے۔ کیونکہ استانیوں، ٹیلیفون آپریٹروں جیسی دیگر عورتوں کا سلسلہ بھی ''طالبات'' کی منزل سے گزر کر ہی قائم ہوتا ہے۔ اس لئے طالبات کی نسبت اس قسم کی عورتوں کو ثانوی حیثیت حاصل ہے۔

اس رپورٹ کے علاوہ بھی بعض اوقات ایسی خبریں منظر عام پر آتی رہتی ہیں۔ جن سے یہ انکشاف ہوتا ہے کہ مغرب زدہ نام نہاد استانیوں کے متعلق بڑے آدمیوں کی خوشنودی کے لئے نہ صرف خود ان کی ہوس کا نشانہ بنتی ہیں۔ بلکہ طالبات کو بھی ''بطور تحفہ'' ان کے حضور پیش کرتی ہیں۔ اور غور کیا جائے تو فرنگی ذہنیت وانگریزی تعلیم وتہذیب اور خدا سے بے خوفی و آزادی و بے پردگی کے ماحول میں ایسی باتوں کا وقوع میں آنا کچھ بعید نہیں۔ اگرچہ کوئی صحیح الدماغ شخص ہر طالبہ، استانی، ٹیلیفون آپریٹر لڑکی اور اس طرح نرس، ائیر ہوسٹس اور مخلوط و مردانہ میں ملازم عورت کے متعلق یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ ضرور مشکوک و بد چلن اور بدکاری میں ملوث ہے۔ مگر یہ بات یقینی ہے کہ ایسا ماحول بہر حال مختلف برائیوں کی آماجگاہ ہے اور شیطان کی وسیع ''شکارگاہ'' ہے۔ مثل مشہور ہے کہ ''ایک مچھلی تمام جل کو گندہ کر دیتی ہے''۔ تو جہاں کتنی

مچھلیاں (مغرب زدہ طالبات واستانیاں) ہوں وہ جل (اسکول، کالج) کیونکر گندانہ ہوگا وہاں اگر بڑی خوش قسمتی سے ناجائز تعلقات سے کسی کی ہوس کا نشانہ بننے سے بچ بھی جائیں تو بھی فرمان رسالت کے خلاف اس کا ''لکھنا'' سیکھنا اچھی پوشاک کے ساتھ اسکولوں کالجوں میں روزانہ آنا جانا اوباشوں کی قہر آلودہ نگاہوں کا نشانہ بننا اور فرنگی تہذیب و مغرب زدگی سے کچھ نہ کچھ متاثر ہونا یقینی امر ہے۔ حالانکہ یہ امور صراحۃً اسلامی مزاج و تعلیمات نبوی کے خلاف ہیں۔ اور مسلمان لڑکی اور اس کے والدین کو ان کا ارتکاب کسی طرح بھی زیبا نہیں۔

کاش والدین اور حکومت و محکمہ تعلیم اس صورت حال کا صحیح احساس فرمائیں اور تعلیمات نبوی کی روشنی میں برائی کے سرچشموں اور خرابی کے رخنوں کو بند کر کے اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوں۔

لڑکیوں کی تعلیم کا صحیح مروجہ اسلامی طریقہ

ہندوپاکستان میں پہلے یہ دستور تھا کہ بچیاں جب ذرا سیانی ہوجاتی تھیں تو گھریلو مکتب ہی میں تعلیم حاصل کرتی تھیں۔ تعلیم کی ابتداء بسم اللہ سے ہوتی تھی اس کے لئے باقاعدہ ایک تقریب منعقد ہوتی۔ استانی کے لئے حسب حیثیت شیرینی کپڑوں کا جوڑا اور کچھ دوسرے تحائف پیش کئے جاتے۔ اپنی حیثیت کے مطابق اعزاء واصحاب کو جمع کیا جاتا۔ ختم قرآن کی تقریب ''آمین'' کہلاتی تھی۔ اس دن بڑی خوشیاں منائی جاتی تھیں۔ استانی کی خدمت میں تحائف پیش کئے جاتے تھے۔ دعوتیں ہوتی تھیں اور عام طور پر اس تقریب میں ''سبحان من یرانی'' کے عنوان سے ایک طویل نظم پڑھی جاتی تھی۔ یہ رسوم اب بھی کہیں کہیں زندہ ہیں۔ تحفہ تحائف کے سوا دینی تعلیم کی کوئی فیس نہ ہوتی تھی۔ بلکہ تمام کام بوجہ اللہ ہوتے تھے۔ سر سید احمد خان نے ایک سپاس نامہ کے جواب میں کہا تھا کہ ''میں نے اپنے خاندان میں تین قسم کی عورتوں

کو دیکھا ہے۔ ایک وہ جو ہماری ماؤں خالاؤں کی ساتھی تھیں۔ میں نے ان کو دیکھا وہ سب پڑھ
جانتی تھیں اور چند ان میں سے ایسی تھی جو فارسی کتابیں بھی پڑھ سکتی تھیں۔ میں نے خود گلستا
کے چند سبق اپنی والدہ سے پڑھے ہیں۔ اور اکثر ابتدائی فارسی کتابوں کے سبق ان کو سنا
ہیں۔

دوسرا گروہ میری ہمعصر بہنوں کا تھا جو گھروں میں تعلیم پاتی تھیں ان کی تعلیم کا طری
میں نے دیکھا کہ قریبی رشتہ داران میں سے کوئی معزز اور آسودہ گھر لڑکیوں کی تعلیم کے ل
منتخب کیا جاتا۔ اور خاندان کی لڑکیاں اس گھر میں پڑھنے کے لئے جمع ہوتی تھیں۔ اس مکان
ایک ٹکڑا جو ایک دالان ہوتا تھا۔ بطور مکتب کے تجویز کیا جاتا تھا۔ اس میں تخت بچھے ہو
ہوتے تھے اور ان پر نہایت صاف فرش ہوتا تھا اور سب لڑکیاں وہاں بیٹھ کر پڑھتی تھیں ا
استانی پڑھاتی تھیں اس گھر کی عورتیں وقتاً فوقتاً اس دالان میں جا کر ان لڑکیوں اور ان ک
پڑھنے کے حالات کی نگرانی کرتی تھیں۔

تیسری قسم کی وہ لڑکیاں جو میرے سامنے بچیاں تھیں اور اب بڑی ہو گئی ہیں ا
کی تربیت بھی اس طرح میری آنکھوں کے سامنے ہوئی ہے۔ پہلے زمانے میں عورتوں ک
لکھنے کا کچھ خیال نہ تھا۔ صبح سے کھانے کے وقت تک پڑھنے کا وقت ہوتا تھا۔ نماز کے وقت
سب لڑکیاں نماز پڑھتی تھیں اور عصر کے وقت تک پڑھنے میں مصروف رہتی تھیں۔ پھر عص
کی نماز کے بعد اپنے گھروں میں چلی جاتی تھیں۔ ان کی تعلیم میں وہ علوم داخل نہ تھے ج
کو لوگ اس زمانے میں یورپ کی تقلید سے لڑکیوں کی تعلیم میں داخل کرنا چاہتے ہیں۔
علوم اس زمانے میں عورتوں کے لئے مفید تھے وہی اس زمانے میں بھی مفید ہیں۔ وہ علو
صرف دینیات اور اخلاق کے تھے۔ اس زمانے کی لڑکیاں قرآن پاک پڑھتی تھیں۔ نما

روزہ کے مسائل کی کتابیں پڑھتی تھیں جس نے تعلیم میں زیادہ ترقی کی اور فارسی سیکھ لی اس کو قصص الانبیاء، حکایات اولیاء اور اس قسم کی اخلاق کی کتابیں اور مثنوی مولانا روم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی بعض حکایات پڑھائی جاتی تھیں۔ جس زمانے میں مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ اردو میں نہیں ہوا تھا اور لڑکیوں کو حدیث پڑھنے کا شوق تھا۔ ان کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ترجمہ شریف پڑھایا جاتا تھا اخیر زمانہ میں اردو ترجمہ مشکوٰۃ شریف اور حصن حصین یعنی ظفر جلیل زیادہ تر درس میں داخل ہوتا تھا۔ بعض لڑکیوں نے ملفوظات نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ یعنی فوائد الفواد اپنے شوق سے پڑھ لئے تھے۔ صرف ایک عورت سے واقف جس نے تزک جہانگیری اپنے باپ سے پڑھی تھی مگر اس کی ہمجولیاں اس سے کہتی تھیں کہ ''بھلا اس سے کیا فائدہ ہے؟'' کوئی خدا اور رسول کی کتاب پڑھو۔ یہی عمدہ طریقہ تعلیم کا تھا۔ جس سے لڑکیوں کے دل میں حیاء شرافت نیکی خداترسی محبت اور اخلاق پیدا ہوتا تھا اور یہی تعلیم ان کے دین و دنیا دونوں کے لئے بھلائی کے لئے کافی تھی۔ اور دینی تعلیم سے آراستہ انہی پاکباز خواتین کی گود میں وہ فرزندان اسلام پروان چڑھتے تھے جو باطل کا منہ اور تاریخ کا رخ پھیر دیتے تھے۔

غلط طریقہ

ہندو پاکستان میں آج کل یہ فیشن ہے کہ جب بچیاں ذرا سیانی ہوتی ہیں تو چاہے کتنا ہی فاصلہ ہو انہیں کسی عیسائی یا نام نہاد مسلم انگریزی اسکولوں میں داخل کرایا جاتا ہے۔ اور یہ بچیاں بسم اللہ اور آمین کے مقدس روحانی ماحول کی بجائے فرنگی ماحول میں پروان چڑھتی ہیں۔ تعلیم حاصل کریں یا نہ کریں انگریزی تہذیب کے اثرات ان میں ضرور سرائیت کر جاتے ہیں۔ اور جوں جوں یہ لڑکیاں جوان ہوتی ہیں انگریزی تعلیم و تہذیب سے شدید طور پر متاثر ہوتی جاتی

ہیں اوراپنی مغرب زدہ معلمات واستانیوں اور مختلف گھرانوں کی فیشن ایبل لڑکیوں کی فیشن
پرستی، انگریزی ذہنیت اور آزادی وامارت کا ان پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ رفتہ رفتہ اسکول وکالج کی
جتنی بڑی جماعتوں میں پہنچتی ہیں بالعموم اسلامی تہذیب سے دور اور فرنگی تہذیب سے قریب تر
ہوتی جاتی ہیں۔ یہ نوجوان وقریب البلوغ لڑکیاں اور اسکول وکالج کی طالبات بناؤ سنگھار کر
کے مختلف ناز وادا کے ساتھ کتابیں اٹھائے اور قلم ہاتھ میں لے کے اور جاذب نظر باریک وتنگ
لباس، فیشن ایبل جالی والے نیلے کالے برقعے (جو کہ اب وہ بھی ناپید ہو چکے ہیں) وغیرہ کے
دوپٹوں میں بسوں کاروں گاڑیوں میں سوار ہو کر یا پیدل یا کوچوان کے ذریعے تانگوں میں بیٹھ
کر اسکول وکالج پہنچتی ہیں۔ اور اسکول آتے جاتے وقت ان آزاد لڑکیوں کے ہم جنس بے
باک لڑکے راستہ میں ان کا تعاقب کرتے انہیں زہر آلود ہولناک شہوانی نظروں سے گھورتے
ان پر آوازے کستے، سیٹیاں بجاتے اور انہیں دیکھ کر فلمی گانے گنگناتے ہیں اور بعض اوقات
سائیکل واسکوٹر وغیرہ پر اسکول وکالج اور گھر پہنچنے تک ان کا پورا پورا ساتھ دیتے ہیں۔ روزمرہ کی
اس چھیڑ چھاڑ ومیل ملاپ سے بکثرت، لڑکیاں گمراہ وبے راہ ہو کر آوارہ وفرار اور اغواء ہو جاتی
ہیں۔ کیونکہ جہاں آراستہ وپیراستہ عورتوں اور نوجوان لڑکیوں کا بن سنور کر نکلنا اور دعوت نظارہ
دینا مردوں کے قلب ونظر کی گمراہی کا سبب ہے۔ وہاں عورتوں پر پڑنے والی نظریں بھی
شرافت وفساد سے خالی نہیں ہوتیں۔ اور جب مردوں اور عورتوں خصوصاً نوجوان لڑکوں لڑکیوں
کی نظریں باہم دوچار ہوں اس وقت شہوانی وہیجانی جذبات میں ہیجان وذہنی آوارگی وبے
رہروی پیدا ہونا ایک ظاہری بات ہے۔ الغرض لڑکیوں کا بن سنور کر آزادانہ گھر سے باہر نکلنا
فتنوں کا ایک ایسا سرچشمہ ہے جس سے معاشرے میں مختلف برائیاں پھیلتی ہیں۔ اور اسکے
عورتیں خطرات سے بے پرواہ ہو کر آوارہ بھیڑ کی طرح جہاں چاہیں گھومتی پھرتی ہیں۔ چنانچہ

اسکول وکالج میں جانے والی طالبات میں بہت سی لڑکیاں ایسی ہیں جو اسکول وکالج اور ٹیوشن وغیرہ کے بہانے گھر سے نکلتی ہیں اور اپنے بوائے فرینڈ ز دوست لڑکوں کے ساتھ رقعہ بازی و ملاقات کرتی ہیں، سینما جاتی ہیں۔ بک اسٹالوں پر ناول اور خراب اخلاق رسائل خریدتی ہیں اور بازاروں میں دکانداروں کے پاس شاپنگ کرتی ہیں۔ نادان و بے حس والدین کو اس وقت پتا چلتا ہے جب معاملہ خطرہ جان بن جاتا ہے۔ علاوہ ازیں چونکہ کالجوں کا عملہ مرد کلرکوں اور مغرب زدہ نوجوانوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور ویسے بھی ہر زنانہ اسکول وکالج کا محکمانہ طور پر کسی نہ کسی طرح مردوں کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ اس لئے مرد وزن اور معلمات وطالبات کے باہمی میل ملاپ سے مختلف غیر اخلاقی حرکات کا ظہور ہوتا ہے۔ اور آئے دن ناگفتہ بہ شرمناک واقعات منظر عام پر آتے رہتے ہیں۔ جہاں تک گرلز اسکولوں کالجوں میں تعلیم کا تعلق ہے یہاں طالبات کو انگریزی ماحول میں انگریزی تعلیم ہی نہیں دی جاتی (جو بجائے خود قابل اعتراض و کئی قبائح پر مشتمل ہے) بلکہ ان نام نہاد تعلیمی اداروں میں باقاعدہ ڈرامے اور ناچ گانے کی تقاریب منعقد ہوتی ہیں۔ جہاں لڑکیاں مختلف سوانگ بھرتی ہیں اور انہیں ناچ گانے اور قوالی وتالی کی تربیت دی جاتی ہے اور اس سلسلہ میں ان سے چندہ بھی وصول کیا جاتا ہے۔ نیز نشانے بازی وکھیلوں وغیرہ کے مقابلے ہوتے ہیں جن میں لڑکیاں پریڈ کرتی، اچھلتی کودتی، دوڑتی، بھاگتی چھلانگیں لگاتی اور سائیکلیں چلاتی ہیں۔ ڈراموں اور کھیلوں کے علاوہ طالبات لاؤڈ اسپیکر پر تقاریر کرتی اور داد سخن دیتی ہیں۔ اور ان تمام زنانہ تقاریب میں مختلف مرد مہمان کی حیثیت سے تشریف لاتے ہیں۔

انگریز نے برصغیر میں برسر اقتدار آنے کے بعد سب سے زیادہ اہمیت جس مسئلہ کو دی وہ مسئلہ تعلیم کا تھا۔ انگریزی غاصب وظالم حکومت نے یہاں کے نظام تعلیم میں غلط اقدامات کئے۔ اور زبان، تعلیم، نصاب تعلیم، طرز تعلیم اور مقصد تعلیم کو یکسر تبدیل کر دیا۔ اور اس تبدیلی

کے نتیجے میں وہ مسلمانوں ہی میں سے ایک ایسا طبقہ تیار کرنے میں بہت جلد کامیاب ہوگئی۔ جو نہ شکلاً مسلمان تھا اور نہ روح وقلب کے لحاظ سے۔ اور جب انگریز برصغیر سے رخصت ہورہا تھا تو وہ مطمئن تھا کہ اس دریت "فسق وعصیان" کی ترویج کے لئے موجود ہے۔ فرنگی نظام تعلیم نے ہماری قومی زندگی کے ہر گوشے کو متاثر کیا اور معاشرے کی چاردیواری کو ہر طرف سے گھن لگائے ہیں۔ ایک حجاب وحیا ہی کے مسئلہ کو لیجئے دفعتہً پردہ اٹھا ہم صدیوں ایک ایسی قوم...... ہنود پر حکمران رہے۔ جس کی خواتین کی اکثریت پردہ نشینی کے فیوض سے محروم رہی۔ اور بے ضرورت ہم نے اس قوم کی بہت سی رسوم ورواج کو قبول بھی کیا۔ مگر اس کی بے پردگی ہمیں کبھی بھی اپیل نہ کرسکی۔ لیکن آقائی پھر آقائی ہے اور غلامی آخر غلامی ہے۔ اور وہ بھی ایک زیرک و عیار آقا کی غلامی! اس نے اپنی زبان سے کچھ نہ کہا بس دوسروں کے منہ میں اپنی زبان ڈال دی۔ اس نے بزور قانون وجبر حکومت نہ آپ کا لباس بدلہ نہ زبان بدلی صرف "بزور تعلیم" دل بدل دیئے۔ لیکن

"وہ کیا بدل گئے میری دنیا بدل گئی!!

دل ودماغ کا انقلاب ہی تو اصل انقلاب ہوتا ہے۔ اب ہمارا مغرب زدہ طبقہ جو بات سوچتا تھا۔ فرنگی دماغ سے سوچتا تھا۔ اس کی پسند وناپسند کا معیار اور ردوقبول کا پیمانہ مغرب اور صرف مغرب ہوکر رہ گیا تھا۔

۱۹۴۷ء کو تقسیم ہند تک بے حجابی وبے حیائی کا یہ مرض گنتی کے چند گھرانوں تک محدود تھا تقسیم کے فوراً بعد یہ مرض وبائی امراض کی طرح پھیلا۔ جنگ آزادی ختم کی تو عورتوں نے "جنگ آزادی" کو ابھارا جس پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ وہ اس جنگ میں پرچم بن کر لہرانے لگا۔

اب صرف مغرب زدہ طبقہ کی قید نہ رہی اچھے خاصے قدامت پسند گھرانوں کی

''مستورات'' اس یورپین ''فلو'' کا شکار ہو گئیں۔ اس سیلاب کا بہاؤ محلات کی چار دیواروں سے ٹکراتے ٹکراتے اب جھونپڑیوں کی لکڑیوں سے بھی ٹکرانے لگا۔ جیسے

''آگ اس گھر میں لگی ایسی کہ جو تھا جل گیا''

ہائے یہ اس قوم کی داستان ہے جس کی فاطماؤں اور عائشاؤں کی ہی نہیں عثمانوں کی حیاء بھی ضرب المثل ہے۔ ''آسماں را حق بود گر خوں ببارد بر زمین''

مگر ابھی پانی سر سے اونچا نہیں ہوا ہے۔ ابھی بات قابو سے باہر نہیں ہوئی ہے اور

''تیرے بیمار میں کچھ جاں ابھی باقی ہے''

لہٰذا میرے رسالہ ہٰذا کے مطالعہ سے پہلے یا بعد میں کوئی مرد میدان جو کہ فقیر کی روتی آنکھ ہنسا دے یا بارگاہ حق میں دین حق کی ڈوبتی کشتی کنارے پار لگا دے وہ اس پر بارگاہ رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے سنہری تمغہ حاصل کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

معظم مشائخ عظام وگدی نشین صاحبان سے اپیل

حضرات! آپ کے صرف ایک اشارے سے یہ مشکل حل ہو سکتی ہے کہ آپ اپنے مریدین معتقدین متعلقین متوسلین سے فرمادیں کہ جس کی بہو بیٹی اسکول، کالج میں پڑھتی ہو گی ہم نہ اس کے پیر ہیں، نہ مرشد، نہ اسے تعویذ دیں گے، نہ اس کی دعوت کھائیں گے، اور نہ اس کے گھر جائیں گے۔ بلکہ مکمل طور پر بائیکاٹ ہو گا۔

اسی طرح علماء کرام اپنا اثر رسوخ استعمال کریں بلکہ اپنی تقریروں اور تحریروں میں اس کی سخت مذمت کریں۔ یونہی امراء اپنی کاروائیاں اس طرف مبذول فرمائیں کہ اس بیماری کی جڑ کٹ جائے لیکن میں سمجھتا ہوں۔

ایں خیال است و طالست و جنون

تمہید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ارشد نا الیٰ الھدی و الصلوٰۃ و السلام علی

رسولہٖ محمد المصطفیٰ وعلی آلہٖ وَاصحابہ برادۃ التقی النقی

اما بعد! اگرچہ اس عاجز کو اس تالیف سے ہر چار سو سے بجائے شاباش کے طعن وتشنیع نصیب ہوگی۔ممکن ہے کہ بعض تلخ مزاجوں سے مجھے اذیت بھی پہنچے لیکن ۔

فان ابی وو الدتی و عرضی بعرض محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) منکم وقاء

کیونکہ قاعدہ ہے کہ بے خبر بیمار کو اگر کڑوی دوائی پلائی جائے تو وہ بجائے دعاؤں کے گالیوں سے نوازتا ہے۔اور جن بیماروں کا یہ عاجز علاج کرنا چاہتا ہے وہ اگر چہ دور حاضر میں بڑے دانا اور ذی شعور سمجھے جاتے ہیں۔لیکن چونکہ انہیں مغربیت نے ایسا لاشعور بنا دیا ہے کہ وہ الٹا اس بیماری کو اپنی صحت وتندرستی سمجھتے ہیں۔اور پھر ظلم تو دیکھو کہ جن علماء ومشائخ کو ہم ایسی بیماریوں کے طبیب مانتے تھے وہ بھی مغربیت زدہ ماڈرن مسلم سے مرعوب ہو کر بجائے ناصح بننے کے خود بھی اس بیماری میں نہ صرف مبتلا ہو گئے بلکہ اس بیماری کو عام کرنے کے لئے ان کے معین ومددگار بن بیٹھے۔اگر وہ معمولی مولوی ہوتے تو بھی کوئی خطرہ نہ تھا۔یہ تو وہ حضرات ہیں جنہیں دنیا سلامتی کا قلعہ اور علمی مرکز مانتی ہے۔ایک بڑے عالم دین اور دین کے مرکزی مولوی کی لڑکی کا کالج میں پڑھنے کا دیکھ کر آنکھ سے خون کے آنسو بہہ نکلے۔اور زبان پر بے ساختہ یہ مصرعہ جاری ہوا

چو کفر از کعبہ بر خیز و کجا مانس مسلمانی

فقیر چونکہ ملک وملت کا خیر خواہ ہے بنابریں چند سطور ارباب ملک وملت کی خدمت میں پیش کرنے کی جرات کرتا ہے۔ ع

شاید کسی دل میں اتر جائے میرا سخن

دور حاضر کے لوگوں سے تعجب بھی ہے کہ ادھر تو معاشرے کے فساد کا رونا روتے ہیں اور اُدھر معاشرہ کی خرابیوں کے نہ صرف معاون بنتے ہیں بلکہ معاشرہ کی خرابیاں بتانے والے سے جنگ کرتے ہیں۔ آج کل کے ماڈرن مسلم کی نظروں میں مولوی کیوں حقیر ہے وہ صرف اسی لئے کہ وہ معاشرہ کی خرابی کی نہ صرف نشاندہی کرتا ہے بلکہ چاقو لے کے گندے عضو کو کاٹنے کے در پے ہے۔ بھلا کون نہیں جانتا کہ

تپ دق سے ہے مہلک وباء　　فتنہ کالج و سود و سینما

چونکہ اس وقت میرا روئے سخن تعلیم نسواں ہے۔ بنابریں اس پر چند ایک لمحات توقف کرتا ہوں کہ خدا کرے مجھے حق کہنے کی توفیق نصیب ہو قارئین کرام کو سمجھنے کی۔ اور پھر مجھے اور ان کو عمل کی توفیق کا شرف ملے۔ (آمین)

بجاہ حبیبہ سید المرسلین

صلّی اللہ علیہ وعلی

آلہٖ واصحابہ اجمعین

مسلسل بے بسی کی ضبط میں محصور کر دینا
کہاں لکھا ہے انساں کو بہت مجبور کر دینا

مقدمہ

ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو عالم کائنات کے ذرہ ذرہ کا علم عنایت فرمایا ہے۔ منجملہ اس کے یہ بھی بتایا کہ امت میں سب سے بڑا فتنہ عورت ہے چنانچہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ

ما ترکت بعدی فتنة اضر علی الرجال من النساء (بخاری ومسلم)

﴿ترجمہ﴾...... میں سب سے بڑا فتنہ مردوں کے لئے عورتوں کو ہی چھوڑ کر جا رہا ہوں۔

مولوی قطب الدین صاحب مظاہر حق جلد ۱۲ اور صفحہ نمبر ۱۰۹ میں لکھتے ہیں کہ "اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ظہور عورتوں کے فتنہ کا بعد حضرت کے ہوا حضرت کے زمانہ میں ایسا نہ تھا اس لئے کہ اس وقت غلبہ حق کا تھا اور بعد حضرت کے غلبہ باطل کا ہوا۔ اور فرمایا کہ:

فاتقوا الدنیا واتقوا النساء فان اول فتنة بنی اسرائیل کانت فی النساء (رواہ مسلم)

﴿ترجمہ﴾...... یعنی "دنیا اور عورتوں سے ڈرو اس لئے کہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں کی وجہ سے اٹھا۔"

(۲)...... کس کو معلوم نہیں کہ حضور اکرم ﷺ اپنی امت کے کتنے غمخوار اور غمگسار رہیں۔ اور پھر اپنی امت کی ہر چھوٹی بڑی نیکی سے صرف خوش نہیں ہوتے بلکہ ترغیب در ترغیب فرماتے ہوئے کوتاہی کرنے والوں سے سخت اور سخت ناراض ہوتے ہیں۔ لیکن عورت کو بہت بڑی اہم نیکی سے روک دیا تو صرف اسی لئے کہ کہیں معاشرہ بگڑ نہ جائے۔ چنانچہ حضرت ام حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کی "یا رسول اللہ ﷺ آپ کے ساتھ نماز با جماعت پڑھنا چاہتی ہوں"۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "مجھے معلوم ہے کہ تم میرے ساتھ

نماز پڑھنا پسند کرتی ہو لیکن

صلوتک فی حجرتک خیر فی بیتک و صلوتک فی
دارک خیر من صلوتک فی جارک و صلوتک فی جار
خیر من صلوتک فی مسجد قومک و صلوتک فی
مسجد قومک خیر من مسجد او کما قال علیہ السلام

ترجمہ: یعنی "تیرا اپنے گھر کی کوٹھڑی میں نماز پڑھنا گھر کے صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور اپنے گھر کے صحن میں نماز پڑھنا اپنی دار میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور اپنی دار میں نماز پڑھنا اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا میری مسجد (نبوی) میں نماز سے بہتر ہے۔ اس ارشاد کو سن کر ام حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے گھر کے اندرونی حصہ میں نماز کی جگہ بنائی اور آخر وقت تک وہیں نماز پڑھتی رہیں۔

(الترغیب والترہیب)

غور فرمایئے کہ نماز باجماعت اکیلی نماز سے ستائیس درجہ زائد ثواب رکھتی ہے۔ ﴿مشکوۃ﴾۔ پھر مسجد نبوی میں پچاس ہزار نماز کا ثواب۔ ﴿مشکوۃ﴾ اور پھر نبی کریم ﷺ کی اقتداء کہ جس کے لئے سادات انبیاء علیہم السلام ہزاروں سال آرزو میں رہے لیکن حضور اکرم ﷺ نے بی بی ام حمید سے ترک کرا دیا تو صرف اصلاح معاشرے کی خاطر اور پھر اندازہ لگایئے کہ کہاں وہ صحابیہ اور کہاں آج کی لیڈی۔

اسی طرح عورت کو جہاد، عیدین، جنازہ، خطبہ جمعہ، اذان تکبیر سے روکا گیا بلکہ حج اگرچہ فرض ہے لیکن جب تک محرم ساتھ نہ ہو حج کے لئے بھی نہیں جا سکتی۔ اس میں ایک باریکی یہ بھی ہے جو صرف اہل شرع کو معلوم ہے کہ ہم مردوں کو مذکورہ بالا امور ادا کرنے کے بعد بھی

موجودہ اجر وثواب کی امید کم ہے کہ شاید قبول ہو یا نہ ہو۔ لیکن وفادار نبی ﷺ نے عصمت کی محافظ عورت کو پردہ کے تحفظ اور گھر میں بیٹھنے پر مذکورہ اجر وثواب اپنے ذمہ کرم فرمالیا۔ صرف اس لئے کہ عورت اپنے گھر سے باہر نہ نکلے۔ کاش ہمارے اس مضمون کو پڑھ کر دور حاضر کی بے باک کالج جانے والی خاتون یا اس کے سرپرست عبرت لیں۔ آج ہماری خواتین اس لئے بے باک ہیں کہ ہم نے ان کی نیک تربیت سے ہاتھ اٹھالیا ہے۔ اور پھر انہوں نے اس گندے ماحول میں پرورش پائی جہاں ناموس وعزت کا پردہ چاک کیا جاتا ہے۔ ورنہ بات ظاہر ہے کہ بچے پیدا ہوتے ہی نہ عربی ہیں نہ عجمی اور نہ ہی ہندی ہیں نہ پنجابی۔ بلکہ ان کی زبان جدھر موڑو گے وہی بولی بولیں گے۔ اسی طرح ہماری اولاد پیدا ہوتے ہی طریق اسلام پر ہوتی ہے پھر صحبت اور ماں باپ کی تربیت کے کرشمے ہیں کہ کوئی غوث جیلانی بن جاتے ہیں۔ کوئی گنج شکر اور کوئی نظام الدین اولیاء اور کوئی کچھ اور کوئی کچھ۔ اسی طرح حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

ما من مولود الایو لد علی الفطرۃ فابواہ یھود انہ او
ینصر انہ اور یمجسانہ (الحدیث مشکوٰۃ)

﴿ترجمہ﴾...... ہر بچہ فطرتاً اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر ماں باپ اسے یہودی بنالیتے ہیں یا نصرانی یا مجوسی۔

اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے اولاد کی تربیت کا یوں حکم ارشاد فرمایا ہے کہ:

اولادکم بالصلوۃ وھم ابناء سبع سنین و اولادھم
علیھا وھم ابنا عشر سنین و فرقوا بینھم بالمضاجع
(مشکوٰۃ)

یعنی "جب تمہاری اولاد (بیٹے بیٹیاں) سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کا کہو،

اور جب ان کی عمر دس سال ہو جائے اور نماز نہ پڑھیں تو انہیں مار کر نماز پڑھاؤ۔ جب دس سال کے ہو جائیں تو ان کے بستر علیحدہ کر دو" یہ ہے اسلامی تربیت۔ لیکن افسوس کہ آج کل ہمارے مسلم بھائی اولاً تو خود نمازی نہیں اور کئی ایسے بھی ہیں جو خود تو کبھی کبھار یا مستقل طور پر نماز پڑھ لیتے ہیں لیکن اولاد کو بالکل ہی آوارہ چھوڑ دیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ اولاد الٹا اپنے باپ کی دشمنی پر خوش ہوتی ہے پھر وہ زندگی وبال جان ہوتی ہے اور بس۔

باب اول

قرآن مجید

کالج اور اسکول کی تعلیم میں سب سے بڑی اور بنیادی خرابی بے پردگی ہے۔ اگر مسلمان اس بے پردگی کی بے ہودگی پر غور فرمائیں تو دور نہیں کہ اپنی بچیوں کو کالج و اسکول بھیجنے سے باز نہ آئیں۔

حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ" مسلمان ایک پاؤ گوشت دکان سے خرید کر بڑی حفاظت کے ساتھ گھر لاتا ہے۔ لیکن اس پر حیرانی ہے کہ وہ اپنی پیاری بچی کی ڈیڑھ من کی لاش کو کتوں کے سامنے اپنے ہاتھوں سے دھکیل دیتا ہے"۔

فقیر اس باب میں پردہ کی اہمیت کے متعلق قرآن و احادیث کے ارشادات عرض کرتا ہے۔ عورت چونکہ خود عورت ہے اس لئے اس کے پردہ کرنے اور گھر میں بیٹھنے کی سخت سے سخت

تاکید فرمائی ہے چنانچہ فرمایا کہ:

ینسآء النبی لستن کاحد من النسآء ان اتقیتن فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبہٖ مرض و قلن قولا معروفا ٥ و قرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی واقمن الصلوۃ واٰتین الزکوٰۃ واطعن اللہ ورسولہٗ، انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا ٥ واذکرن ما یتلیٰ فی بیوتکن من اٰیت اللہ والحکمۃ، ان اللہ کان لطیفاً خبیرا ٥

﴿ترجمہ﴾......اے نبی کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر اللہ سے ڈرو تو بات میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دل کا روگی کچھ لالچ کرے ہاں اچھی بات کہو اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی اور نماز قائم کرو اور زکوۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے اور یاد کرو جو تمہارے گھر میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور حکمت بے شک اللہ ہر باریکی جانتا اور خبردار ہے۔

(پارہ ۲۲ رکوع ۱)

معلوم ہوا کہ عورت کی نرم کلامی و شیریں بیانی سے دل کا روگی غلط اثر لے سکتا ہے۔ اس لئے مسلمان عورت کو یہی حکم ہے کہ اگر کبھی کسی غیر مرد سے بات کرنے کی ضرورت پیش

آئے تو سنجیدہ اور معقول طریقے سے بات کرلے کہ سننے والا نہ کوئی غلط تاثر قائم کرسکے اور نہ اسے کوئی غلط خیال لانے کی جرات ہو سکے۔ چونکہ عورت کی آواز سے فتنہ وخطرہ کا احتمال ہے اسی لئے ضرورت صحیح اور عذر شرعی کے علاوہ عورت کی آواز کا بھی پردہ ہے۔ جس کی بناء پر اس کے لئے اذان، قرات امامت اور خطبہ وغیرہ جیسے نورانی امور بھی ممنوع وناجائز ہیں۔ جب عورت کی آواز کی از روئے اسلام وقرآن یہاں تک پابندی ہے تو جوان اور فیشن ایبل طالبات ومغرب زدہ بیگمات کا اسکول کالج کے ڈرامے، مباحثے مشاعرے، ویڈیو، اسمبلی اور اجلاس وکلب وغیرہ میں شریک ہونا، ناچنا، گانا، اشعار پڑھنا، بطور نرس ہسپتال میں بیماروں، اور بطور ایئر ہوسٹس ہوائی جہاز میں مسافروں کے ساتھ میٹھی باتیں کرنا اوران کا دل لبھانا، کیونکر ناجائز وحرام اور خدا جل جلالہٗ اور مصطفیٰ ﷺ کی ناراضگی وغضب کا باعث نہ ہوگا۔ عورت کے لئے گھر کی چاردیواری میں رہنا، نماز زکوۃ کی پابندی کرنا، خدااور رسول کا حکم ماننا ضروری اور بے پردہ رہنا منع ہے۔ اور اس کے برعکس، طالبات کا اسکولوں، کالجوں، دفتروں وغیرہ میں جانا، نماز وزکوۃ کی پابندی نہ کرنا، خدا اور رسول کا حکم نہ ماننا اور پردہ کی پرواہ نہ کرنا اسلام و قرآن کے خلاف سخت جرم وگناہ ہے۔ عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم فرما کر انہیں کے متعلق بالخصوص ارشاد فرمایا گیا ہے کہ وہ اپنے گھروں میں اللہ کی آیات اور حکمت یاد کریں۔ لہٰذا طالبات کا اس حکم وارشاد کے برخلاف روزانہ گھروں سے باہر نکلنا اور گھروں میں اللہ کی آیات اور حکمت (سنت) پڑھنے کی بجائے اسکولوں، کالجوں میں جانا اور مروجہ انگریزی تعلیم اور لکھنا وغیرہ، سیکھنا صریحاً خدا تعالیٰ کی نافرمانی وقرآن پاک کی خلاف ورزی ہے ارشاد مذکورہ میں عورتوں کے لئے مقام تعلیم ان کا گھر اور نصاب تعلیم کتاب وحکمت مقرر فرمایا گیا ہے۔

﴿واللہ الھادی والموفق﴾

نوٹ :...... یادرہے کہ آیت مذکورہ میں نبی پاک ﷺ کی ازواج مطہرات وامہات المومنین کو خطاب ہے۔ لیکن اس کا حکم تمام امت واہل اسلام عورتوں کے لئے عام ہے ویسے بھی ازواج مطہرات کے اتنے بلند منصب وامہات المومنین ہونے کے باوجود جب ان کے لئے اتنی پابندی وتاکید ہے۔ تو عام عورتوں کے لئے تو بدرجہ اولیٰ ان احکام کی تعمیل اور پابندی واحتیاط ضروری ہے ۔ ویسے یہ قرآنی آیات ان لوگوں کے دلوں کو فائدہ دیں گی جن کے دل صاحب قرآن سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے نام پر قربان ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کو فرمایا کہ

یا ایھا النبی قل لا زواجك و بناتك و نساء المومنین یدنین علیھن من جلابیبھن

﴿ترجمہ﴾...... یعنی ' اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی اپنی بیٹیوں اور بیٹوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ وہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں اور گھونگھٹ نکال کر باہر جائیں'

﴿الاحزاب پارہ ۲۲ رکوع ۸﴾

فائدہ :...... تفاسیر میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد مسلمان عورتیں بوقت ضرورت چادر سے تمام منہ ڈھانپ کر سر اور منہ چھپا کر اس طرح نکلتی تھیں کہ صرف ایک آنکھ دیکھنے کے لئے کھلی رہتی تھی۔

وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیة الاولی
واقمن الصلوٰة وأتین الزکوة واطعن اللہ ورسوله ٥

ترجمہ: اے نبی کی بیبیو اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ ہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔ اور نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ (الاحزاب)

فائدہ:..... اسی حکم کے پیش نظر ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حج فرض ادا ہونے کے بعد دوسری مرتبہ حج کو جانے کی بجائے گھر میں رہنے کو ترجیح دی تھی اور آخر وقت تک باہر نہیں نکلی تھیں۔

فائدہ:......اس سے معلوم ہوا کہ عورت کا اصل مقام گھر ہے نہ کہ اسکول اور کلب وغیرہ اور فرمایا کہ

واذ سالتموھن متاعاً فاسئلو ھن من وراء حجاب ذلکم اطھر لقلوبکم و قلوبھن۔

ترجمہ: یعنی اے صحابہ جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو اس میں تمہارے اور ان کے دلوں کی زیادہ ستھرائی ہے

(الاحزاب)

فائدہ:......اس آیت میں ازواج مطہرات کو پردے میں رہنے اور حضرات صحابہ کو بوقت ضرورت پردے کے باہر سے عرض کرنے کا ادب سکھایا گیا ہے۔ جس سے عام مردوں عورتوں کے مابین پردہ کی ضرورت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اور دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ

وقل للمومنات یغضضن من ابصارھن و یحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا ولیضربن بخمر ھن علی جیوبھن

﴿ترجمہ﴾.....اور مسلمان عورتوں کو فرما دو کہ غیر مردوں سے اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر برقع و چادر جو اوپر سے مجبوراً خود ہی ظاہر ہیں اور اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں۔

فائدہ:...... چونکہ عورت کے جسم میں سینہ کا ابھار زیادہ نمایاں و جاذب نظر ہوتا ہے اس لئے پردہ کا عام حکم کے علاوہ سر منہ اور گردن کے ساتھ سینہ چھپانے اور گریبان ڈھانپنے کی خاص تاکید فرمائی ہے۔ تا کہ یہ باتیں وسوسوں اور خطرات اور فتنوں کا موجب نہ بنیں۔ مرد و عورت کی نفسیات کو وہی جانتا ہے جو یہ حکم فرما رہا ہے۔ اور فرمایا کہ

ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن

﴿ترجمہ﴾.....اور عورتیں زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگھار زیور (پارہ ۱۸ رکوع ۱۰)

فائدہ:...... چونکہ عورت کے زیور کی آواز بھی غیر مرد کے نفسانی جذبات میں ہیجان کا باعث ہو سکتی ہے اس لئے عورت کو حکم فرمایا کہ اس طرح نہ چلے کہ زیور کی آواز بلند ہو جب عورت کے زیور کی آواز کا اتنا پردہ ہے تو خود اس کی آواز اور جسم کا پردہ کتنا ضروری ہوگا۔ اور فرمایا کہ

والقواعد من النساء التی لا یرجون نکاحاً فلیس علیھن جناح ان یضعن ثیابھن غیر متبرجت بزینة وان یستعففن خیر لھن واللہ سمیع علیم ○

﴿ترجمہ﴾.....اور خانہ نشین عورتیں جنہیں بڑھاپے کے باعث نکاح کی آرزو نہیں رہی اور ان پر گناہ ہیں کہ اپنے بالائی کپڑے (برقع و چادر) اتار رکھیں۔ جبکہ بناؤ سنگھار نہ چمکائیں اور اس سے بچنا اور بالائی کپڑے پہنے رہنا ان کے لئے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

فائدہ:......ایسی بوڑھی عورتیں جنہیں نہ خود نکاح کی خواہش نہ مردوں کو ان میں رغبت ہو چونکہ یہاں شہوانی خیالات کا محل نہیں اس لئے ایسی عورتیں زائد بالائی کپڑے برقع و چادر اتار دیں تو گناہ نہیں لیکن ان کے لئے بھی اس سے بچنا بہتر ہے اس سے پردہ کی اہمیت اور جوان عورتوں کے لئے پردہ کی پابندی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ویسے یہ قرآنی آیات ان دلوں کو فائدہ دیں گی جن کا دل صاحب قرآن سیدنا محمد ﷺ کے نام پر قربان ہے جو سرے سے احکام خداوندی و ارشادات نبوی سے بے نیاز ہے اسے ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں۔

باب دوم

احادیث مبارکہ

شفیق رسول (ﷺ): حضور شفیق امت (ﷺ) نے اپنی امت کی اصلاح کے لئے اپنے ارشادات میں جامع اور مختصر نسخے تجویز فرمائے ہیں۔اسی طرح اصلاح معاشرہ پر عورت کے متعلق اصلاحی پہلو پر ارشادات بھی فرمائے ہیں وہ قابل صد تحسین و آفرین ہیں منجملہ ان کے تعلیم و کتابت نسواں بھی ہے۔ارشادات ملاحظہ ہوں۔

عورت گھر میں رہے

عورت گھر میں رہنے اور پردہ کی چیز ہے پس عورتوں کو گھروں میں قید رکھو بے شک عورت جب گھر سے باہر نکلتی ہے تو اس کے گھر والے کہتے ہیں کہاں کا ارادہ ہے وہ کہتی ہے کہ میں مریض کی عیادت و میت کی تعزیت کے لئے جارہی ہوں پس اس نیک کام میں جانے کے باوجود شیطان بہکانے اور پھسلانے کے لئے اس عورت کے ساتھ ہو جاتا ہے یہاں تک کہ شیطان کے وسوسہ

سے وہ اپنا ہاتھ وغیرہ بے پردہ نکالتی ہے۔ (سن لو) عورت کو عیادت تعزیت وغیرہ کے کسی نیک کام میں اللہ کی خوشنودی حاصل نہیں ہوسکتی۔ جیسی گھر بیٹھ کر اللہ کی عبادت (اور جائز کام میں) خاوند کی اطاعت کر کے حاصل کرسکتی ہے۔ (کتاب الزواجر لابن حجر)

فائدہ: آج کل کی خاتون تو اسے قید وحبس سے تعبیر کرتی ہے لیکن وہ بیبیاں کہ جن پر آج ملک و ملت کو ناز ہے وہ اس پردہ اور گھر سے باہر نہ جانے کو اپنے لئے دین ودنیا میں اعلیٰ سرمایہ سمجھتی تھیں صرف دو حوالے لیجئے۔

(۱) حضرت سیدہ سودہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا حج فرض ادا کر چکی تھیں۔ جب آپ سے دوبارہ حج کے لئے عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے گھر میں رہنے کا حکم فرمایا ہے۔ جہاں تک حج فرض کا تعلق ہے وہ میں ادا کر چکی ہوں۔ خدا کی قسم اب میرے بجائے میرا جنازہ ہی گھر سے نکلے گا۔ راوی فرماتے ہیں خدا کی قسم اس کے بعد آخر وقت تک آپ گھر سے باہر نہیں نکلیں۔ (درمنثور)

(۲) حضرت ام الخیر سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ ہیں۔ آپ کے والد حضرت عبداللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی دختر نیک اختر کے متعلق فرماتے ہیں کہ میری لڑکی اندھی۔ بہری اور لنگڑی ہے اندھی اس لئے کہ اس کی نظر کبھی کسی غیر محرم پر نہیں پڑی بہری اس لئے کہ اس کے کانوں میں کبھی کسی ناجائز چیز گانے بجانے وغیرہ کی آواز نہیں گونجی۔ لنگڑی اس لئے ہے کہ اس نے اپنا قدم کبھی کسی ناجائز کام کی طرف نہیں اٹھایا۔ خدا کے فضل سے وہ ہمہ صفت موصوف ہے اگر ماں ایسی ہے تو بچہ بھی غوث زماں بنے گا اسی لئے کہا گیا ہے کہ:

وہ مائیں گھر کی دیواروں کی رونق
نہ یہ مائیں کہ بازاروں کی رونق

شب معراج کا منظر

(۱) حضور اکرم ﷺ نے دیکھا کہ عورتیں دوزخ میں زیادہ ہیں اور بہشت میں تھوڑی۔

(مشکوٰۃ)

(۲) آپ نے فرمایا جو عورت پانچ وقت کی پابندی سے نماز پڑھے اور رمضان شریف کے روزے رکھے اور اپنی عصمت کی حفاظت کرے اور جائز امور میں اپنے خاوند کی اطاعت کرے وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔

(۳) حضور پاک علیہ ﷺ نے عورتوں کے ایک گروہ کو دیکھا کہ سر کے بالوں سے لٹکی ہوئی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کون ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ وہ عورتیں ہیں جو پردہ نہیں کرتیں اور اپنے خاوند کے سوا غیر مردوں کے لئے بناؤ سنگھار کرتی ہیں اور بے پردہ ہو کر ان کو اپنی زینت و آرائش کا مظاہرہ کراتی ہیں۔

(۴) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی غیر مرد عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ ہو کیونکہ تیسرا ان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ (ترمذی)

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق غیر مرد و عورت کی تنہائی سخت خطرہ کا باعث اور شیطان کی شیطانیت کا آسان موقع ہے۔ یاد رہے کہ ہر غیر مرد کے لئے یہی حکم ہے وہ کوئی عام شخص ہو، غیر محرم رشتہ دار ہو یا کوئی صوفی ہو یا مولوی یا پیر ہو۔ (العیاذ باللہ)

عورت کا مصافحہ: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ جس عورت کو بیعت کرتے اسے اپنی زبان مبارک سے فرماتے میں نے تجھے بیعت کیا خدا کی قسم سلسلہ بیعت میں آپ کا ہاتھ کبھی کسی عورت کے ہاتھ کے ساتھ نہیں چھوا۔ (بخاری و مسلم)

دوسری روایت میں ہے کہ بیعت کے موقع پر عورتوں نے عرض کیا کہ حضور اکرم

علیہ ہمارے ساتھ مصافحہ فرمائیں۔آپ نے فرمایا کہ "انی لا اصافح النساء" یعنی میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔(موطا امام محمد)

فائدہ:......رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے آقا و مولا ہونے کے باوجود جب اتنی احتیاط فرمائی کہ "آپ ﷺ کا ہاتھ کبھی کسی عورت کے ہاتھ کے ساتھ نہیں چھوا بلکہ آپ ﷺ نے خود فرمایا کہ میں عورتوں کے ساتھ مصافحہ نہیں کرتا"۔تو اور کسی کے لئے کیسے جائز ہوسکتا ہے کہ اس کا ہاتھ کسی غیر محرم عورت کے ہاتھ کے ساتھ چھوئے۔اور آپس میں مصافحہ بازی کی جائے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مغرب زدہ تعلیم یافتہ عورتوں کا اپنے ہم جنس مردوں (مسٹروں) کے ساتھ مصافحہ کرنا اور مرید عورتوں کا پیروں اور پیرزادوں اور صاحبزادوں کے ساتھ ہاتھ ملانا ان کی دست بوسی کرنا اور ان کے پاؤں دبانا۔رسول اللہ ﷺ کے ارشاد و طریقہ کے خلاف اور شرعاً ناجائز ہے۔

عورتوں کا جہاد: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا مردوں کی طرح عورتوں پر بھی جہاد ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہاں ان پر ایسا جہاد ہے جس میں جنگ نہیں (الحج والعمرۃ) ابن ماجہ کی دوسری روایت میں ہے کہ "جہاد کن الحج" یعنی تمہارا جہاد حج ہے(مشکوۃ شریف)

فائدہ:......یعنی مردوں کی طرح عورتوں کا حج وعمرہ ان کا جہاد ہے۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہاں ان پر ایسا جہاد ہے جس میں جنگ نہیں (الحج والعمرۃ ابن ماجہ) دوسری روایت میں ہے کہ "جہاد کن الحج" "اے عورتو تمہارا جہاد حج ہے"۔(مشکوۃ)

یعنی "عورتوں پر جہاد نہیں ہاں استطاعت ہو تو ان کا جہاد حج وعمرہ ہے"۔

انتباہ: جہاد کے نام پر مردوں کا عورتوں کو جنگی مشقیں کرانا، بطور رضا کار ان کو بھرتی کرنا، ان کی

پریڈ کرانا، اور سلامی لینا، اسی طرح عورتوں اور مردوں کا آپس میں ملنا ملانا شرعاً جائز نہیں۔ عورتوں کی ذمہ داری سپاہی بننا نہیں۔ بلکہ گھر میں رہ کر سپاہی جننا اور ان کی تربیت کرنا ہے۔ یاد رہے کہ اس کے باوجود کہ عورتوں کا حج وعمرہ ان کا جہاد بھی ہے۔ استطاعت کے باوجود عورتوں کا محرم کے بغیر سفر کرنا اور حج کو جانا ناجائز ہے۔

عورت کا سفر......: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہرگز کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے اور ہرگز کوئی عورت اپنے محرم جس کا نکاح حرام ہے کے بغیر سفر نہ کرے۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ "یارسول اللہ ﷺ فلاں جہاد کے سلسلہ میں میرا نام لکھ لیا گیا ہے اور میری عورت حج کے لئے جارہی ہے" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "تو جا اور عورت کے ساتھ حج کر"۔ (بخاری ومسلم)

دیکھئے رسول اللہ ﷺ نے عورت کو محرم کے بغیر تنہا سفر کرنے سے کس طرح منع کیا ہے اور اس سلسلہ میں اتنا اہتمام فرمایا کہ جہاد پر جانے والے کو جہاد کی بجائے اپنی بیوی کے ساتھ حج کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ تاکہ اس کی بیوی تنہا حج کو نہ جائے۔ تو جب عورت کو محرم اور شوہر کے بغیر حج جیسے مقدس ومبارک سفر پر جانا جائز نہیں تو عورتوں کا تنہا دیگر مقامات واعراس پر جانا اور مختلف مشاغل کے لئے کراچی سے پشاور تک کا سفر کرنا اور غیر ملکی سیاحت وغیرہ کے سلسلے میں بھارت اور لندن وامریکہ تک پہنچنا کیونکر جائز ہوسکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے اس اہم حکم کے خلاف تنہا سفر کرنے والی عورتوں کا آئے دن جو عبرتناک حشر ہوا ہے وہ باخبر حضرات سے مخفی نہیں ہے کاش حضور اکرم ﷺ کے ارشادات پر عمل ہو اور دین وآخرت کی سرخروئی حاصل ہو۔

کون دیوث:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "اس امت کے دس شخص ایسے ہیں جو اپنے کو مومن گمان کرتے ہیں، حالانکہ وہ کافر ہیں۔ ان میں سے ایک دیوث ہے کہ اپنی بیوی کے

معاملے میں غیرت نہیں کرتا"۔ نیز فرمایا کہ "میری امت میں سے دس قسم کے لوگ توبہ کے بغیر جنت میں داخل نہیں ہوں گے ان میں سے ایک قسم دیوث ہے"۔ (الحدیث)

دوسری روایت میں ہے کہ دیوث وہ ہے جو اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ اس کی بیوی کے پاس کون آیا ہے (منبہات، طبرانی)

(کافر حقیقی مراد نہیں بلکہ ناشکرا یا خدا کا باغی۔ (اویسی غفرلہ)

فائدہ:...... معلوم ہوا کہ جو شخص اپنی بیوی کے متعلق غیرت نہیں رکھتا غیروں کو ان کے پاس آنے سے نہیں روکتا اور اس کو غیروں کے سامنے بے پردگی کرنے اور ان کے ساتھ ملاقاتیں کرنے ہنسنے کھیلنے سے نہیں روکتا وہ دیوث ہے اور بڑا ہی محروم بدنصیب ہے۔ (العیاذ باللہ)

انتباہ: دیوث ایک ایسا سخت لفظ ہے اگر آج کسی کو کہا جائے تو وہ تادم زیست جانی دشمن بن جائے گا۔ لیکن عملی طور پر دیکھو تو اپنی عورت سے بے غیرتی کا کیا عالم ہے۔ اس کا آپ حضرات خود ہی اندازہ لگایئے یا اس کتاب میں چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حضرت حفصہ بنت عبدالرحمن باریک دوپٹہ اوڑھے ہوئے حاضر ہوئیں تو آپ نے اس باریک دوپٹے کو پھاڑ دیا اور ان کو موٹا دوپٹہ پہنایا۔

فائدہ:...... اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو ایسا باریک پتلا لباس پہننا اور دوپٹہ اوڑھنا جس سے جسم و بالوں کی رنگت نمایاں ہو وعید شدید کا مستحق، جنت سے محرومی و سخت عذاب کا باعث ہے۔ اور ایسے کپڑے اس لائق ہیں کہ انہیں پھاڑ دیا جائے۔ اور ان کی جگہ موٹے کپڑے استعمال کئے جائیں۔ چونکہ ٹیڈی قسم کے چست لباس میں بھی باریک کپڑوں کی طرح اعضاء متشکل اور جسم نمایاں ہوتا ہے اس لئے باریک کپڑوں کی طرح برائے نام چست لباس بھی ننگا

ہونے کا حکم رکھتا ہے۔اوران دونوں قسم کے باریک وچست کپڑوں سے باحیااوراہل غیرت مسلمانوں کے لئے احتراز لازم ہے بلکہ مروجہ برقعوں کی طرح شوخ رنگ جاذب نظرو پرکشش لباس بھی شرعی نقطہ نظر سے ناروا ہے۔ کیونکہ باریک وتنگ کپڑوں کی طرح ایسا لباس بھی نظر کو کھینچتا ہے اور نگاہیں اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔اور عورت کا ایسا لباس پہن کر مردوں کے سامنے جانا اور باہر نکلنا ناروا ہے۔ چنانچہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ "یخرجن وھن تفلات" یعنی "عورتیں اگر بضرورت نکلیں تو بغیر خوشبو میلے وپرانے کپڑوں میں باہر نکلیں"۔(ابوداؤد)

حکایت: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں ایک عورت گزررہی تھی جس کی خوشبو آپ کو محسوس ہوئی تو آپ نے اس کو مارنے کے لئے درہ اٹھایا اور فرمایا کہ "تم ایسی خوشبو لگا کر نکلتی ہو جس کی مہک مردوں کو محسوس ہوتی ہے اگر بضرورت نکلنا ہو تو بغیر خوشبو میلے کچیلے کپڑوں میں نکلا کرو"۔(کنز العمال)

فائدہ:......امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ عام طور پر عورتیں جو جاذب نظر چادر و نقاب و برقع اوڑھتی ہیں یہ ناکافی ہے کیونکہ اس سے شہوت کو تحریک ہو سکتی ہے۔ بلکہ بعض اوقات ایسے پرکشش کپڑوں میں ننگے چہرے سے زیادہ پرکشش نظر آتی ہیں۔لہٰذا ان کو ایسی چادر وخوبصورت نقاب اوڑھ کر باہر نکلنا حرام ہے۔ جو عورت ایسا کرے گی گنہگار ہوگی۔اور اس کا باپ، بھائی، شوہر جو اسے اس کی اجازت وامداد دے گا وہ اس کے ساتھ گناہ میں شریک ہوگا۔(کیمیائے سعادت)

فائدہ: ان تصریحات سے واضح ہوا کہ باریک وتنگ لباس تو درکنار عورتوں کو ایسا پردہ خوبصورت وپرکشش لباس ودوپٹہ اور برقع پہن کر باہر نکلنا بھی ممنوع وناپسندیدہ ہے جس کی طرف نگاہیں اٹھیں اور مردوں کے جذبات میں ہیجان وتحریک پیدا ہو کاش مسلمان مائیں بہنیں

اور بیٹیاں ان احکامات کا احترام کریں۔ شرعی لباس و پردہ کو اپنا کر اپنی قومی غیرت و اسلام پسندی کا ثبوت دیں اور جنت کی محرومی و جہنم میں جلنے سے بچ جائیں۔ اور انکے مسلمان ورثاء باپ بھائی شوہر و دیگر متعلقین اپنی حمیت و غیرت کو بروئے کار لائیں اپنی مستورات کی نگہداشت کریں۔ ان کو سادہ لباس پہنائیں۔ صحیح طور پر پردہ کرائیں اور باریک وٹیڈی لباس اور خوبصورت وجاذب نظر کپڑے پہن کر اور سرخی پاؤڈر وغیرہ کے ساتھ بناؤ سنگھار کر کے باہر نکلنا اور اسکولوں، کالجوں، بازاروں، دکانوں، مینابازاروں، نمائشوں، کلبوں، سینماؤں اور دفتروں وغیرہ میں جانا بند کر کے اپنی شان مسلمانی و ایمانی غیرت کا مظاہرہ فرمائیں۔ اور ایسے کپڑوں کو جلا دیں جو قوم کی بیٹیوں کی بے پردگی معاشرہ کی بے راہ روی اور بے حیائی وفحاشی کا باعث ہے۔

(من ابن عدی) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اپنی عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ اور بالا خانوں میں نہ رکھو اور فرمایا مسلمان مردوں کے لئے اور عورتوں کے لئے بہتر مشغلہ چرخہ کاتنا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں عام حکم فرمایا کہ عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ اور بالا خانوں میں نہ رکھو۔

(کذافی روض الاخیار شؒ محمد قاسم بن یعقوب)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ”حضرت لقمان کا ایک لکھنے والی لڑکی پر گزر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یہ تلوار کس کو ذبح کرنے کے لئے شیقل ہو رہی ہے۔

(اخرجہ الترمذی الحکیم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ہدایت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

امت کے غم خوار اور قیامت تک آنے والی مشکلات کے حل کرنے والے نبی ﷺ نے اپنی امت کو یوں ہدایت فرمائی۔

(۱) عن عائشه رضی اللہ تعالیٰ عنہا قال قالت رسول اللہ ﷺ لا تسکنوهن الغرف ولا ليعلموهن الكتابة وعلموا المغزل. وسوره نور. اخرجه بيهقى فى متعب الايمان عن الحاكم وقال صحيح الاسناد لاجر سيوطى.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ”حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کو بالاخانوں میں نہ رکھو اور ان کو لکھنا نہ سکھاؤ۔ بلکہ چرخہ کاتنا سکھاؤ اور قرآن مجید میں سے سورہ نور ان کو خصوصیت کے ساتھ پڑھاؤ“۔ اس حدیث کو علاوہ بیہقی اور حاکم کے ابن مرودیہ قرطبی ابن حجر ہیثمی۔ واحدی، شربینی، بغوی، ملاعلی قاری جیسے جلیل القدر محدثین نے بھی روایت کیا۔ اور حکیم ترمذی نے اس معنی کی ایک اور روایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی نقل کی ہے۔ یہ طوالت اس لئے عرض کی ہے کہ بعض حضرات جو عورت کے لئے لکھنے وغیرہ کے جواز کے قائل ہیں تو وہ اس حدیث کی صحت کے شاکی ہیں انہیں اصول حدیث کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔ ایسی حدیث میں اگر چہ بعض اسناد ضعیف ہیں تو بعض تو صحیح الاسناد ہیں۔

(۲) حضرت ابن مسعود سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "لا تعلمو انساء كم الكتابة ولا تسكنوهن العلائى"۔

”یعنی عورتوں کو بالاخانوں پر نہ ٹھہراؤ اور نہ لکھنا انہیں سکھاؤ“۔

عن ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنه. مرفوعاً لا تعلموا نساء كم الكتابة ولا تسكنوهن العلابى. وقال خير الهو المؤمن السياحة و خير لهو المراة المغزل“.

للسیوطی عن ابن عدی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ”عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ اور بالاخانوں میں نہ رکھو اور فرمایا کہ مسلمان مرد

کے لئے بہتر دل بہلاوا تیرنا ہے اور مسلمان عورتوں کے بہتر مشغلہ چرخہ کاتنا ہے"۔

(۳) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "لا تعلمو نسائکم الکتابة ولا تسکنوھن العلابی" حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "یعنی عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ اور نہ ان کو بالا خانوں پر ٹھہراؤ"۔

جب امت کے غمگسار اور قیامت تک آنے والی تمام مشکلات حل کرنے والے نبی ﷺ نے اپنی امت کو یہ دستور العمل عنایت فرمائے تو پھر امتی ہو کر ایک انگریز، دشمن اسلام کے دستور العمل کو کیوں ترجیح دیتا ہے۔ جب کہ فقیر آگے چل کر تصریح پیش کرے گا کہ لڑکیوں کی تعلیم کا جال انگریز نے صرف اسی لئے بچھایا ہے کہ کسی طرح اسلام کی مضبوط آہنی دیوار کھوکھلی ہو اور اسے خود مسلمان اپنے ہاتھوں ہی توڑ پھوڑ کر رکھ دیں۔ چنانچہ وہ اپنی اسی کوشش میں کامیاب ہو گیا۔ اگرچہ آج ملک ہمیں دے گیا ہے لیکن اپنے مقصد پر مسرور ہے۔ لیکن یاد رہے کہ جتنا انگریز آج ہماری تہذیب وتمدن پر قابض ہو کر خوش ہے اتنا ہی حضور اکرم ﷺ ہم سے ناراض ہیں۔

مسلمانو! ابھی سنبھل جاؤ ورنہ قیامت کے دن حضور اکرم ﷺ نے جب شفاعت سے دست برداری کا اظہار فرمایا اور حکم دیا کہ ان معاشرہ بگاڑنے والے عیسائیت کی اقتداء کرنے والوں کو میرے سامنے نہ لاؤ تو بتاؤ اس وقت تمہارے ساتھ کیا گزرے گی فلہذا آج سے ان کی پناہ لو آج ہی مدد مانگ لو ان سے پھر نہ مانیں گے کبھی اگر تم مان بھی گئے۔

فائدہ: پاکستان کی تعلیم یافتہ لڑکیوں کی اکثریت بیرونی سروس کے افسروں سے شادی کرنا پسند کرتی ہیں۔ لیکن اگر محکمہ خارجہ کے افسر میسر نہ آئیں تو پھر ایسی لڑکیاں علی الترتیب فوجی

افسروں، ٹیکنیکل ماہرین۔ بڑے بڑے تاجروں اور انتظامیہ سے وابستہ عہدہ داروں کو ترجیح دیتی ہیں۔ انکشاف ایک سروے رپورٹ سے ہوا ہے جو شوہروں کے انتخاب کے معاملے میں تعلیم یافتہ پاکستانی لڑکیوں کے رجحانات کا جائزہ لینے کے بعد مرتب کی گئی ہے۔ رپورٹ مرتب کرنے والی خاتون نے اپنے سروے سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ تعلیم یافتہ لڑکیاں شوہر کے انتخاب کا اختیار خود حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ اور اس کے علاوہ کالج کی لڑکیوں کا یہ رجحان بھی زیادہ ہے کہ وہ اپنے سے خاصی زیادہ عمر کے مرد کو بطور شوہر پسند کرتی ہیں۔

(کوہستان اخبار)۔

پھر یہ کتنی بدبختی کا سامنا ہے کہ باپ اگر سید ہے، یا افغان ہے، یا اعلیٰ گھرانے کا ہے تو لڑکی کے ماحول نے ایک ایسے کا انتخاب فرمایا جو نسبتاً بالکل گرا ہوا ہے لیکن چونکہ اس کا اپنا انتخاب ہے اس لئے باپ مجبور ہے ورنہ اب کیا کرے۔ پھر شادی کے بعد اپنے تعلیمی معیار کے مطابق گھریلو کاروبار سے عاری نہ روٹی پکانے کی، نہ دال بنانے کی۔ کہتے ہیں کہ ایک صاحب ایم اے کا امتحان دے کر کالج میں سو دو سو روپیہ کے پروفیسر ہو گئے تھے نئے خیالات کی بدولت چاہتے تھے کہ تعلیم یافتہ اور اپ ٹو ڈیٹ عورت ہو جوان کی شریک حیات ہو۔ چنانچہ ہزار کوشش کے بعد ان کا ایک بی اے پاس لڑکی سے نکاح ہو گیا۔ وہ ایک مہینے تک تو اپنے اس انتخاب لاجواب کی اپنے دوستوں سے داد چاہتے رہے۔ مگر اس کے بعد خانہ داری کے مرحلے سامنے آئے تو پھر ان کی داد و فریاد سننے والا کوئی نہ تھا۔ بھوکے پیاسے کالج سے واپس آتے تو دیکھتے ہیں کہ بی بی باؤنیز پڑھ رہی ہیں اور باورچی خانہ میلا ہے۔ برتن بغیر دھلے ہوئے ہیں۔ شور و غل مچانے پر بیگم نے جلدی جلدی کھانا پکا کر سامنے رکھا تو روٹی جلی ہوئی اور دال کچی، ترکاری اور گوشت بھی بے مزہ، کبھی نمک تیز اور کبھی مرچیں زیادہ، یہ عالم دیکھ کر پھر وہ یوں کہا

کرتا تھا کہ مجھ سے ہزار درجہ وہ لوگ اچھے ہیں جو پندرہ بیس روپے ماہوار پاتے ہیں اور بیبیاں ان کی نئی تعلیم سے بے بہرہ ہیں۔

﴿ماہنامہ ماہ طیبہ مئی ۱۹۶۲ء﴾

علاوہ ازیں اب عورت مخدومیت چاہے گی شوہر کو خادم سمجھے گی بلکہ ہر طرح کی آزادی جیسے جی میں آیا کیا۔ عورت تو دفتنہ ہے جبکہ لکھنا لکھانا اس فتنہ کو اور سخت کر دیتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ درحقیقت انسان کی تحریر اس کی خوش آواز ہے۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ القلم السان الیہ۔ بلکہ یہ آواز اکثر زبان کی آواز سے زیادہ دلکش ہی ہے۔ جس طرح تعلیمات شرعیہ اور غیرت فطریہ اس کی اجازت نہیں دیتی اجنبی مرد غیر عورتوں کی آواز سنیں اسی طرح یہ بھی مناسب نہیں کہ عورتوں کی تحریر کاغذ میں ثبت ہو اور اجنبی مردوں کی نظر پڑے۔ نیز عورتوں کی تحریر اکثر بڑے بڑے فتنوں کا ذریعہ ہوتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ عورت کی کتابت اور تعلیم موجودہ انگریزی وغیرہ میں ﴿۱﴾۔ حدیث کی صریح ممانعت ﴿۲﴾۔ اختلاف علماء اس کثرت رائے کے عمل کو ترک کرنا مناسب ہی ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ ضرورت ہی نہیں۔ ہاں اگر کوئی سخت ضرورت پیش آئے اور کسی فتنہ کا خوف ہو تو پھر مضائقہ نہیں۔ لیکن ترک تعلیم کتابت کا یہ مطلب نہیں کہ عورتیں بالکل ہی جاہل رہیں یا شریعت عورتوں کو جاہل رکھنا چاہتی ہے۔ بلکہ شریعت تو ہر مرد و عورت پر علم کو واجب قرار دیتی ہے اسلاف امت کی تاریخ میں صدہا تعلیم یافتہ عورتوں کے وہ کارنامے موجود ہیں کہ مردوں کو ان پر رشک آتا ہے علماء نے ان عورتوں کی مستقل تاریخیں لکھی ہیں۔ موجودہ زمانہ میں عورتوں کی بداخلاقی اور بے دینی اور پابندی رسوم جاہلانہ کے سبب بے عملی ہے اگر عورتیں تعلیم پائیں تو توقع ہے کہ یہ سب خرابیاں ان سے دور ہو جائیں ہاں یہ ضرور ہے کہ تعلیم

اور فرمایا کہ ''جو عورت غیر مردوں پر اپنی زینت کی نمائش کرے گی قیامت کے دن وہ نور سے محروم اور اندھیرے میں مستغرق ہوگی''۔ (ترمذی شریف)

شیطانی صورت: ...... حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ غیروں کے سامنے عورت شیطان کی صورت میں آتی ہے اور شیطان کی صورت میں جاتی ہے جس طرح شیطان وسوسے ڈالتا ہے اسی طرح مردوں کے سامنے عورت کا آنا شیطانی وسوسوں کا باعث ہے۔ (ترمذی شریف)

دیور سے پردہ: ...... فرمایا کہ غیر محرم عورتوں کے پاس جانے سے بچو ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ دیور کے متعلق ارشاد کیا ہے؟ فرمایا کہ دیور موت ہے اور اس سے زیادہ پردہ واحتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ خاوند کی وجہ سے اس کے ساتھ ایک رشتہ کے باعث بیگانوں کی بہ نسبت خطرہ کا زیادہ امکان ہے۔

خلوت حرام: ...... حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو مرد غیر محرم عورت کے پاس تنہائی میں جاتا ہے تو تیسرا ان کے پاس شیطان ہوتا ہے۔ (ترمذی)

معائنہ عذاب: ...... اور فرمایا کہ میں نے شب معراج جہنم میں دیکھا کہ جو عورتیں اپنے بالوں کو غیر مردوں سے نہیں چھپاتیں وہ جہنم میں اپنے بالوں سے لٹکی ہوئی ہیں۔ اور شدت عذاب سے ان کا دماغ ابل رہا ہوگا۔ اور جو عورتیں اپنے جسم کی تشہیر کرتی تھیں غیر مردوں سے پردہ کے بجائے ان کو اپنا بناؤ سنگھار دکھاتی ہیں ان کا جسم آگ کی قینچی سے کاٹا جائے گا۔

فائدہ: عورتوں کے حالات کے بگاڑ پر مباح کی رکاوٹ ہی بہتر ہے اگرچہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے دور میں بعض صحابیات کو کتابت کی اجازت مرحمت فرمائی تو وہ صرف اپنی بیبیوں کے ساتھ مخصوص ہوگی۔

سوال: ...... حضور اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں بہت سی صحابیات کو کتابت کے فن پر عبور تھا

ایسی نہ ہو کہ جوان کے اخلاق کو خراب کرنے والی ہو اس لئے علماء کرام نے عورتوں کے لئے انگریزی اور عشقیہ غزلوں اور ناولوں وغیرہ کو مطالعہ کرنا ناجائز فرمایا ہے کیونکہ یہ چیزیں مخرب اخلاق ہیں۔

بالا خانوں میں عورتوں کی بے پردگی یقینی نہیں بلکہ محتمل ہے لیکن آپ نے یہ بھی روا نہ رکھا اب وہ عورتیں اپنی حالت پر غور کریں جو پردہ میں کوتاہی کرتی ہیں کل قیامت میں حضور اکرم ﷺ کو کیا جواب دیں گی؟

مسلمان اس وقت سے بزدل و بے دست پاء ہوا جب سے ان پاک تعلیمات کو چھوڑا جوان کے دین میں ان کے لئے بہتری اور بھلائی کا راستہ ہے۔ آج کل مسلمانوں کے بچے ہیں اسکولوں میں کیا سیکھتے ہیں چڑیاں طوطے بنانا، اسے کھینچنا اور اعلیٰ درجہ کی ترقی یہ ہے کہ فٹ بال اور کرکٹ تک پہنچ جائیں۔

حضور اکرم ﷺ نے رہتی دنیا تک کے تمام فتنوں اور غلط مصلحتوں اور خرابیوں کو ختم کیا اور آپ ان کی اصلاح کو بخوبی جانتے تھے اور اپنے کو اپنی امت میں ادھورا انہیں چھوڑ گئے بلکہ دین مکمل کر کے دے گئے۔ جو شخص یہ کہے کہ حضور اکرم ﷺ زمانہ کی ضرورتوں سے بے خبر تھے یا یہ کہے کہ آئندہ ضروریات کو اگر ملاحظہ فرماتے تو ضرور اس کی اجازت دے دیتے وہ حضور اکرم ﷺ کی شان اور قدر و منزلت سے بے خبر ہے۔ سیدنا امام احمد ابن العربی قدس سرہٗ اپنی مشہور کتاب فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں کہ "حضور اکرم ﷺ تا قیامت تمام مصلحات کو جانتے تھے"۔

شیطانی جال: ...... عورتوں کو پیچھے رکھو جیسے اللہ تعالیٰ نے انہیں مردوں سے پیچھے رکھا۔

نمائش پر عذاب: ...... حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "تم عورتوں کے گروہ میں جو عورت زیور پہن کر غیر مردوں کے سامنے اس کی نمائش کرے گی وہ عذاب میں مبتلا رہے گی"۔

(ابو داؤد)

چنانچہ ذیل کی چند روایات ملاحظہ ہوں۔

(۱) فتوح البلدان میں ہے کہ حضرت عائشہ بنت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی لکھنا جانتی تھی اور فرماتی تھیں کہ میرے باپ نے مجھے لکھنا سکھایا تھا۔

فائدہ: صحابیہ کی کتابت کے ثبوت کے علاوہ صحابی جلیل القدر نے کتاب سکھائی اس سے ثابت ہوا کہ خیر القرون میں بھی یہ دستور جاری تھا تو اب تم کون ہوتے ہو روکنے والے۔

(۲) فتح بلاذری صفحہ ۲۷۲ میں ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط بھی فن کتابت جانتی تھیں۔

فائدہ: ام کلثوم ایک جلیل القدر صحابی کی زوجہ ہونے کے علاوہ صحابیات میں سے تھیں ان حقائق کے باوجود دور حاضر میں ترقی یافتہ عورتوں کو کتابت سے روکنا دقیانوسی پن نہیں تو اور کیا ہے۔

سوال: ...... علاوہ ازیں خود حضور اکرم ﷺ سے کتابت کی اجازت مروی ہے حضرت شفا بنت عبداللہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ "حضور اکرم ﷺ ایک روز میرے ہاں تشریف لائے اور میں اس وقت حضرت حفصہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی آپ نے مجھ سے فرمایا کہ

"الا تعلمین هذه رقية النملة كما علمتيها الكتابة" (رواہ ابوداؤد)

نملہ ان پھوڑوں کو کہتے ہیں جو انسان کی بغل سے نیچے نکل آتے ہیں اور جن میں سوزش سے چلتی معلوم ہوتی ہے۔ عرب کچھ دعا پڑھ کر اس پر دم کرتے ہیں جس سے باذن اللہ تعالیٰ یہ تکلیف دفع ہو جاتی ہے۔ (قاموس)

حضرت شفا یہ دعا جانتی تھیں اور اکثر دم کیا کرتی تھیں۔ جب ہجرت کر کے حضور اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو حضرت شفاء حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اس خیال سے کہ کہیں اس دعا میں کوئی گناہ نہ ہو۔ آنحضرت ﷺ کو سنائی تو

آپ نے اجازت دی اور فرمایا کہ یہ دعا حضرت حفصہ کو سناؤ۔

(کذا ذکرہ الخطابی فی حاشیہ ابی داؤد)

اس دعا کے بارے میں خطابی نے شرح ابوداؤد میں اور علامہ دمیری نے حیوۃ الحیوان باب النمل میں مختلف اقوال نقل کئے ہیں جن کے ذکر کرنے کی اس جگہ ضرورت نہیں۔ ابوداؤد کی اس روایت سے ثابت ہوا کہ حضرت شفا لکھنا جانتی تھیں۔ اور حضرت حفصہ کو بھی حضور اکرم ﷺ نے سکھایا اور اس روایت کو بھی حاکم نے روایت کرکے صحیح کہا ہے۔ بہر حال اس حدیث سے عورتوں کے لئے تعلیم کتابت کی اجازت نکلتی ہے۔

الجواب: ...... علماء محدثین وفقہا نے دونوں روایتوں کی تطبیق کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ "اگر کسی فتنہ کا خوف نہ ہو جیسا کہ حضرت حفصہ اور شفا کے لئے نہیں تھا تو اجازت ہے ورنہ نہیں" سیدنا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ نے اس کے ازالہ میں عجیب توجیہ بیان فرمائی ہے اس کو ہم نے بیان کردیا ہے (مستقل طور پر فقیر کا رسالہ کتابت نسواں پڑھئے) شرح مطہر کا قاعدہ ہے کہ جہاں کسی مباح فعل کی وجہ سے اسلام میں فتنہ کا احتمال ہو تو اس مباح کو نہ کرنا ضروری ہے۔ اور واجب ہے اور یہ قاعدہ اصولی ہے ہر چھوٹی بڑی کتاب میں درج ہے۔ اب اگر بقول زید عورتوں کی کتابت یا اسکولوں اور کالجوں کی تعلیم کو مباح سمجھا جائے تو فتنہائے عظیم کو کون روکے گا کہ جب بے پردہ یا فیشنی پردہ اوڑھ کر گھر سے نکلتی ہیں تو ہزاروں کو گناہ میں مبتلا کرتی ہیں۔ پھر اسکول وکالج میں جا کر کتنوں کو عشاق بنا کر کشت وخون کی نوبت تک پہنچاتی ہیں۔ اس کا اندازہ اخبارات سے لگائیں لہٰذا نتیجہ نکالنا آسان ہو گیا کہ اولاً تو محققین کے نزدیک عورت کو قلم ہاتھ میں دینا دین کی اینٹ پر اینٹ بجانا ہے اگر بقول بعض روا رکھا جائے تو ان فتنوں اور فسادات کو کون روکے گا۔

(۷) شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی (اصلاح بہشتی زیور از فتاویٰ رضویہ)

(۸) حکیم ترمذی صاحب (نوادر الوصول) (۹) ابن ملک وشارح مشکوٰۃ

(۱۰) سید آلوسی (۱۱) ملا علی قاری (صاحب مرقاۃ)

(۱۲) امام ابن حجر مکی صاحب فتاویٰ حدیثیہ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۱۳) صرف اس موضوع پر ایک تاریخی کتاب "صواعق الملك علىٰ من اباح الكتابة لنساء الزمان" لکھی گئی ہے اس کے چند ایک فتاویٰ کو ملاحظہ فرمائیں۔

(۱)...... **مفتی احناف مکہ مکرمہ:** علامہ ابن اسماعیل علیہ الرحمتہ نے شرح تعلیم المتعلم ۹۹۶ھ میں نقل کیا ہے کہ عورتوں کو خط وکتابت سیکھنا مکروہ تحریمی ہے اس لئے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ "لا تعلموا النساء الخط" یعنی عورتوں کو خط وکتابت نہ سکھاؤ یہ حدیث لڑکیوں کو لکھنا سکھانے کی کراہت اور ممانعت میں نص صریح ہے اور یہ ممانعت نفس کتابت کے متعلق ہے۔

جہاں تک لڑکیوں کے لکھائی سیکھنے کے لئے گھروں سے اسکولوں کالجوں میں جانے کا تعلق ہے یہ شریعت محمدیہ کے خلاف ہے۔ مذہب حنفی کی کتابیں اس سے بھری پڑی ہیں کہ اسکولوں کالجوں سے نماز باجماعت کے لئے مساجد میں عورتوں کو جانا ممنوع اور مکروہ ہے۔ اگرچہ وہ باپردہ وسادہ لباس میں جائیں۔ نماز افضل العبادات ہے اور یہ بھی ہے کہ قریب البلوغ (مراہقہ) لڑکی بھی بالغہ کی طرح ہے۔ مزید عبارت ردالمحتار میں ملاحظہ فرمایئے۔

عہد رسالت وعہد صحابہ میں مستورات اور ان کے پردہ کے یہاں تک احتیاط تھی کہ مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ کون سی چیز بہتر ہے تو انہوں نے عرض کیا کہ عورت کے لئے یہ ہے کہ نہ وہ غیر مرد کو دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اسے دیکھے آپ نے اس جواب کو پسند فرمایا اور انہیں پیار کیا۔

تیسرا باب

عورت کی تعلیم کے بارے میں متقدمین فقہاء کرام رحمھم اللہ تعالیٰ علیھم نے اس موضوع پر متعدد کتابیں بھی لکھی ہیں۔اور پھر کتب ذیل میں معتبر و مستند فقہاء کرام نے اپنی معتبر کتب میں تصریح فرمائی کہ عورتوں کے ہاتھ میں قلم دینا اپنے ہاتھ سے دین کے مضبوط قلعہ کو ڈھانا ہے اور پھر موجودہ دور کی انگریزی تعلیم اور کالج اور اسکولوں کے گندے ماحول سے پناہ بخدا میں کہتا ہوں کہ اگر آج ہمارے اسلاف صالحین حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم زندہ ہوتے تو ان کے دل خون کے آنسو روتے جبکہ ہم اس کے برعکس اپنے قلم کا زور صرف اسی بات پر صرف کرتے ہیں کہ اہل اسلام انگریزی تمدن سیکھیں اور لڑکیاں کالج میں داخلہ لیں افسوس کہ ہم میں نہ زور قلمی ہے نہ دینی شان و شوکت اور جنہیں ہم اپنے دین کا مرکز سمجھتے ہیں وہ بھی ٹیڈی تہذیب اور ماڈرن تمدن کے نہ صرف حامی ہیں بلکہ اس کے مخالف کے سخت مخالف ہیں۔

اقوال فقہاء کرام:...... فقیر چند ایک اکابر کی تصریحات پیش کرنے کی جرات کرتا ہے شاید کسی بھائی کو ہدایت نصیب ہو۔

وہ حضرات جنہوں نے مذکورہ موضوع کی حمایت فرمائی اور جن پر ملک و ملت کو ناز ہے اور مخالفین بھی انہیں اپنا مقتدا مانتے ہیں۔

(۱) حافظ امام ابوموسیٰ (۲) امام علامہ توریشی

(۳) امام اثیر جزری (۴) علامہ طاہر فتنی

(۵) علامہ طیبی شارح مشکوٰۃ (۶) علامہ جلال الدین سیوطی

بعضها من بعض۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ طریقہ تھا کہ گھر کی دیوار میں اگر کوئی سوراخ ہوتا تو بند کرا دیتے تا کہ مستورات مردوں کو نہ جھانک سکیں ایک صحابی نے ایک مرتبہ اپنی بیوی کو سوراخ سے جھانکتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اسے مارا۔ (غیر محرم مرد کی طرح) مسلمان لڑکیوں کا کافر استانی سے تعلیم حاصل کرنا بھی ممنوع ہے کیونکہ کافر عورت مسلمان عورت کے حق میں اجنبی مرد کی طرح ہے اور اس کا مسلمان عورت کے بدن کو دیکھنا درست نہیں۔ (درمختار فصل اللبس واسطہ میں ہے) والذمیة کاالرجل الاجنبی فی الاصح۔ اے اللہ ہم تیری طرف اس شخص سے برات چاہتے ہیں جو (لڑکیوں کی تعلیم کے لئے) ایسا ادارہ بنا کر اسلام کی بزرگی کے ستونوں کو ڈھانے والا اور نافرمانی کرنے والا ہے۔

﴿خادم شریعت محمد صالح ابن المرحوم صدیق کمال الحنفی مکہ مکرمہ﴾

(۲)...... **مفتی شافعیہ مکہ مکرمہ**: لڑکیوں کو لکھنا سکھانا مکروہ ہے لکھنا سیکھنے کے بعد جہاں طالبات کے لئے اغراض فاسدہ کا حصول آسان ہوتا ہے وہاں فاسق لوگوں کا ان کے ساتھ رابطہ قائم کرنا ممکن ہو جاتا ہے حالانکہ کتابت کے بغیر یہ معاملہ آسان نہیں ہوتا اس لئے کہ خط و کتابت قاصد کی بہ نسبت پوشیدہ ہوتا ہے۔ اس طرح قاصد کی زبانی پیغام بھیجنے سے مقصد حاصل نہیں ہوتا اسی لئے عورت لکھنا سیکھنے کے بعد صیقل شدہ تلوار کی طرح ہو جاتی ہے جس میں برائی کی طرف اجابت و توجہ کی قابلیت تیزی کے ساتھ پائی جاتی ہے۔ جیسا کہ حکیم ترمذی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت لقمان کا ایک لڑکی پر گزر ہوا جو لکھ رہی تھی تو آپ نے اسے لکھتے دیکھ کر فرمایا یہ تلوار کو صیقل کر رہی ہے تا کہ اس کے ساتھ ذبح کرے"۔ علاوہ ازیں فقہا نے فرمایا کہ اسکولوں کالجوں میں جانا تو

در کنار عورتوں کا نماز باجماعت کے لئے مسجد میں جانا بھی ناجائز ہے۔ جب وہ عورت نوجوان ہو، یا زینت کے ساتھ، یعنی ہار سنگھار کر کے جائے، یا مردوں سے اختلاط ہو، یا اس نے خوشبو لگائی ہو، یا وہ مردوں کی طرف دیکھے، اور مرد اس کی طرف دیکھیں۔ جہاں تک ایسا ادارہ قائم کرنے والے کا تعلق ہے وہ اس کی بناء پر شرعاً گنہگار ہوگا۔ (اللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم) (محمد سعید ابن محمد بالصیل مفتی شافعیہ مکہ مکرمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

(۳)...... مفتی مالکیہ مکہ مکرمہ: مفتی احناف نے جو جواب دیا ہے وہ کافی ہے۔ اس لئے طوالت کی حاجت نہیں۔ لڑکیوں کا مسلمان عورت واپنے محرم سے کتابت سیکھنا بھی مکروہ ہے۔ علامہ ابن رشید نے روح البیان والتحصیل میں فرمایا کہ "ہمارے امام، امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لڑکیوں کا لکھنا سکھانا مکروہ قرار دیا ہے کیونکہ انہیں لکھنا سکھانے میں فساد ہے خصوصاً اس زمانہ میں"۔ حالانکہ امام صاحب کا زمانہ چوتھی صدی میں تھا۔ پس جب چوتھی صدی میں فساد کی بناء پر لڑکیوں کا لکھنا ممنوع تھا تو خیال کرو پندرہویں صدی میں اس کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے۔ حالانکہ چوتھی صدی کی بہ نسبت پندرہویں صدی کا فساد و آوارگی بدرجہا بڑھ کر ہے۔ غیر محرم مردوں، پروفیسروں سے لڑکیوں کا تعلیم حاصل کرنا بھی حرام ہے۔ خصوصاً جب طالبات گھروں سے بے پردہ ہو کر نکلیں اور امتحان وغیرہ کی تقریب پر ان کے ساتھ غیر مردوں کا اجتماع ہو تو یہ حرمت اور زیادہ شدید ہوگی کیا تم دیکھتے نہیں کہ ایسی صورت میں عورتوں کا نماز جماعت کے لئے جو کہ مخصوص عبادت ہے حاضر ہونا بھی حرام ہے چہ جائیکہ وہ ایک ایسے امر ممنوع کتابت کے لئے اسکولوں کالجوں میں حاضر ہوں جس کے باعث انہیں اس سے بڑھ کر برائیوں کا ارتکاب کرنا پڑے۔ غیر محرم پروفیسروں کی طرح لڑکیوں کا کافرہ عورتوں سے تعلیم

حاصل کرنا بھی حرام ہے کیونکہ مسلمان لڑکیوں کی کافرہ کے پاس تعلیم میں دینی خطرہ کے علاوہ مسلمان عورت کا کافرہ کے سامنے بے پردہ ہونا ناجائز ہے اور فتنوں کے ذرائع کا روکنا شرعاً مطلوب ہے اس قسم کی غیر شرعی تعلیم کے لئے ادارے بنانا بھی جائز نہیں کیونکہ یہ ان امور کی قسم سے ہے جس کے مرتکب کو اپنے گناہ کے علاوہ قیامت تک اس کے جاری کردہ غلط طریقہ پر چلنے والوں کا بھی گناہ ہوگا۔

(محمد ابن المرحوم الشیخ حسین مفتی مالکیہ مکہ مکرمہ)

(۴)...... **مفتی حنابلہ مکہ مکرمہ:** اسکولوں کالجوں میں لڑکیوں کو اس طرح کتابت سیکھنا ناجائز ہے۔ کیونکہ کتابت کی ممانعت کے علاوہ طالبات کا غیر مردوں کے سامنے چہرہ کھلا رکھنا، ان کے ساتھ آزاد گفتگو کرنا یہ سب حرام ہیں۔ تنہائی میں ہونا بھی حرام ہے۔ اس لئے کہ وسائل کے لئے بھی مقاصد کا حکم ہے اور جو چیز حرام کا ذریعہ بنے وہ بھی حرام ہے۔ اور اہل انصاف کے لئے مفتی احناف کا فتویٰ کافی ہے۔

(الحقیر خلف ابن ابراھیم خادم افتاء الحنابلة المشرقه ۱۲۹۶ھ)

(۵)...... مولانا عبدالقادر صاحب ابن مولانا فضل رسول صاحب بدایونی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ سید المرسلین ﷺ نے عورتوں کو لکھنا سکھانے سے منع فرمایا ہے اور شراح محققین نے اس حدیث نہی کو معمول بہ قرار دیا ہے اور نہی فی الغالب حرمت پر معمول ہوتی ہے یا کراہت تحریمی پر جیسا کہ فقہ اصول میں مصرح ہے۔

(الفقیر عبدالقادر عفی رحمه الله تعالی)

(۶)......مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ماجاب به علماء بيت الله السبحان هذا هو المصلحة فى هذا الزمان

بیت اللہ شریف کے علماء کا جو جواب ہے اس زمانہ میں یہی مصلحت ہے کہ لڑکیوں کو لکھنا نہ سکھایا جائے۔ اور انہیں اسکولوں کالجوں میں جانے سے روکا جائے۔ ﴿محمد دیدار علی الحنفی القادری﴾

(۷)......حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ" عورتوں کو لکھنا سکھانا ناجائز ہے اس کو جائز قرار دینے والے غور نہیں کرتے کہ لڑکیاں کتابت سیکھنے کے بعد بازار میں بیٹھ کر عرضی نویسی کریں گی یا کچہری میں نوکر ہوں گی یا بطور خود جس کے ساتھ چاہیں گی آزادانہ خط و کتابت کریں گی اور چند ایام میں اس قسم کی قباحتیں اسلام میں ظاہر ہو جائیں گی۔ فالله خيرا حافظا وهو ارحم الرحمين. اللہ تعالیٰ علماء دین کو دور اندیشی نصیب فرمائے تاکہ دین اسلام میں فتنے فسادات رونما نہ ہوں۔

﴿فقیر غلام دستگیر قصوری کان اللہ لہ ۱۳۰۳ھ﴾

(۸)......مولانا سید عبدالاحد صاحب قادر رحمته الله تعالیٰ لکھتے ہیں کہ بے شک اس زمانہ میں لڑکیوں کو لکھنا سکھانا سم قاتل و زہر ہے۔ ہرگز کسی طرح بھی اس امر پر رغبت نہ کریں کہ بلاشک وشبہ لکھنے والی عورت ننگی تلوار کی مانند ہے۔ جیسا کہ حضرت لقمان کا قول ہے۔

(فقیر سید عبدالاحد قادری حنفی عفی اللہ عنہ)

(۹)......حضرت مولانا غلام حسین صاحب قصوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ چوں خوف فتنه در زمان گذشته بصد ہا سال ازیں زمان پیشتر بود پس دریں زماں که یقین افتناد است چگونه تعلیم

کتابت مر زنا نرار وا خواہد بود۔ در فتویٰ برہنہ در ذکر محرمات در ذیل مسئلہ حرمت تشبیہ زنان بمردان و مردان بزنان آوردہ۔ و فی الحدیث ولا تعلمو ھن الکتابۃ انتھی۔ فقیر غلام حسین قصوری عفی عنہ۔

﴿ترجمہ﴾......اس زمانے سے سینکڑوں سال پہلے زمانے میں جب فتنے کا خوف تھا تو پھر اس زمانہ میں جب کہ فتنوں کا یقین ہے تو کتابت کی تعلیم عورتوں کو کیسے جائز ہے۔ مردوں کو عورتوں کی مشابہت اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت کے بارے میں فتوں میں محرمات کے ذکر میں حرمت آئی ہے۔ اور حدیث پاک میں ہے "اور نہ سکھاؤ انہیں کتابت الخ"

تبصرہ اویسی غفرلہٗ:...... تلخیص و اختصار کے ساتھ عورتوں کے لکھنا سیکھنے اور لڑکیوں کے اسکولوں کالجوں میں جانے کی شرعی ممانعت و حرمت کے متعلق عرب و عجم کے اکابر و مشاہیر علماء اسلام و مفتیان اہل سنت و جماعت کے فتاویٰ مبارکہ آپ کے سامنے ہیں ان کے علاوہ کتاب مستطاب۔

صواعق الملك الديان علىٰ من اباح الكتابة لنساء الذمان۔ میں مزید بیسیوں علماء کرام کی تصدیق بھی شامل ہیں جنہیں خوف طوالت کے باعث نہیں لکھا جا سکا۔ مختلف بلاد و ممالک کے علماء اعلام کے ان فتاویٰ مبارکہ کو اسی ۸۰ سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ ذرا خالی الذہن ہو کر ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ سوچئے کہ حضرات علماء نے لڑکیوں کے لکھنا سکھانے اور اسکولوں کالجوں میں جانے کے متعلق جن خدشات کا اظہار فرمایا تھا۔ کیا بعینہ اسی طرح نہیں ہو رہا اور کیا ایسے جلیل القدر علماء کے اتنے فتاویٰ کے باوجود لڑکیوں کو لکھنا سکھانے اور اسکولوں کالجوں میں بھیجنے کی شرعاً کوئی گنجائش نکل سکتی ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں

توذرا غور فرمائیے کہ اگر مروجہ قلمی تعلیم سراسر خلاف شریعت ومحض انگریز ونصاریٰ کی نقالی وپیروی نہیں تو اور کیا ہے۔ وما علینا الا البلاغ المبین ۔

اقوال علماء کرام اہل سنت

(ا)...... اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مجدد دین وملت امام العلماء المحققین شیخ الاسلام والمسلمین مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ عورتوں کو لکھنا سکھانا شرعاً ممنوع وسنت نصاریٰ۔

باب ہزاراں فتنا درستان سرشار کے ہاتھ میں تلوار دینا ہے جس کے مقاصد شدیدہ پر تجارب شدیدہ وعادل ہیں۔ متعدد حدیثیں اس کی ممانعت میں وارد ہیں۔ جن میں بعض کی سند عند المحققین خود قوی اور اصل متن حدیث کے معروف ومحفوظ ہونے کا امام بیہقی نے افادہ فرمایا۔ اور پھر تعدد طرق دوسری قوت اور عمل امت وقبول علماء تیسری قوت اور محل احتیاط وفتنہ چوتھی قوت تو حدیث لا اقل حسن ہے۔ اور ممانعت میں اس کا نص صریح ہونا خود روشن ہے۔ پر ظاہر ہے کہ کتابت ایک عظیم نافع چیز ہے۔ اگر عورتوں کی کتابت میں حرج نہ ہوتا تو جمہور سلف آج تک اس کے ترک کا کیوں فرماتے۔ بالجملہ سبیل سلامت اسی میں ہے۔ لہٰذا جمہور علماء کرام جیسے امام حافظ الحدیث ابو موسیٰ، امام علامہ توریشتی، علامہ طاہر فتنی، اور شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی طرف میل فرمایا" وہ ہر طرح ہم سے اعلم تھے اب جو اجازت کی طرف جائے یا حال زمانہ سے غافل ہے یا امت مرحومہ کی خیر خواہی سے غافل ومن لم یعرف اھل زمانہ فھو جاھل و نسئل اللّٰہ العفو والعافیۃ

(فتاویٰ رضویہ ۔ اصلاح بہشتی زیور ص ۳)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ "اس لڑکی کے پیدا ہونے پر ناخوشی نہ کرے بلکہ نعمت الٰہیہ جانے۔ سینا پرونا، کاتنا، کھانا پکانا سکھائے۔ سورہ نور کی تعلیم دے لکھنا ہرگز نہ سکھائے کہ احتمال فتنہ ہے۔ بیٹیوں سے زیادہ دلجوئی اور خاطر داری رکھے کہ ان کا دل بہت تھوڑا ہوتا ہے۔ دینے میں انہیں اور بیٹوں کو کانٹے کے تول برابر رکھے۔ جو چیز دے پہلے انہیں دے کر بیٹوں کو دے۔ نو برس کی عمر سے نہ اپنے پاس سلائے نہ بھائی وغیرہ کے پاس سونے دے۔ اس عمر سے خاص نگہداشت شروع کرے۔ شادی برات میں جہاں گانا ناچ ہو ہرگز نہ جانے دے۔ اگرچہ خاص اپنے بھائی کے یہاں ہو۔ سخت سنگین جادو ہے اور ان نازک شیشوں کو تھوڑی ٹھیس بہت ہے۔ بلکہ بیگانوں میں جانے کی مطلقاً بندش رکھے۔ اپنے گھر کو ان پر زندان کردے۔ بالا خانوں پر نہ رہنے دے۔ گھر میں لباس وزیور سے آراستہ کرے کہ پیام رغبت کے ساتھ آئیں۔ جب کوئی رشتہ ملے دیر نہ کرے۔ حتیٰ الامکان بارہ برس کی عمر میں بیاہ دے۔ زنہار کسی فاجر فاسق خصوصاً بدمذہب کے نکاح میں نہ دے ہرگز ہرگز بہار دانش مینا بازار مثنوی۔ غنیمت وغیرہا کتب عشقیہ غزلیات فسقیہ نہ دیکھنے دے کہ نرم لڑکی جدھر جھکائے جھک جاتی ہے۔ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ لڑکیوں کو سورہ یوسف شریف کا ترجمہ نہ پڑھایا جائے کہ اس میں مکرر زناں کا ذکر ہے۔ پھر بچوں کو خرافات شاعرانہ میں ڈالنا کب بجا ہو سکتا ہے مشعلۃ الارشاد اعلیٰ حضرت سیدنا امیر الملت والدین حضرت پیر قدس سرہ سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری کی شخصیت سے کون ناواقف ہے آپ ہزاروں کے اجتماعات میں بلاخوف لومۃ لائم قوم کو انتباہ کے طور پر یہ فرماتے تھے کہ "لڑکیوں کو اسکولوں میں بھیجنے کی بجائے چکلوں میں بھیج دو"۔ کیسی شدت اور کتنا جلال تھا ان الفاظ میں۔ ظاہر بین اور دنیا دار لوگوں کے نزدیک یہ آواز دقیانوسی حالات سے بے خبری اور مولوی کی تنگ نظری پر مبنی تھی۔ لیکن انصاف پسند سنجیدہ مزاج

طبائع سلیمہ ان الفاظ کی شدت کو قوم کے ساتھ مرد کامل کی خیر خواہی پر محمول سمجھ رہی تھیں ایسی خیر خواہی آمیز شدت جو ڈاکٹر کے آپریشن، حکیم کی کڑوی کسیلی دوا اور جراح کی نشتر زنی سے کہیں زیادہ خیر خواہی پر مبنی اور روحانی اطمینان بخشنے والی تھی۔

لڑکیوں کو اسکولوں میں بھیجنے کی بجائے چکلوں میں بھیج دو' کیا مطلب؟ یہی کہ جس طرح کوئی انسان اپنی نور نظر اور لخت جگر کی ذات کے ساتھ چکلے کا تصور نہیں کر سکتا۔ اسی طرح اسے اپنی بچی کو انگریزی اسکول کے مغرب زدہ ماحول میں ٹیڈی ازم کی علمبردار استانیوں کے پاس بھیجنے کا تصور بھی نہیں کرنا چاہیے۔ کیا لڑکیوں کے لئے اسکول و کالج چکلہ سے زیادہ خطرناک اور گمراہ کن مقامات ہیں؟ جی ہاں مرد کامل نے اپنے الفاظ میں اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اسکول کالجوں کے بگاڑنے کا حلقہ چکلہ سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔ اس لئے کہ چکلہ ایک کھلی ہوئی برائی ہے اور خطرہ کی جگہ ہے۔ اور برائی کو اپنی اصلی صورت میں دیکھ کر عموماً لوگ اس طرف سے احتراز کرتے ہیں اور اسکولوں کالجوں میں یہ برائی چونکہ تعلیم کے نام پر پیش کی جاتی ہے اس لئے ایک تو اس سے تعلیم بدنام ہوتی ہے اور دوسرا لوگ اس نام سے گمراہ ہو کر اپنی بچیوں کو ایسی خطرناک راہ پر ڈال دیتے ہیں جہاں فیشن پرستی و بے حیائی ٹیڈی ازم گانے بجانے اور اغوا و فرار سے لے کر عصمت فروشی تک سب ہوتا ہے۔ اور تعلیم کے نام پر یہی وہ دھوکہ اور عظیم خطرہ تھا کہ جس کا احساس فرما کر مرد کامل نے آج سے مدتوں پہلے قوم کے ضمیر کو جھنجھوڑنے کے لئے بدیں الفاظ زجر و توبیخ فرمائی تھی کہ لڑکیوں کو اسکولوں میں بھیجنے کے بجائے چکلہ میں بھیج دو۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

ضروری نہیں کہ اسکول و کالج جانے والی ہر لڑکی کا دامن ملوث ہو۔ بلاشبہ بعض لڑکیاں ماحول کی گندگی کے باوجود اپنا دامن عصمت محفوظ رکھتی ہیں لیکن یہ محض خوبی قسمت پر موقوف

ہے کہ جہاں تک جوان لڑکیاں آمد و رفت ۔فرنگی تعلیم وسکولوں کالجوں کے مغرب زدہ ماحول کا تعلق ہے۔ مجموعی طور پر اس کے اثرات طالبات کو یقیناً طوائف کی راہ پر لے جا رہے ہیں اور کسی حساس ودانشمند اور باخبر شخص کے لئے یہ مناسب نہیں کہ اپنی لخت جگر اور خاندان کی عزت کو ایسے حضرات کے سپرد کر دے۔ (حضرت علامہ حشمت علی صاحب بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

سوال: ...... کیا فرماتے ہیں کہ علماء دین اس مسئلہ میں کہ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے اپنی مشہور کتاب بہشتی زیور میں لڑکیوں کو لکھنے کی ترغیب دی ہے بلکہ انہیں لکھنے کے باقاعدہ طریقے تحریر کیے ہیں۔ کیا یہ شرعاً درست ہے اور عورتوں کو لکھنا سکھانا جائز ہے یا ممنوع۔

الجواب: ...... اقول وباللہ التوفیق۔ تھانوی صاحب کا عورتوں کو خط وکتابت کا ڈھنگ طریقہ سکھانا لکھنے کی راہ دکھانا محض بیجا وسراسر خطا اور شرعاً ناروا ہے۔ احادیث میں عورتوں کو لکھنا سکھانے کی صریح ممانعت فرمائی گئی ہے۔ اور اجازت میں کوئی حدیث صریح نہیں آئی۔ اسی پر سلفاً وخلفاً اجلہء ائمہ اور اکابر امت کا عمل رہا۔ اور زمانہ موجودہ کے علماء نے کتابت کو عورتوں کے واسطے ممنوع وناجائز ہی رکھا۔ چنانچہ ابن حبان وبیہقی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ہے کہ فرمایا" رسول اللہ ﷺ لا تسکنو ھن الغرف ولا تعلموھن الکتابہ وعلمو ھن المغزل و سورۃ النور۔ یعنی عورتوں کو بالاخانوں پر نہ رکھو اور انہیں لکھنا نہ سکھاؤ انہیں چرخہ کا تنا بتاؤ اور سورہ نور سکھاؤ۔

دوسری حدیث میں ہے کہ " لا تسکنو النساء کم الغرف ولا تعلمو اھن الکتابۃ " اپنی عورتوں کو بالاخانوں پر نہ رکھو اور انہیں لکھنا نہ سکھاؤ اس حدیث کو امام ترمذی محمد ابن علی نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

تیسری حدیث میں ہے کہ لا تعلمو النساء کم الکتابۃ ولا تسکنوھن العلابی۔

اپنی عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ اور انہیں کوٹھوں پر نہ ٹھہراؤ۔ اس حدیث کو ابن عدی و ابن حبان نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

حدیث اول کی حاکم نے تصحیح فرمائی اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے اور ثانی کو اپنے رسالے اجرالجزل میں ذکر کیا ہے اور دوسری حدیث کو امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے [illegible] ذکر کیا ہے۔

(مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب گوجرانوالا رضیۃ المساجد)

مغرب زدہ فرنگی دور سے پہلے قلم ہمیشہ مرد کے ساتھ مخصوص رہا اور دیگر متعدد امور کے علاوہ عورت اس معاملہ میں بھی کبھی مرد کی شریک و ہمسر نہیں ہوئی۔ شرعی طور پر بھی لکھنا اور قلم ہاتھ میں پکڑنا صراحۃً عورت کے لئے منع فرمایا گیا ہے۔ اور اس پر امت کے علمی تعامل کا یہ عالم ہے کہ اس کے باوجود کہ تمام قوموں کے مقابلہ میں مسلمان قوم کی تصانیف سب سے زیادہ ہیں اور مسلمان قوم دنیا میں اکثر التصانیف واقع ہوئی ہے شائد ہی کوئی ایسی مثال ملے گی کہ کسی مسلمان خاتون نے بدست خود کوئی کتاب لکھی ہو۔ حالانکہ بڑی فقیہ عالمہ محدثہ شاعرہ خواتین بھی مسلمانوں میں ہو گزری ہیں۔ مگر افسوس کہ اب اپنی اس مسلمہ روایت اور امت کے عملی تعامل اور منشائے شریعت کے خلاف انگریزوں کی تقلید کرتے ہوئے مسلمانوں کو بھی عورتوں اور لڑکیوں کو لکھنا سکھانے کا ایسا شوق ہوا ہے کہ دن بدن اس میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ پھر اگر محض لڑکیوں کو لکھنا سکھانے کی حد تک معاملہ رہتا تو بھی ایک دن کی بات تھی مزید ستم یہ ہے کہ لکھائی کے علاوہ لڑکیوں کو لڑکوں کی طرح باقاعدہ انگریزی اسکولوں کالجوں میں فرنگی تعلیم و تہذیب کا زہریلا درس دیا جا رہا ہے۔ اور اسے 'ترقی' کامیابی و عزت کا معیار تصور کیا جاتا ہے۔ حالانکہ فرنگی تعلیم و تہذیب کا زہر پلانا لڑکوں کے لئے ہی کچھ کم نہ تھا۔ چہ جائیکہ

لڑکیوں کو یہ زہر پلایا جاتا مگر قوم ہے کہ اس انگریزی فیشن کی رو میں خود بھی بہہ رہی ہیں اور اپنی مذہبی وملی روایت کے برعکس اس ناجائز شغل پر پانی کی طرح روپیہ بھی بہا رہی ہے پھر اور تو اور بعض علماء ومشائخ کے مقدس گھرانے بھی فرنگی تعلیم وتہذیب کے اس سیلاب میں بہے جا رہے ہیں۔فالی اللہ المشتکیٰ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

فائدہ: ...... ان دلائل سے معلوم ہوا کہ عورتوں اور لڑکیوں کی مروجہ تعلیم اسلام کے سراسر خلاف ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کے سوئے ہوئے جذبہ غیرت کو بیدار کرے اور اسلامی احکامات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔

شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:

در خرمی در سرائے به بند — که بانگ زن ازوئے برآید بلند

بپو شانش از مرد بهگانه روی — وگر نشودچه زن آنکه شوی

عورت کو غیر مردوں سے پردہ کرا — ورنہ عورت اور مرد میں کیا فرق ہے

پسر چوں زده برگز شتش سنیں — زنا محرم گوفرا تر نشین

جب لڑکے کی عمر دس برس ہو جائے — تو اس سے کہہ نامحرم عورتوں سے بچ کر رہ

برنیشه آتش نشاند فروخت — که تا چشم برهم زنی خانه سوخت

روئی کے سامنے آگ نہیں جلانا چاہیے — اس لئے کہ آنکھ جھپکنے میں گھر جل جائے گا

نگهدار از امیزش برش — که یه بدبخت وے راه کند چو خودش

اسے بری مجلس سے بچا — ورنہ وہ بھی ان کی طرح گمراہ ہو جائے گا

سیه نامه تر زان مخنث مخوره — که پیش زخطش روئے گر روسیاه

اس سے زیادہ سیاہ نامہ اعمال کس کا ہوگا
جو داڑھی اگنے سے پیشتر بدکاری میں ملوث ہوگا

پسر کو میان قلندر نشست
پدر گوز خیرش فروشودست

جو لڑکا عمدہ لوگوں میں بیٹھا
اس کے باپ کو اس سے بھلائی کی امید نہیں رکھی

حضرت مولانا جامی قدس السلام

حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا مانگی کہ

عجب درمانده ام درکار اینان
مرا زندان به از دیدار اینان

میں مصر کی عورتوں سے پریشان ہو گیا ہوں
مجھے ان کی ملاقات سے قید خانہ بہتر ہے

به از صد سال درزندان نشینم
که یکدم طلعت اینان به بینم

سو سال قید میں بیٹھنا
انہی کی ایک نگاہ دیکھنے سے اچھا ہے

بنا محرم نظر دل را کند کور
ز دولت خانئه قرب افگند دور

نامحرم کو دیکھنا دل کو اندھا کر دیتا ہے
اور قرب خداوندی سے دور کر دیتا ہے

ڈاکٹر محمد اقبال صاحب مرحوم فرماتے ہیں کہ:

ای روایت پردہ ناموس ما
تاب تو سرمایہ ء فانوس ماء

اے مسلمان خاتون تیری چادر ہمارے ناموس کا پردہ ہے۔ تیری عزت ہمارے فانوس کا سرمایہ ہے

کودک ماچوں لب از شیر توشست
لا اله آموختی اورا نخست

جب ہمارے بچے نے تیرے دودھ سے منہ دھویا
تو نے سب سے پہلے اسے کلمہ طیبہ پڑھایا

می تراشد مهر تو اطوار ما
فکر ما گفتار ما کر دار ما

تیری محبت ہمارے طور کو تراشتی
اور ہمارے فکر و گفتار کے کردار کو سنوارتی

از سر سود و زیاں سودا مزن
گام جزیر جادئه آبا فرن

فرنگی معیار کے مطابق نفع ونقصان کا خیال نہ کر
اور اپنے بزرگوں کے راستہ سے قدم نہ ہٹا

ہوشیار از دستبرد روزگار
گیر فرزندان خورا درکنار

زمانہ حاضرہ کی دست درازی سے ہوشیار رہ
اور اپنی اولاد کو اپنی بغل میں سنبھال

فطرت تو جذبہ ء دارد بلند
چشم ہوش از سوئہ زہرا بلند

تیری فطرت بڑا بلند درجہ رکھتی ہے
فاطمۃ الزہرا کی سیرت سے آنکھ بند نہ کر

تا حسینے شاخ تو بار آورد
موسم پیشین بگزار آوردہ

تا کہ تیری شاخ پر حسین جیسا پھول پیدا ہو
جو گلزار میں پہلی سی رونق لائے

اکبرالہٰ آبادی فرماتے ہیں کہ:

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی
ڈھونڈلی قوم نے فلاح کی راہ

یہ ڈرامہ دکھائے گا کیا سین
پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

اور فرمایا کہ:

جس تعلیم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
ایسی تعلیم تو اس کے لئے قتل کا پیغام ہوگا

اور فرمایا کہ:

بے پردہ کل جو نظر آئیں چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا

پوچھا جو میں نے بیبیو پردہ کدھر گیا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

تعلیم دختران سے یہ امید ہے ضرور
ناچے دلہن خوشی سے خود اپنی بارات میں

اور فرمایا کہ:

کیا کہوں کہ علم پڑھ کر کیا کریں گی بیبیاں
بیبیاں شوہر بنیں گی اور شوہر بیبیاں

نفیس خلیل نے فرمایا کہ:

عورت بازار حصو دلے کو جائے
حیا سوز چہرے سے پردہ اٹھائے

نگاہوں کے سکے دل پہ جمائے
تو دیکھے اور تجھے غیرت نہ آئے

متفرقات:.......

پھل لے دختر ایں دلبری ھا
مسلماں رانزیبد کافری ھا

اے بیٹی یہ فیشن پرستی چھوڑ دے
مسلمانوں کو کافرانہ فیشن زیب نہیں

یہ سرخی بنت حاضر کے لبوں پر
تیری غیرت کا اے مسلم لہو ہے

سبق خیر سے لب پہ آئے نہ آئے
مگر لب سے سرخی اترنے نہ پائے

وہ قوم جو کل کھیلتی تھی ننگی شمشیروں کے ساتھ
آج سینما دیکھتی ہے ہمشیروں کے ساتھ

زمین وآسمان بھی کانپتے تھے جس کی ہیبت سے
اسی مسلم کی صورت اب تو پہچانی نہیں جاتی

خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل ونگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

علماء دیوبند

''مولوی رشید احمد گنگوہی'':

اس زمانہ میں تعلیم کتابت عورتوں کو مکروہ ہے تحریماً انتہی الاجرالجزل مترجم۔ ترجمہ مفتی محمد شفیع دیوبندی۔

تبصرہ:...... مکروہ تحریمی حرام یا قریب حرام اور ہر دو تقدیر اس کا مرتکب گنہگار و مستحق عذاب نار ہوتا ہے (درمختار وغیرہ) میں ہے کہ " المکروہ تحریما نسبته الی اکرام کنسبة الواجب الی الفرض فیثبت بما ثبت به الواجب یعنی بطن الثبوت ویاثم بارتکابه کما یاثم بترك الواجب " یعنی مکروہ تحریمی کی نسبت حرام کی طرف ایسی ہے جیسے واجب کی نسبت فرض کی طرف پس مکروہ تحریمی اس دلیل سے ثابت ہوتا ہے جس سے واجب ثابت ہوتا ہے اور جس طرح واجب کا تارک گنہگار ہوتا ہے اسی طرح مکروہ تحریمی کا

مرتکب گنہگار ہوتا ہے اس سے وہ اندازہ لگائیں جو اپنی بچیوں کو زنانہ اسکول میں داخل کر کے کئی گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔(اللهم احفظنا من الشرور والفتن)

دیوبندی رسالے میں مولوی اشرف علی تھانوی کی تحریر: ماہنامہ الصدیق ملتان، دیوبندی مسلک کا ترجمان ہے اس میں عنوان قائم کیا (حقوق البیت) اس میں لکھا ہے کہ جس کی آخری قسط الصدیق کے سابقہ شمارے میں طبع ہو چکی ہے کے بعد ضروری معلوم ہوا کہ درج ذیل مضمون بھی الصدق میں آجائے آج کل اسکولوں اور کالجوں میں لڑکیوں اور عورتوں کی تعلیم عام ہو رہی ہے اور اس کو واجب سمجھا جانے لگا ہے حالانکہ اس قسم کی تعلیم کے مضرات آئے دن ہم دیکھ رہے ہیں کہ عورتوں سے حیاء وعفت رخصت ہوتی جا رہی ہے اور آزادی بے باکی اس کی جگہ آتی جا رہی ہے اور ہمارے معاشرے کی خرابی کی اصل وجہ عورتوں کا اس طرح آزاد رہنا ہے۔ اب بھی وقت ہے کہ ہم اپنے آپ کو سنبھالیں اور عورتوں کو آوارگی سے بچائیں ورنہ ایسے خطرات درپیش ہیں کہ جن کا مقابلہ پھر دشوار ہوگا۔(مدیر)

بعض آدمی اپنی لڑکیوں کو آزاد و بے باک عورتوں سے تعلیم دلاتے ہیں یہ تجربہ ہے کہ ہم صحبت کے اخلاق وجذبات کا آدمی میں ضرور اثر آتا ہے خاص کر جب وہ شخص ہم صحبت ایسا ہو کہ متبوع اور معظم بھی ہو اور ظاہر ہے کہ استاد سے زیادہ ان خصوصیات کا کون جامع ہوگا۔تو اس صورت میں وہ آزادی وبے باکی ان لڑکیوں میں بھی آوے گی۔اور میری رائے میں سب سے بڑھ کر عورت کی حیا اور انقباض طبعی ہے اور یہی مفتاح ہے تمام چیزوں کی۔جب یہ نہ رہا تو اس سے پھر نہ کوئی خیر متوقع ہے اور نہ کوئی شر مستبعد ہے۔ ہر چند کہ " اذا فاتك الحياء فافعل ماشئت " کا حکم عام ہے۔لیکن میرے نزدیک ماشئت کا عموم نساء کے لئے بہ نسبت رجال کے زیادہ ہے اس لئے مردوں میں پھر بھی عقل کسی قدر مانع ہے اور عورتوں میں اس کی بھی

کمی ہوتی ہے اس لئے کوئی مانع نہ رہے گا اسی طرح اگر استانی ایسی نہ ہو لیکن ہم سبق اور ہم مکتب لڑکیاں ایسی ہوں تب بھی اس کے مضر اثرات واقع ہوں گے اس تقریر سے دو جزیوں کا حال بھی معلوم ہو گیا ہو گا جن کا اس وقت بے تکلف شیوع ہے ایک لڑکیوں کا عام زمانہ اسکول بنانا اور مدارس عامہ کی طرح اس میں مختلف طبقات اور مختلف خیالات لڑکیوں کا روزانہ جمع ہونا گو معلم۔

احسن طریقہ: ......لڑکیوں کے لئے یہی ہے جو زمانہ دراز سے چلا آتا ہے۔ دو، دو، چار چار لڑکیاں اپنے اپنے تعلقات کے مواقع میں آویں اور پڑھیں اور حتیٰ الامکان اگر ایسی استانی مل جاوے جو تنخواہ نہ لے تو تجربہ سے یہ تعلیم زیادہ بابرکت ہے اور بااثر ثابت ہوئی ہے۔ اور بدرجہ مجبوری اس کا بھی مضائقہ نہیں اور جہاں کوئی ایسی استانی نہ ملے اپنے گھر کے مرد پڑھا دیا کریں۔ پڑھانے کا تو یہ طرز ہو اور نصاب تعلیم یہ ہو کہ اول قرآن مجید حتیٰ الامکان صحیح پڑھایا جاوے پھر کتب دینیہ سہل زبان کی جن میں تمام اجزاء دین کی مکمل تعلیم ہو میرے نزدیک اس وقت بہشتی زیور کے دسوں حصے ضرورت کے لئے کافی ہیں۔ اور گھر کا مرد تعلیم دے تو جو مسائل شرمناک ہوں ان کو چھوڑ دے اور اپنی بی بی کے ذریعہ سمجھوا دے۔ اور اگر یہ نظام بھی نہ ہو سکے تو ان پر نشان کر دے تاکہ ان کو یہ مقامات محفوظ رہیں۔ پھر وہ سیانی ہو کر خود ہی سمجھ لیں گی یا اگر عالم شوہر میسر ہو اس سے پوچھ لیں گی یا شوہر کے ذریعہ کسی عالم سے تحقیق کرا لیں گی۔ چنانچہ بندہ نے بہشتی زیور کے دستور العمل میں جو ٹائیٹل پر مطبوع ہوا ہے اس کا خلاصہ لکھ دیا ہے مگر بعض لوگ اس کو دیکھتے ہی نہیں اور اعتراض کر بیٹھتے ہیں اگر کوئی مرد پڑھانے لگے تو ایسے مسائل کس طرح پڑھا دے۔ اس لئے ان کا لکھنا ہی کتاب میں مناسب نہ تھا۔ کیسی کچی سمجھ ہے۔ بہشتی زیور کے اخیر میں مفید رسالوں کا نام بھی لکھ دیا ہے جن کو پڑھنا اور مطالعہ کرنا عورتوں کو مفید ہے اگر سب نہ پڑھیں ضروری مقدار پڑھ کر باقیوں کو مطالعہ میں ہمیشہ رکھیں اور تعلیم کے

ساتھ ان کے عمل کی بھی نگرانی رکھیں اور اس کا بھی انتظام کریں کہ ان کو تدریس کا شوق ہوتا کہ عمر بھر شغل رہے تو اس علم و عمل کی تجدید وتو ضیح ہوتی رہتی ہے اور اس کی بھی ترغیب دیں کہ مطالعہ کتب مفیدہ سے کبھی بھی غافل نہ رہیں اور ضروری نصاب کے بعد اگر طبیعت میں قابلیت دیکھیں عربی کی طرف متوجہ کریں تا کہ قرآن و حدیث وفقہ اصلی زبان میں سمجھنے کے قابل ہو جاویں اور قرآن کا خالی ترجمہ جو بعض لڑکیاں پڑھتی ہیں میرے خیال میں سمجھنے میں زیادہ غلطی کرتی ہیں اس لئے اکثر کے لئے مناسب نہیں یہ تو تمام پڑھنے کے متعلق بحث تھی۔ رہا لکھنا تو اگر قرآئن سے طبیعت میں بے باک معلوم نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں ضروریات خانگی کے لئے اس کی بھی حاجت ہوتی ہے اور اگر اندیشہ خرابی ہو تو مفاسد سے بھی بچنا چاہئے جب مصالح غیر واجبہ سے اہم ہے ایسی حالت میں لکھنا نہ سکھاویں اور نہ خود لکھنے دیں اور یہی فیصلہ ہے عقلاء کے اس اختلاف کا کہ لکھنا عورت کے لئے کیسا ہے۔

(ماھنامه الصدیق رمضان و شوال ۱۳۷٦ھ)

دیوبندی مجذوب صاحب کی پیشن گوئی:

آزادی میں کیا پابند شوہر بیبیاں ہوں گی
نصیب دوستاں ہوں گی نصیب دشمناں ہوں گی

آزادیاں ہوں گی یہی بیباکیاں ہوں گی
تو بس یہ بیبیاں پھر بیبیاں کیا رنڈیاں ہوں گی

ہوئی ڈگریاں حاصل ملازم بیبیاں ہوں گی وہ خود
کسب معاش اپنا کریں گی کہ بیبیاں ہوں گی

محرم دفتر بنے گا بیبیاں بھی اب میاں بنیں گی
بجائے تخت اور پیڑھی کے میز اور کرسیاں ہوں گی

اندرون خانہ بھی رل کر نہ کچھ پابندیاں ہوں گی
کریں گی دیدہ بازی گھر میں ہر سو کھڑکیاں ہوں گی

یہاں تک حسن کے بازار میں ارزانیاں ہوں گی
میسر نوکروں کو بیگمیں اور رانیاں ہوں گی

سپر تھا پردہ اب بے روک تیر اندازیاں ہوں گی
حیا وعصمت و ناموس کی قربانیاں ہوں گی

جمال آرائیاں ہوں گی شباب آرائیاں ہوں گی
سر محفل بصد ناز و ادا انگڑائیاں ہوں گی

بھلا غیروں سے یوں بے لوث کب تک شوخیاں ہوں گی
ابھی خوش فعلیاں ہوتی ہیں پھر بد فعلیاں ہوں گی

ہر اک سے رفتہ رفتہ بے تکلف بیبیاں ہوں گی
ابھی رسمیں ملاقاتیں ہیں پھر تو یاریاں ہوں گی

کہاں خانہ نشینی اب تو بزم آرائیاں ہوں گی
جب وہ بے پردہ ہوں کشتیاں بے بادباں ہوں گی

ہر کا دل سے لگی ہوگی ہر اک سے شوخیاں ہوں گی
وہ کیا پردہ نشینوں کی طرح افسردہ جاں ہوں گی

بنے گا ہند پیرس گر یہی شوقینیاں ہوں گی
جو کنواری ہیں مسیں جو بیگمیں لیڈیاں ہوں گی

بلا کی مستیاں ہوں گی غضب کی شوخیاں ہوں گی
گھٹائیں پانی پانی لوٹ ان پر بجلیاں ہوں گی

اب الٹی بیبیاں ہی شوہروں پر حکمراں ہوں گی
ترقی کر کے وہ یعنی زمیں سے آسماں پر ہوں گی

پسند آئے گا سایہ پسند ساڑیاں ہوں گی
کہ دینی وضع میں ایسی کہاں عریانیاں ہوں گی

ابھی سے لڑکیوں میں اس قدر رنگینیاں ہوں گی
تو جب ہوں گی بالغ تو تیغ خونفشاں ہوں گی

ذرا خائف نہ وقت رخصتی اب کنواریاں ہوں گی
وہ خنداں ہوں گی صحبت یافتہ ہوں گی رواں ہوں گی

جب ایسی شوخ دیدہ چھٹ پنے میں لڑکیاں ہوں گی
تو آفت ڈھائیں گی جب یہ بڑی ہوں گی جواں ہوں گی

اب اسٹیجوں پہ آ کر جلوہ فرما بیبیاں ہوں گی
جواب تک معنی پنہاں تھیں وہ اب تو سرخیاں ہوں گی

غلط راہوں سے روکیں گی وہ چت پڑ پڑ کے مردوں کو
برائے اوج قومی عورتیں اب سیڑھیاں ہوں گی

کہے گا ایک اگر شوہر سنائیں گی وہ سو اس کو
سراپا گوش تھیں اب وہ سرتا پا زباں ہوں گی

بدل جائیں گی رسمیں اب نیا دور آئے گا ایسا
کہ پہلے رخصتیاں ہو جائیں پھر شادیاں ہوں گی

پھریں گے کوہ بکوہ پردہ نشین خود جلوہ دکھلاتے
نہ پوچھو کیسی کیسی حسن کی اب خواریاں ہوں گی

مسین بن بن کے ساتھ اب مسٹروں کے لڑکیاں ہوں گی
وہ صاحب لوگ ہوں گے اور یہ صاحبزادیاں ہوں گی

بڑھیں گے بال ابھرے گا شباب اٹھکیلیاں ہوں گی
گھٹائیں سر پہ ہوں گی جام ہوں گے مستیاں ہوں گی

جوانوں کی طرح بوڑھوں میں بھی شوقینیاں ہوں گی	کہ زلف پرشکن تو سر پر منہ پر جھریاں ہوں گی
کسی دن بیبیوں کی رنگ لائیں گی تفرحسیں	بڑھے گا جب سرور دل تو پھر بد مستیاں ہوں گی
ابھی تک عورتیں کچھ عورتیں خاک کے تودے	اب اٹھ کر کوہ اور پھر کوہ بھی آتش فشاں ہوں گی
لڑیں گے مرد آپس میں تو ہوں گی عورتیں باعث	کریں گے صلح باہم تب بھی یہ ہی درمیاں ہوں گی
کرالیں گے یہ خالی سب کے خزانوں کو	انہیں کے ہاتھ میں مردوں کی اب تو کنجیاں ہوں گی
یہی بے شرمیاں ہوں گی تو لٹیا ڈوب جائے گی	یہی ہیں بار شیں تو غرق سب کی کشتیاں ہوں گی
نئی تعلیم نے کیا لڑکیوں کو فیض بخشا ہے	جسے دیکھو وہ فن دلربائی ہے استانی
حوالے ٹیوٹروں کے بے تامل لڑکیاں کر دو	کریں گے یہ خوب ان بھیڑوں کی نگرانی

(ماھنامہ الصدیق رمضان شوال ۱۳۷۶ھ)

سوال: ......حضرت مولانا حکیم وکیل احمد سکندر پوری کی جواز تسلیم نسواں پر مستقل تصنیف ہے وہ اہل سنت کے بہت بڑے فاضل علامہ ہیں جن کا تذکرہ اور پھر اس تصنیف کا ذکر تم نے اپنی کتاب ”تذکرہ علمائے اہل سنت“ میں کیا ہے۔

جواب: ......کسی ایک عالم کی رائے پر مسئلہ کی نوعیت نہیں بدلتی وہ اکیلے اپنی رائے میں صائب نہیں جبکہ ان کے مقابلے میں بہت بڑے بڑے علماء مثلاً امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ ان کے علاوہ پینتیس اور علمائے کرام نے عدم جواز کا فتویٰ دیا ہے پھر مولانا مرحوم بھی صرف اپنے زمانہ کے متعلق کچھ جواز کا اشارہ فرما گئے ورنہ آج اگر موجود ہوتے آنکھوں دیکھے مشاہدات سے اپنے قلم کا زور اسی پر صرف فرماتے۔ہائے قسمت کہ آج وہ متبحر علماء مرحومین قبروں میں آرام فرمارہے ہیں اور ہم آزمائشی گھڑیوں میں مبتلا ہو گئے اور بدقسمتی سے ہمارے دور کے علماء و مشائخ فتنوں کو ملاحظہ فرما کر نہ صرف خاموشی سے تماشہ

دیکھ رہے ہیں بلکہ اس بُری وباء میں خود شریک کار ہیں۔ پھر جو بے چارہ اس فتنہ کی خرابیوں کو دبانے کا عذر پیش کرتا ہے تو اس کی سرکوبی کی تدبیریں سوچی جاتی ہیں۔ فالی الله المشتکی وهو المستعان: دورِ حاضر میں کالج کی فضا سے لڑکیوں کے ان حالات اور اطوار پر جو اثر ہوا ہے اس کے نمونے آئندہ اوراق میں ملاحظہ ہوں مشتے نمونے از خروار چند نمونے درج کئے گئے ہیں ورنہ اخبارات میں ایک نہیں سینکڑوں واقعات اس قسم کے ہوتے ہیں یہ صرف اسی لئے کہا کہ ہمارے بھائیوں نے اپنی نوجوان لڑکیوں کو گھر کی چاردیواری سے باہر کر دیا تب ان کے لاکھوں عشاق نکل کھڑے ہوئے اور پھر معاشرہ ایسا تباہ ہوا کہ جس کا اب بروئے اعتدال لانا نہ ہمارے بس میں رہا اور نہ ہی کسی حکومت کو طاقت کہ اسے بروئے کار لا سکے۔ (خاتمہ)

عورت میں جمعی امور کا سرتاج حیا اور انقباض طبعی ہے جو اس کے ہر معاملہ میں جزو لاینفک ہے۔ لیکن جب انگریزی تعلیم اور کالج کے گندے ماحول سے اس کی حیاء اور انقباض طبعی کو چھین لیا گیا۔ تو پھر اذا فاتك الحياء فافعل ماشئت یعنی ''جب تجھ سے حیا جاتی رہے تو کر جو جی چاہے'' کی صحیح مصداق عورت ہی ہے کیونکہ مرد اگر حیا سے فارغ ہو جائے تو پھر بھی عقل مانع ہوتی ہے اور یہ بیچاری عورتیں تو صرف حیا تک ہی محدود تھیں جب وہ جاتی رہی تو عقل سے تو پہلے ہی فارغ ہیں اب اندھا دھند فتنہ برپا کریں گی جس کا روکنا نہایت ہی مشکل ہو جائے گا جیسے اب فتنے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔

کچھ عرصہ ہوا کہ کراچی میں طلباء و طالبات کے لئے الگ بسیں چلانے کی تجویز پیش کی گئی لیکن طالبات نے اس تجویز کو نامنظور کر دیا اور طلباء سے علیحدگی کو گوارہ نہ کیا۔

﴿۱﴾...... ڈی جے سائنس کالج کراچی میں مخلوط تعلیم رائج ہے اور وہاں تقریباً دو ہزار لڑکے

لڑکیاں زیر تعلیم ہیں حال ہی میں کالج کے پرنسپل صاحب نے لڑکیوں کے رویہ کے خلاف بعض طالبات کی شکایت پر یہ فیصلہ کیا تھا کہ برنس روڈ کا گیٹ طالبات کے لئے اور کچہری روڈ کا گیٹ طلباء کے لئے ہوگا یہ فیصلہ سن کر طلباء نے اس فیصلہ کے خلاف زبردست احتجاج کیا اپنی کلاسوں سے واک آوٹ کر گئے اور طلباء نے طالبات سے علیحدگی کے خلاف نعرے لگائے چنانچہ پرنسپل صاحب کے فیصلہ کے خلاف طلباء کا یہ احتجاج اتنا موثر ثابت ہوا کہ فوراً ان کا مطالبہ منظور کرلیا گیا اور انہیں الگ الگ گیٹ کی بجائے مشترکہ گیٹ سے گزرنے کی اجازت دے دی گئی۔

(نوائے وقت لاہور)

﴿۲﴾......کراچی میں ایک کالج کے پرنسپل نے لڑکیوں کو نائلون کے ملبوسات پہننے سے منع کر دیا اس حکم کی وجہ یہ ہے کہ نائیلون کا لباس بہت زیادہ کشاف ہوتا ہے اور لڑکوں کی توجہ کتابوں پر مبذول نہیں رہتی لڑکیوں نے اس دخل در معقولات حکم کو منسوخ کرانے کے لئے مہم شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور ان کے ساتھ لڑکوں نے اس کار خیر میں طالبات سے پوری ہمدردی اور تعاون کا یقین دلایا ہے۔

﴿۳﴾......کراچی کے کالجوں میں مخلوط تعلیم کی بدولت اس نوعیت کے احکام پہلے بھی جاری ہوتے رہتے ہیں ایک پرنسپل صاحب نے کالج کی حدود میں لڑکے لڑکیوں کو ایک دوسرے سے بات چیت کرنے کی ممانعت کردی تھی بعد میں اس حکم کا پس منظر یہ معلوم ہوا کہ ایک استاذ صاحب تعلیم کے ساتھ ایک طالبہ کو درس محبت بھی دینے لگے ان کا بھانڈا ان کی شادی سے پھوٹا تو پرنسپل صاحب نے کالج کے نیک نام پر حرف آنے کے خوف سے طلباء و طالبات میں بات چیت کی ہی ممانعت ختم کردی لیکن جب یہ اعتراض شروع ہوا کہ قصوروار استاذ ہے سزا طلبہ کو

کیوں دی گئی پھر یہ حکم منسوخ کر دیا گیا اب کراچی یونیورسٹی کے شعبہ اقتصادیات نے طلباء کا ایک سماجی معاشی جائزہ لیا ہے اس میں مخلوط تعلیم کے بارے میں بھی ایک سوال شامل تھا اس کے مطابق یونیورسٹی کے بیشتر طلباء وطالبات نے مخلوط تعلیم کی حمایت کی ہے البتہ لڑکے کچھ زیادہ ہی پرجوش حامی نکلے جہاں ۶۷ فیصد لڑکیوں نے مخلوط تعلیم کی حمایت کی وہاں ان کے ہم نوا لڑکوں کا تناسب ۷۷ فیصد تھا۔

مخلوط تعلیمی اداروں میں جب کسی رومان کا چرچا بڑھنے لگے اور زبان سے نکلی بات کوٹھوں تک جا پہنچے تو ارباب اختیار سلامتی کی راہ بھی دیکھتے ہیں کہ شمع یا پروانہ میں کسی ایک یا دونوں کو ہی کالج سے رخصت کر دیتے ہیں اور یہ بات عبرت و انتباہ کے لئے کافی سمجھی جاتی ہے لیکن لاہور کے ایک پرنسپل صاحب وہ اب اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں نے ایک مرتبہ بالکل نیا علاج کیا تھا انہوں نے لیلیٰ مجنوں دونوں کے والدین کو بلایا اور ان کو رضامند کر کے شادی کرا دی یہ خوشگوار سزا دوسرے طلباء کے لئے حوصلہ افزائی کی جگہ سخت انتباہ ثابت ہوئی کہ کھیل حقیقت بھی بن سکتا ہے کہاں والدین کی آمدنی پر عیاشیاں اور بدمعاشیاں اور کہاں پڑھائی کے ساتھ گھر بسا لیئے اور بال بچے کی مصیبت۔

پاکستان میں نوجوانوں کی خودنمائی کی کمزوری کا اکثر جواز پیش کیا ج نا ہے کہ یہاں پردہ کی بدولت بندش کی وجہ سے وہ تشنگی کا شکار ہو جاتے ہیں اور جب کسی مرحلہ پر یہ بندشیں کم ہوتی ہیں تو ان کا ردعمل انتہا پسندانہ ہوتا ہے لیکن یہ انداز فکر کچھ ضرورت سے زیادہ ہی معذرت خواہانہ ہے کیونکہ یورپ و امریکہ میں جہاں ایسی بندشوں کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا وہاں بھی آگ اور پانی کا کھیل نت نئے گل کھلاتا رہتا ہے کوئی دو سال ہوئے ایک امریکی یونیورسٹی کے طلباء نے رات کو لڑکیوں کے ہوسٹل پر دھاوا بول دیا تھا اور ان کے زیر جامے اٹھا کر لے گئے

تھے ہر زیر جاموں کی جنگ کی صدائے بازگشت امریکہ کے کئی دوسرے تعلیمی اداروں میں بھی سنی گئی تھی

(نوائے وقت لاہور ۱۴ ستمبر)

ایک غلط عادت: ...... ہمارے نوجوان سڑک پر چلتی ہر دوشیزہ کے بارے میں یہ فرض کر لیتے ہیں کہ اس وقت اس کے جذبات بھی وہی ہیں جوان کے اپنے جذبات ہیں آپ نے بس اسٹینڈ پر اکثر ایسے نوجوانوں کو دیکھا ہوگا جو لڑکیوں کو دیکھتے ہی اپنی ٹائی اور بال درست کرنے لگتے ہیں یہ درحقیقت ان کے اندرونی احساس کا خارجی مظہر ہوتا ہے۔

(کوہستان ۱۵ نومبر ۱۹۶۱ء)

کیونکہ اس ظالم تہذیب کے باعث لڑکیوں کی آزادی اور لڑکوں کی بے باکی سے دینی اخلاقی اور روحانی لحاظ سے صورت حال دن بدن خراب ہوتی چلی جارہی ہے اور اگر اس کی روک تھام نہ ہوئی تو بے حیائی و آزادی کا یہ ناپاک سلسلہ مکمل تباہی پر منتج ہوگا صورت حال کا اندازہ کرنے کے لئے ایک بیان ملاحظہ ہو۔

ایک طالبہ کی زبانی

"مکرمی ان دنوں ہمارے ملک میں اخلاقی بے راہ روی بڑی عام ہوگئی ہے مجھے روزانہ بس سے سفر کرنا پڑتا ہے مگر جس بس اڈہ پر دیکھو آوارہ لڑکوں بلکہ بعض اوقات بس اسٹاف کے تمام ہی مردوں کی نظریں خواتین اور نوجوان لڑکیوں کو گھورتی رہتی ہیں لوگوں کو ذرا بھی حجاب محسوس نہیں ہوتا کہ وہ جن لڑکیوں کو اپنی نگاہوں کا نشانہ بناتے ہیں ان پر کیا گذرتی ہوگی اور پھر یہ بھی نہیں سوچتے کہ اگر ان کی ماؤں، بہنوں کو کوئی غیر مرد اس طرح گھورے جس طرح یہ گھورتے ہیں تو ان کا کیا حال ہو؟ میں سمجھتی ہوں کہ چند ترقی پسند گھرانوں کو چھوڑ کر شائد ہی کوئی ایسا پاکستانی

ہوگا جو اپنے گھر کی خواتین کے بارے میں غیور نہ واقع ہوا ہو مگر یہی لوگ جب دوسروں کی خواتین کو تاڑتے ہیں تو معلوم نہیں ان کی غیرت کہاں جا کر سو جاتی ہے اگر کوئی اسٹاپ بدقسمتی سے کسی مردانہ کالج کے قریب ہو تو پھر حالت اور بھی ناقابل بیان ہو جاتی ہے مثال کے طور پر دیال سنگھ کالج کے قریب جو بس اسٹاپ ہے وہاں بہت سی طالبات کو بسوں میں سوار ہو کر مختلف جگہوں پر جانا پڑتا ہے بلکہ اس کے بیسیوں بھائی بس اسٹاپ پر رخصت کرنے کے لئے آئے ہوئے ہوتے ہیں میں اس خط میں صرف اپنے احساسات نہیں درج کر رہی ہوں بلکہ مجھے جتنی طالبات اور دوسری خواتین سے اس مسئلہ پر گفتگو کا موقع ملا ہے میں نے سب کو اپنا ہم خیال اور ہم زبان پایا ہے میں قانون سے تو کیا اس سلسلے میں گزارش کر سکتی ہوں کہ اس کی موجودگی میں سب کچھ ہوتا ہے البتہ اپنے بھائیوں سے درخواست کروں گی کہ وہ ہم لوگوں کا کچھ تو خیال کریں۔ (ایک طالبہ لاہور)

حکایت:......لاہور نواں کوٹ پولیس نے دو برقع پوش نوجوانوں کو گرفتار کر لیا واقعات کے مطابق آج قلعہ گوجر سنگھ سے دو نوجوان سلیم نواں کوٹ کوارٹرز کے قریب فیشن ایبل برقعے پہن کر پھر رہے تھے پولیس کے بیان کے مطابق تفتیش کے دوران ملزموں نے بتایا کہ انہوں نے اپنی معشوقہ کو ایک نظر دیکھنے کے لئے یہ روپ دھارا ہے (ایک اخبار کا تراشہ)

چونکہ اسلام نے بغیر کسی ضرورت صحیح وحاجت شرعی کے عورتوں کو گھروں میں "پابند" رہنے کا حکم فرمایا ہے اور وہ عورتوں کو شمع محفل کی بجائے چراغ خانہ دیکھنا چاہتا ہے اس لئے اسلام نے عورتوں کے لئے جمعہ جماعت اور جنازہ وجہاد جیسی عبادات کو بھی غیر ضروری قرار دیا ہے اور انہیں اس سے مستثنیٰ فرما دیا ہے۔

یہاں تک کہ اسلام نے عورت کی آواز کو بھی بڑی حد تک "پردہ" قرار دیا ہے اور

غیر محارم کو جسم کا کوئی بھی حصہ دکھانا تو درکنار انہیں اپنی آواز تک سنانے سے پرہیز کا حکم دیا ہے یہی وجہ ہے کہ نہ کوئی عورت نبی و رسل مبعوث ہوئی ہے اور نہ ہی اسے امامت خطابت اور اذان و اقامت کا منصب دیا گیا کیونکہ اس میں آواز بلند کرنے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو سنانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ نامناسب و نسوانی حیاء کے خلاف بلکہ شدید فتنہ و ابتلاء کا بھی موجب ہے اور تو اور عورتوں کی فوتگی کے بعد جبکہ جانبین میں جنسی کشش مفقود اور شہوانی خیالات کی تحریک ختم ہو جاتی ہے اس کی میت کے لئے بھی پردہ کا خاص اہتمام کیا گیا ہے جیسا کہ عورت کے کفن میں ملبوس ہونے کے باوجود اس کو قبر میں اتارتے وقت چادر تان کر اس کا مظاہرہ کیا جاتا ہے پھر کفن میں بھی مرد کی بہ نسبت عورت کی ستر پوشی کا زیادہ اہتمام کیا جاتا ہے وہ اس طرح کہ مرد کی میت کے کفن میں لفافہ تہہ بند اور قمیص تین کپڑے ہوتے ہیں اور عورت کے لئے ان تینوں کے علاوہ دو کپڑوں کا اور اضافہ کیا جاتا ہے یعنی خاص کر اس کے سر اور منہ کو ڈھانپنے کے لئے اوڑھنی اور سینہ کو اور زیادہ مستور و محفوظ کرنے کے لئے سینہ بند۔

پردہ کے لئے عورتیں جو لباس اور چادر وغیرہ استعمال کرتی ہیں اس میں بھی یہ پابندی ہے کہ وہ جاذب نظر زرق برق اور پرکشش و شوخ نہ ہو کیونکہ ایسا لباس و پردہ (پردہ ہونے کے باوجود) خواہ مخواہ دعوت نظارہ دیتا ہے جس کی طرف نگاہیں اٹھتی ہیں اور پردہ کا مقصد فوت ہو کر فتنہ سامانی کو ہوا ملتی ہے حالانکہ اسلام معاشرتی بگاڑ کے ان تمام رخنوں کا مکمل طور سدباب کرنا چاہتا ہے تاکہ کسی صورت بھی برائی کی ترغیب و حوصلہ افزائی کی گنجائش نہ رہے پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا کہ "لیخرجن وهن تفلات" یعنی اگر عورتیں بضرورت صحیح و حاجت شرعی باہر نکلیں تو وہ سادہ و معمولی لباس میں ہوں (ابوداؤد شریف)

نیز فرمایا کہ "لا تسکنوھن الغرف ولا تعلموھن الکتابتہ وعلموھن المغزل و سورۃ النور" یعنی عورتوں کو بالاخانوں میں نہ ٹھہراؤ تاکہ تانک جھانک اور بے پردگی نہ ہو اور انہیں لکھنا نہ سکھاؤ تاکہ خط و کتابت اور تعلقات قائم نہ کرسکیں اور انہیں چرخہ (وغیرہ امور خانہ داری) سکھاؤ اور سورۃ نور پڑھاؤ (تاکہ وہ مسلمان عورت کے شایان شان باپردہ پاکیزہ اور نورانی زندگی گزاریں) بیہقی شریف۔

عورت کے پردہ کے متعلق ہم نے مختصراً چند عام فہم اور واضح احکام اور اسلامی معاشرے کے نمایاں خدوخال بیان کیے ہیں جن سے عورت کے لئے پردہ کی تاکید اہمیت ہر مسلمان و باغیرت انسان پر ظاہر ہے بشرطیکہ وہ دل سے مسلمان ہو اور ہر غیرت سے بالکلیہ محروم نہ ہو چکا ہو اب سوال یہ ہے کہ (الا ماشاء اللہ) کیا پاکستانی عورت اس معیار پر پورا اترتی ہے جس کا جواب بغیر کسی سوچ و بچار کے ظاہر ہے کہ پاکستانی عورت نہ صرف یہ کہ پردہ کے اسلامی معیار پر پورا نہیں اترتی بلکہ اس سے صریحاً بغاوت کر رہی ہے تحریر و تقریر میں اعلانیہ احکام اسلام کا مذاق اڑاتی ہے پردہ کو نہایت نازیبا الفاظ سے یاد کرتی ہے اور برسرعام پوری ڈھٹائی اور بے باکی کے ساتھ پردہ کی دھجیاں بکھیر رہی ہے اس سلسلہ میں سرکاری و غیر سرکاری طور پر اس کی مکمل طور پر حوصلہ افزائی کی جارہی ہے اور اسکولوں کالجوں کے فرنگیانہ ماحول سینما و ریڈیو ٹیلیویژن اخبارات و اشتہارات فحش لٹریچر اور مخلوط مجالس و ملازمت نے عورت کو ایسا بے پردہ و آزاد کر دیا ہے کہ جیسے ملک کی آزادی کا ثمرہ صرف عورت کے لئے ہے اور تحریک پاکستان کی ساری قربانیاں صرف عورت ہی کو عریاں و نمایاں اور بے پردہ آزاد کرنے کے لئے دی گئی تھیں۔

"یہ چست لباس اور اس کی بے شمار برکات نئی تہذیب کی مرہون منت ہیں ابھی ہمارے یہاں نئی تہذیب کے انڈے آئے تھے کہ اکبرالہ آبادی ان کی ساخت سے ہی گھبرا گئے۔

رہا کرتا ہے مرغ فہم شاکی　　　نئی تہذیب کے انڈے ہیں خاکی

جناب اکبر کا "مرغ فہم" کس قدر دور اندیش اور تیز تھا کہ اس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور جب ان انڈوں میں سے کچھ کچھ بچے نکلنے شروع ہو گئے تھے تو ڈاکٹر اقبال بھی چلا اٹھے کہ

اٹھا کر باہر پھینک دو باہر گلی میں　　　نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

لیکن کسی نے ایک نہ سنی ابلیس ایک طرف بیٹھا اطمینان سے اپنا تانا بانا بنتا رہا لیکن اکبر یہ سب کچھ کیسے دیکھ سکتے تھے پھر فرمایا کہ

شیطان نے ترکیب یہ تنزل کی نکالی　　　ان لوگوں کو تم شوق ترقی کا دلاؤ

نقار خانہ میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے لوگوں نے ترقی کے شوق میں لڑکوں کے ساتھ لڑکیوں کو بھی جدید تعلیم کے ایندھن میں جھونک دیا اکبر کے حساس دل میں ایک بار پھر ایک چیس سی اٹھی اور اپنی رائے دے ہی دی کہ

تعلیم دختراں سے یہ امید ہے ضرور　　　ناچے دلہن خوشی سے خود اپنی برات میں

زمانہ شاہد ہے کہ ان کے خدشات کس طرح حرف بہ حرف پورے ہوئے مزید فرماتے ہیں کہ:

کیا کہوں کہ علم پڑھ کر کیا کریں گی بیبیاں　　　بیبیاں شوہر بنیں گی شوہر بیبیاں

شادی کے بعد کی صورت حال کے متعلق کیا خوب فرمایا کہ:

میاں بیوی خدا کے غضب سے دونوں مہذب ہیں　　　انہیں پردہ نہیں آتا انہیں غیرت نہیں آتی

بے راہ روی نے ان کے احساس دل کو بھی چوٹ لگائی فرماتے ہیں کہ

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی　　　ڈھونڈلی قوم نے فلاح کی راہ

روش مغرب ہے مدنظر　　　وضع مشرق کو جانتے ہیں گناہ

یہ ڈرامہ دکھائے گا کیا سین　　　پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

اور پھر قوم کو غیرت دلائی کہ:

یہ کوئی دن کی بات ہے اے مرد ہوشمند　　غیرت نہ تجھ میں ہوگی نہ زن اوٹ چاہے گی

آخر وہی ہوا نئی تہذیب نے تیزی سے بال و پر نکالنے شروع کر دیئے پردہ سرکنے لگا یوں سمجھے کہ حیاء اور غیرت کا جنازہ نکلنا شروع ہو گیا اکبر کی تمام کوششیں رائیگاں گئیں۔

پردہ اٹھا حجاب گیا شرم گئی اب نئی تہذیب کی برکات ظاہر ہونا شروع ہو گئیں

سیدھی سادھی اور شریف بچیوں پر اس تہذیب کا رنگ چڑھنا شروع ہو گیا اکبر غریب خون کے گھونٹ پی کر رہ گئے اور ان کی شرافت کا ماتم اس طرح کیا کہ

حامدہ چمکی نہ تھی انگلش سے جب بیگانہ تھی　　اب ہے شمع انجمن پہلے چراغ خانہ تھی

اس کا مطلب یہ نہیں کہ اقبال و اکبر تعلیم نسواں کے بالکل ہی خلاف تھے بلکہ وہ تو خود چاہتے تھے کہ عورت کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا جائے لیکن کس قسم کی تعلیم سے یہ ان کی اپنی زبان سے سنئے کہ اکبر فرماتے ہیں کہ:

تعلیم لڑکیوں کی ضروری تو ہے مگر　　خاتون خانہ ہو وہ سبھا کی پری نہ ہو

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ:

دو اسے شوہر و اطفال کی خاطر تعلیم　　قوم کے واسطے تعلیم نہ دو عورت کو

لیکن لوگوں نے اس کی پرواہ نہ جب کی تھی اور نہ اب کرتے ہیں آخر میں ایک اور شعر سن لیجئے

دولہا بھائی کی ہے یہ رائے نہایت عمدہ　　ساتھ تعلیم کے تفریح کی حاجت ہے شدید

پردے کے حکم کی حکمت عملی: ...... اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے حکم فرمایا کہ عورت بیگانے مرد کو نہ دیکھے خواہ نابینا بھی ہو اور بفضلہ تعالیٰ جب تک ہمارے معاشرے میں پردہ کی پابندی اور عورتوں کو چار دیواری کے اندر محفوظ رکھا گیا تو ہمارا معاشرہ قابل رشک رہا لیکن

افسوس کہ جب سے ہم نے اپنی بچیوں کو بے راہ رو بنایا تو اب ہماری آنکھیں خون کے آنسو بہاتی ہیں لیکن اب کیا ہوسکتا ہے۔

تعلیم کے اثناء میں جو خرابیاں ان خدا کے بندوں سے ہوا کرتی ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں اور کوئی شریف آدمی ان کو برداشت نہیں کرسکتا نا معلوم کتنے ایسے واقعات اسکولوں کالجوں میں ہوئے ہیں ہم صرف ایک واقعہ پیش کرنے کی جرات کرتے ہیں:

ایک مقامی یونیورسٹی نے ایم اے کی دو طالبات کو اس بناء پر یونیورسٹی سے نکال دیا تھا کہ وہ ایک غیر ملکی نوجوان کو لڑکیوں کا لباس پہنا کر اپنے ہوسٹل کے کمرے میں لے گئی تھیں۔ چوکیدار کو انہوں نے یہ حکم دیا کہ یہ تیسری لڑکی ان کی مہمان ہے اور چوکیدار کو شام کے اندھیرے میں یہ شبہ بھی نہ ہوا کہ ان کے ساتھ زنانہ لباس میں لڑکی نہیں لڑکا ہے گئی رات تک ان لڑکیوں کے بند کمرے میں ہنسی مذاق اور چھیڑ چھاڑ کا ہنگامہ ہوتا رہا شروع شروع میں ملحقہ کمروں میں رہنے والی لڑکیوں کو شبہ بھی نہ ہوا کہ ساتھ والے بند کمرے میں کیا ہو رہا ہے مگر جب لڑکیوں کی آوازوں کے ساتھ مردانہ آواز بھی سنائی دینے لگی تو بالکل ساتھ والے کمرے میں جمع ہو کر کچھ لڑکیوں نے ہر کرسی پر کرسی اور اسٹول رکھا اور اس طرح روشندانوں سے جھانک کر اندر کا اخلاق سوز منظر دیکھ لیا اس انکشاف پر ہوسٹل کی لڑکیوں نے چپکے سے ان دونوں لڑکیوں کے کمرے کو باہر سے بند کر دیا اور ہوسٹل کے منتظمین کو اطلاع دے دی جب دروازہ کھولا گیا تو لڑکیوں نے جلدی سے لڑکے کو اپنی کپڑوں کی الماری میں چھپا دیا مگر بھانڈا پھوٹ کر رہا بعد ازاں تحقیقات کے بعد ایم اے کی ان طالبات کو جو بڑے ہی شریف اور معزز گھرانوں کی لڑکیاں تھیں کالج سے نکال دیا گیا اور ان کے ساتھ جو غیر ملکی مہمان تھی وہ بھی ان کا ایک آشنا تھا جو بھیس بدل کر اپنا منہ کالا کرنے آیا تھا اس جیسے واقعات بے شمار ہیں لیکن یاد رکھئے

کہ یہ جرائم اولاً ان لڑکیوں کے ماں باپ یا ان کے سربراہوں کے نام درج ہورہے ہیں پھر قیامت میں سزا میں لڑکیاں اوران کے سربراہ برابر ہوں گے انہی وجوہ سے اولاً لڑکیاں نکاح جیسے مقدس عبادت و معاشرہ کے خوشگوار پھل کو کڑوا قرار دیتی ہیں۔ (ملاحظہ ہو)

ایک جائزہ کے مطابق کالج کی طالبات میں ۶۵ فیصد لڑکیاں شادی کے بندھن سے آزاد رہنا چاہتی ہیں ڈاکٹری کے پیشہ کی طرف بھی خواتین کی رغبت بڑھتی جارہی ہے اور برقعوں کی جگہ سفید کوٹ لے رہے ہیں مخلوط تعلیمی اداروں میں پڑھنے والی طالبات میں سے 80% طالبات فلموں کی شوقین ہیں لہٰذا یہ ظاہر ہے کہ جب کالجوں کی 80% طالبات فلموں کی شوقین ہوں گی تو ان میں شادی بیاہ کا پرانا تصور یقیناً باقی نہیں رہ سکتا وہ شادی کے بجائے خالص فلموں کی سی رومانی زندگی کو ترجیح دیں گی اور ظاہر ہے کہ روشن خیالی اس کو مطلوب قرار نہیں دیتی کہ شادی کے بغیر رومان لڑاتے رہو اگر کہیں شادی کریں گی تو اپنی مرضی پر خواہ باپ کی ناک کٹ ہی کیوں نہ جائے گی بیشمار واقعات شاہد ہیں صرف ایک کہانی ملاحظہ ہو۔

(لاہور ۸ ستمبر اسٹاف رپورٹر)

''مجھے کسی نے اغواء نہیں کیا میں اپنی مرضی سے نصرت اللہ کے ساتھ گئی تھی اور میں نے بعدازاں اس سے شادی کرلی تھی میں بالغ ہوں اور اپنی مرضی کی مختار''۔ یہ بیان گجرات کی نوجوان مغویہ نرس نے سیشن جج لاہور کی عدالت میں دیا مغویہ لاہور کے گنگارام ہسپتال میں نرس کی خدمات انجام دے چکی ہیں اور سول لائینز پولیس نے اس کے والد محمد حسین کے بیان پر اس کے اغواء کا کیس رجسٹر کیا تھا پولیس کے مطابق یکم نومبر کو نصرت اللہ کا والد گنگارام ہسپتال میں علاج کے لئے داخل ہوا اس عرصہ میں وہ اپنے باپ کی عیادت کے لئے آتا رہا اور وہیں پر اس لڑکی سے اس کے تعلقات قائم ہوگئے تھے ایک روز وہ اطلاع دیئے بغیر ہسپتال سے غائب ہو

گئی ۱۰ نومبر ہسپتال کے حکام کو نرس کی طرف سے ایک تار ملا جس میں اس نے ان سے بلا اطلاع غائب ہونے کی وجہ بتاتے ہوئے یہ کہا کہ اس کا والد اچانک فوت ہو گیا تھا اس نے تار کے ذریعہ مزید چھٹی طلب کی تھی ابھی حکام اس تار پر کوئی فیصلہ نہ کر پائے تھے کہ نرس کا باپ گجرات سے اپنی لڑکی کو ملنے کے لئے ہسپتال آیا جب اسے لڑکی کے غائب ہونے کا علم ہوا تو اس نے سول لائنز پولیس میں اس کے اغواء کی رپورٹ درج کر دی جس پر پولیس نے ملزم کے خلاف مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر دی آج نصرت اللہ نے سیشن جج لاہور کی عدالت میں حاضر ہو کر ضمانت قبل از گرفتاری کے لئے درخواست پیش کی درخواست کے ہمراہ نرس کی بلوغت کا سرٹیفکیٹ اور اس کا حلفیہ بیان منسلک کیا گیا تھا اپنے حلفیہ بیان میں نرس نے بتایا کہ میں چھ ماہ قبل اپنے والد سے علیحدہ ہو کر گجرات سے لاہور آئی تھی جہاں میں نے گنگارام ہسپتال میں بطور نرس ملازمت کر لی پھر یہیں سے میں اپنی مرضی سے نصرت اللہ کے ہمراہ کراچی چلی گئی اور اس سے شادی کر لی نرس نے اپنا وہ بیان بھی عدالت میں پیش کیا جو اس نے ایس۔ڈی۔ ایم کراچی کی عدالت میں دیا تھا اور جس میں اس نے برضاء ورغبت نصرت اللہ سے شادی کا اقرار کیا تھا تقریباً ہر شہر میں روزانہ ایسے شرمناک واقعات کا ہونا ایک معمول سا بن گیا ہے اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہتے ہیں کہ ان کی لڑکیاں مغرب زدہ انگریزیت سے محو ہوتی چلی جا رہی ہیں خصوصاً پیر، مولوی، شیخ، مسند نشین کی اولاد لڑکی تو زیادہ بے راہ رو ہو رہے ہیں ہمارے مسلم بھائی اسلامی تربیت سے یا تو ناآشنا ہوتے ہیں یا آشنا ہوتے ہوئے دیدہ دانستہ عمل پیرا نہیں ہوتے لیکن جب انہیں اپنی اولاد سے آگے چل کر دکھ پہنچتے ہیں تو روتے ہیں۔

چنانچہ کئی حکایات شاہد ہیں:

حکایت نمبر۱: ......حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجلاس میں ایک باپ بیٹے کا مقدمہ پیش ہوا باپ نے کہا یہ میرا لڑکا میرے حقوق ادا نہیں کرتا آپ نے لڑکے سے پوچھا تو اس نے کہا کہ کیا اولاد کے بھی ماں باپ پر کچھ حقوق ہیں یا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں بہت ہیں من جملہ ان کے ایک یہ ہے کہ شریف عورت سے نکاح کرے تا کہ اولاد اچھی ہو نام اچھا رکھے تا کہ اس کی برکت ہو اور علم دین سکھلائے لڑکا بولا باپ نے میرے خاک حقوق ادا کئے ہیں نکاح کیا تو لونڈی سے اور میرا نام رکھا جعل بمعنی گو کا کیڑا اور کبھی ایک دن بھی دین کی بات نہیں سکھلائی اب مجھ سے حقوق کی ادائیگی کا کیا معنی اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقدمہ خارج کر دیا اور اس کے باپ سے فرمایا کہ جاؤ تو نے اس کی حق تلفی کی ہے لہٰذا مقدمہ خارج کر دیا بعینہ یہی ہماری حالت ہے کہ لڑکیوں کو اسکولوں میں بھیجتے ہیں جا کر ہماری ناک کاٹ دیتی ہیں۔ پھر ہم روتے ہیں لیکن آپ کا رونا بے سود ہے رونا اس وقت چاہئے تھا جب یہ چھوٹی تھیں اور ان کی تربیت ہمارے ذمہ فرض تھی اور ہم نے غفلت یا بے توجہی سے کام لیا تھا اب نوبت بانیجاں رسید کہ باپ منبر نبوی علیہ السلام کی زینت ہے تو لڑکی قحبہ خانہ کی بانو۔

یہاں ایک باپ بیٹی کا مکالمہ درج کیا جاتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے ہماری خواتین خود نہیں بگڑی ہم نے خود بگاڑی ہیں:

باپ بیٹی کا مکالمہ

باپ:

یہ تیرا بے حجابانہ سر بازار آ جانا
یہ اٹھلانا تھرکنا مستیٔ رفتار دکھلانا

ادائے خاص پہلو بدلنا مسکرانا
بصد ناز و ادا رہ رہ کے زلفوں کا یہ سلجھانا

یہ شانِ دلربائی ریشمی آنچل کو لہرانا
کبھی شانے سے لٹکانا کبھی سینہ سے ڈھلکانا
بہانے کے لئے رہ رہ کے انگلی کا یہ چٹخانا
کلائی کی گھڑی اس طرح نظروں میں چمکانا
تجھے یوں دیکھ کر بیٹی پسینہ چھوٹ جاتا ہے
مری غیرت کا نازک آبگینہ ٹوٹ جاتا ہے
تو میری لاج اے بیٹی بچا لیتی تو اچھا تھا

بیٹی:

مجھے برباد کر دینا تمہارا کام ہے پاپا
غلط ہے مجھ پر عریانی کا جو الزام ہے پاپا
یہ کس کا نظریہ تھا جس کا شہرہ عام ہے پاپا
کہ مقصد زندگی کا عیش ہے آرام ہے پاپا
غمِ دیں ہے نہ کچھ تم کو غمِ ایام ہے پاپا
تمہارے مذہب و ایماں کا دولت نام ہے پاپا
تمہاری دی ہوئی تعلیم کا انجام ہے پاپا
میری رسوائیوں میں آپ کی فطرت نمایاں ہے
میری عریانیت میں آپ کا کردار عریاں ہے
حضور والد ماجد یہ بیٹی کی گزارش ہے

باپ:

بڑی چنچل بڑی طرار ہے شوخی میں یکتا ہے
زباں آوار ہے تو گردیدۂ صہبا و مینا ہے
تو ماہر رقص کی ہے اور اچھا گا بھی لیتی ہے
تو جان بزم بنتی ہے دلوں پر چھا بھی لیتی ہے
جہاں پہنچی زمانہ تجھ کو ہاتھوں ہاتھ لیتا ہے
یہ تہذیب نوی تو حلقۂ فتراک ہے بیٹی
یہ طرز زندگی بھی کس قدر ناپاک ہے بیٹی
تو اس تہذیب سے دامن بچا لیتی تو اچھا ہوتا

بیٹی:

مگر اب نیکیوں سے دل لگاؤں کیسے ممکن ہے
جوانی کے تقاضوں کو چھپاؤں کیسے ممکن ہے
مجھے مشرق کی نسوانی ادائیں اب نہیں بھاتیں
میرا مطلب ہے نسانی ادائیں اب نہیں بھاتیں
ہوس کاروں کی دنیا کی کہانی ہے جہاں میں ہوں
نشاط و عیش جزو زندگانی ہے جہاں میں ہوں

میں پاکیزہ فضا میں لمحہ بھر بھی جی نہیں سکتی
کہ میں زہر آب کی عادی ہوں امرت پی نہیں سکتی
مجھے ہر چند اپنے کو بدل لینے کی خواہش ہے

باپ:

یہ سرخی اور یہ لالی یہ پوڈر اور یہ غازہ
یہ سب جان ہیں تیری ان کی تو ہے دلدادہ
نئے فیشن کی متوالی شکار دام خود بینی
یہ اسنو کی لپٹ کپڑوں سے اڑتی سینٹ کی خوشبو
زر افشاں مانگ تو سرمہ سے آنکھیں دیدۂ آہو
طلائی چوڑیاں ہاتھوں میں اور زیب گلو لاکٹ
بجائے پان دانتوں میں دبائے ٹافی بسکٹ
تو یوں آراستہ ہو کر قیامت بن کے چلتی ہے
لئے ہاتھوں میں رنگیں پرس پکنک پر نکلتی ہے
بجا تہذیب حاضر کا تو ایک شاہکار ہے بیٹی
مگر خود اپنی ملت کے لئے صد عار ہے بیٹی
تو اس تہذیب سے دامن بچا لیتی تو اچھا تھا

بیٹی:

مجھے تقلید مغرب کا سبق کس نے پڑھایا ہے
مجھے کس نے نئی تہذیب میں ڈھلنا سکھایا ہے
حسیں تتلی کی طرح رقص کی ترغیب دی کس نے
میرے سر سے ردائے شرم و عفت کھینچ لی کس نے؟
میری گھٹی میں سرخی اور غازہ کس نے گھولا ہے؟
یہ میں نے خود سری اور بے حیائی کس سے سیکھی ہے؟
خود ہی سوچو کہ میں نے خود نمائی کس سے سیکھی ہے؟
مری شرم و حیاء کے خون سے کس کے ہاتھ رنگیں ہیں
میرے صدق و صفا کے خون سے کس کے ہاتھ رنگین ہیں

میں جو بہ ہوں تمہاری طینت و اطوار کا ڈیڈی

تمہارے دل بہ جو کا ہوں تمہارے وار کا ڈیڈی

یہ سب کچھ تو فقط آں محترم ہی کی نوازش ہے

باپ:

تو خاتون حرم تھی کاش خاتون ہی رہتی

تو اپنے غیر ملی کو سینہ سے لگا لیتی

بہت اونچی ہے تیری آن تو اس کو بچا لیتی

وفا پیکر بنی رہتی وقار اپنا بڑھا لیتی

خوش اطواری وخوش خلقی شعار اپنا بنا لیتی

بنا کر کاش اپنے گھر کو صد رشک جہاں رکھتی

تو اپنی غایت ہستی جو پا لیتی تو اچھا تھا

بیٹی:

میں ایک شمع حرم تھی کاش شمع حرم رہتی

میں اپنے مختصر سے گھر کے ہنگاموں میں ضم رہتی

وقار ملت بیضا کو سینے سے لگاتی میں

وطن کی قوم کی عظمت کو عزت کو بچاتی میں

مری آغوش شفقت میں جو بچے تربیت پاتے

جواں ہو کر زمانے کو پیام امن پہنچاتے

میرے پاپا ابھی کچھ وقت باقی ہے سنبھل جاؤ

بدلنا ہے اگر مجھ کو تو پہلے خود بدل جاؤ

مجھے بھی ناگوار اپنی جوانی کی نمائش ہے

(ماھنامہ رضائے مصطفی رجب ۱۳۷۸ھ)

مذکورہ مکالمہ سے نتیجہ نکالنا آسان ہو گیا کہ آج ہم اپنی لڑکیوں کو کالج اسکول کی انگریزی تعلیم دے کر اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی مار رہے ہیں اور پھر قیامت میں سزا علاوہ ہوگی۔

"ویسے ہر ایک کو نیک صحبت ضروری ہے۔ خصوصاً یہ عورتیں جو عقلاً کمزور ہیں ان کے لئے تو اشد ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت نے اولاد کی پرورش کی وجہ سے نیک سیرت ماں کا انتخاب فرمایا ہے"۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

"الدنیا کلها متاع و خیر متاع الدنیا المراة الصالحة۔ (رواہ مسلم)

﴿ترجمہ﴾...... دنیا سب کی سب متاع ہے لیکن بہترین متاع نیک بخت بیوی ہے۔

اور فرمایا کہ

"ما استفاد المؤمن بعد تقوی الله خیرً اله من زوجة صالحة"۔ الحدیث

﴿ترجمہ﴾...... "یعنی مومن کو تقویٰ کے بعد جو سب سے بہتر چیز حاصل ہوتی ہے وہ نیک بخت بیوی ہے"

وجہ ظاہر ہے کہ عورت نیک ہوگی تو اس کا اثر بچوں پر پڑیگا چند ایک حکایت آگے چل کر پڑھیں گے جن سے معلوم ہوگا کہ ماں کی تربیت اولاد پر کتنا اثر انداز ہوتی ہے۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ کربلا میں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جوش دودھ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تھا اور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان ولایت کو ماں کی تربیت نے اجاگر کیا اسی طرح بڑے جرار و شیر بہادر اور دنیا کی معروف شخصیتیں ماں کی گود کا اثر ہیں آج ہمارا معاشرہ کیوں نہ بگڑے جبکہ مائیں کنواری باپ کنوارہ اور پھر بچے جنم لیں تو سینما میں، کلب میں، بس میں گاڑی میں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

انتباہ:...... قدیم سے دستور چلا آرہا ہے کہ باطل جب حق سے مغلوب ہوتا ہے تو حق کو نیچا کرنے کا آخری حربہ یہی استعمال کرتا ہے کہ عورت کو میدان میں لائے تا کہ کسی طرح حق کی طاقت کمزور ہو چنانچہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گزر چکا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ

اول فتنه بنی اسرائیل کانت فی النساء

(رواہ مسلم)

﴿ترجمہ﴾...... "یعنی سب سے پہلے فتنہ بنی اسرائیل میں عورت کی وجہ سے ہوا"

واقعہ یوں ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنا لشکر جبارین کی سرکوبی کے لئے لائے جبارین نے بلعم باعور کو بددعا پر مجبور کیا اس نے بد دعا کی لیکن کارگر نہ ہوئی بالآخر یہی تدبیر سوچی کہ دوشیزہ حسین عورتیں سنگھار کر کے بنی اسرائیل کے لشکر کے آگے بھیجی جائیں تا کہ کسی طرح وہ زنا میں مبتلا ہوں اور اس شامت سے وہ ہم پر غالب نہ ہو سکیں چنانچہ عورتیں ہار سنگھار کر کے لشکر موسیٰ کے سامنے آئیں ایک عورت کتی بنت صور پر بنی اسرائیل کے ایک سردار زمزم بن شالوم کی نظر پڑی تو وہ فریفتہ ہو گیا اور اسے پکڑ کر اولا موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں لایا اور کہا کہ کیا آپ کی شریعت کے حکم سے ایسی حسینہ جملہ چھوکری مجھ پر حرام ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے اس نے کہا کہ مجھ سے تو رہا نہیں جاتا اور نہ ہی میں اس حکم کو مانتا ہوں چنانچہ اس بدبخت سے زنا کا ارتکاب ہوا تو اس کی نحوست سے بنی اسرائیل پر وباء آئی اور ایک ہی ساعت میں ستر ہزار بنی اسرائیل موت کے گھاٹ اترے اس امر کا علم حضرت فخاصد جو ہارون علیہ السلام کے پوتے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے داروغے تھے کو ہوا تو انہوں نے زمزم اور اس کی محبوبہ کو اسی کے خیمہ میں تہہ تیغ کیا تب وباء دفع ہوئی۔

(بحر العلوم اشعت اللمعات مظاہر حق وغیرہ)

اسی طرح فاروقی لشکر کے ساتھ بھی نصرانیوں نے کھیل کھیلا تھا جیسے کہ مؤرخین کو معلوم ہے بعینہ اسی طرح انگریز نے جب دیکھا کہ ہند کے مسلم شہ زور میرے قابو میں نہیں آتے تو اس نے یہی پرانا جال بچھانا شروع کیا اولاً مردوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسایا پھر عورتوں پر ہاتھ صاف کئے اب ہمیں ملک تو دے گیا لیکن ہماری قوم کو ایسا مسخ کر گیا ہے کہ اب ان کا علاج صرف ناممکن ہی نہیں بلکہ محال ہے بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ محال نہیں بلکہ وبال ہے کہ اگر قوم کو کہا جاتا ہے کہ یہ تمہارے کالج اور یہ تمہارے لڑے اور لڑکیاں تعلیمات سے دور ہیں تو الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کہہ دیتے ہیں کہ یہ ملا دقیانوسی خیال اور تنگ ظرف اور شرارتی ہیں وغیرہ وغیرہ یہ نہیں سوچتے کہ ملا خود نہیں کہتا یہ محقق واقع ہوا ہے پرانی یاد تازہ کر کے عرض کرتا ہے ملاحظہ ہو۔

انگریزی تعلیم کے بہت بڑے علمبردار سرسید علی گڑھی لکھتے ہیں کہ ”لڑکیوں کی تعلیم کا ہندوستان میں بہت چرچا تھا اور سب یقین سے جانتے تھے کہ سرکار (انگریزی) کا مطلب یہ ہے کہ لڑکیاں اسکول میں آئیں تعلیم پائیں اور بے پردہ ہو جائیں یہ بات حد سے زیادہ ہندوستانیوں کو ناگوار تھی بعض اضلاع میں اس کا نمونہ بھی قائم ہو گیا تھا' پرگنہ وزیٹرز اور ڈپٹی انسپکٹر یہ سمجھتے تھے کہ اگر ہم سعی کر کے لڑکیوں کے مکتب قائم کر دیں گے تو ہماری بڑی نیک نامی گورنمنٹ میں ہو گی اس لئے وہ ہر طرح پر بہ طریق جائز و ناجائز لوگوں کے واسطے قائم کرنے لڑکیوں کے مکتبوں کے فہمائش کرتے تھے اور اس سبب سے زیادہ تر لوگوں کے دلوں میں ناراضگی تھی۔ (مقالات سر سید حصہ نہم ص ۷۱)

فائدہ: ......سرسید کے اس اقتباس سے لڑکیوں کی تعلیم انگریز کی دلچسپی وخوشنودی اور گورنمنٹ انگریزی کے ایجنٹوں کی سعی وجد وجہد اور ہندوستانیوں کی لڑکیوں کی تعلیم سے نفرت

وبیزاری کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کون کہہ سکتا ہے کہ زمانہ تعلیم کے سلسلہ میں انگریز کی کوشش وسازش کامیاب اور ہندو وپاکستان کے خدشات درست ثابت نہیں ہوئے کیا انگریز کے مطلب ومنشاء کے مطابق ان نام نہاد اسکولوں کالجوں نے طالبات کو بے پردہ کر کے انہیں مذہب، معاشرہ، والدین اور اپنی تمام قومی واسلامی روایات کا کیا باغی نہیں بنادیا؟۔

یہ اہل کلیسا کا نظام تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین ومروت کے خلاف
جو کلیسا کے عسائر سے کبھی نہ ہوسکا
کر دکھایا وہ کلیسا کے مدارس نے کمال

انتباہ:......ہم نہ تو کالج کے مخالف ہیں نہ کالج کے طلباء وطالبات کے دشمن اور نہ ہی لڑکیوں کی دینی تعلیم کے منکر بلکہ ہم کالج کے غلط ماحول سے نفرت کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ کالج کے ماحول کو اسلامی ڈھانچے میں ڈھالنا چاہئے اور طلباء کو اخلاق محمدیہ ﷺ اور سیرت اسلامیہ کا نمونہ بنانا چاہئے اور عورتیں تعلیم ضرور حاصل کریں لیکن گھر کی چاردیواری کے اندر۔ اور وہ بھی اپنے اقارب سے۔ کالج کی لڑکیوں کو تعلیم دلانے میں شرعی اور اخلاقی بے شمار خرابیاں لازم ہیں۔ جن سے کسی ذی شعور کا انکار نہیں۔ تجربہ شاہد ہے کہ اس تعلیم سے لڑکی پردہ کی مقدس چادر کو گندی نالیوں میں پھینک دیتی ہے اور یہ قرآنی تعلیم کے منافی ہے۔ ان بندگان خدا کی لڑکیاں گھر سے نکلتی ہیں تو پردہ جیسی باعزت چادر کو چاک کر کے کہ جس کے لئے حضور اکرم ﷺ نے یہ بھی گوارہ نہ فرمایا کہ جس عورت کو غیر مرد نہ دیکھے اسی طرح عورت بھی غیر مرد کو نہ دیکھے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں عبداللہ ابن مکتوم ایک نابینا صحابی آئے تو حضور اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف فرما تھیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "احتجبا منہ" اس سے پردہ کرلو۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ وہ نابینا ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ

افعمیا وان انتما الستما بتعرانه ...... "کیا تم اندھی ہو؟ کیا تم اسے دیکھتی نہیں ہو"

(رواہ ترمذی واحمد وابوداؤد)

کتنا نازک مقام ہے کہ ایک طرف امہات المومنین اور دوسری طرف ایک صحابی جو جلیل القدر ہیں جن کے لئے سورۃ عبس نازل ہوئی یہاں کسی قسم کے وسوسہ کی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن نگاہ نبوت معاشرے کی اصلاح کے لئے گوارہ نہیں کرتی کہ ایک اجنبی مرد کو اجنبی عورت دیکھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت جب گھر سے باہر نکلتی ہے تو اس کا چلنا پھرنا سرتا پا شہوت انسانیہ کا داعی بن کر شیطان کو قابو کرنے میں ناکام ہوتا ہے۔ سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ

النساء جائل الشیطان۔ (بیہقی)

﴿ترجمہ﴾...... یعنی عورتیں شیطان کے اسباب اور وسائل وجال ہیں۔

اور فرمایا کہ

المرأة فاذا خرجت استشهر فهما الشيطان (ترمذی)

﴿ترجمہ﴾...... عورت عورت ہی ہے جب جب اپنے گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان مردوں کے سامنے اسے اچھا کر کے دکھاتا ہے۔

اور فرمایا کہ:

ان المرأة تقبل فی صورة شیطان و تدبر فی صورة شیطان

(الحدیث مسلم شریف)

﴿ترجمہ﴾...... "بے شک عورت آتی ہے تو صورت شیطان میں اور جاتی ہے تو بھی صورت شیطان میں۔"

گھر سے باہر نکلتے ہی اس کے آس پاس شیطان ہوتا ہے جس سے دیکھنے والوں کو گمراہ کرنے میں اسے آسانی مل جاتی ہے۔

ایسے صریح ارشادات کے سامنے ہماری قوم کی عورتوں کا رونا کہاں تک رویا جاسکتا ہے کہ پردہ تو درکنار بے پردگی میں ہماری زندگی کے ہر شعبے میں عورت ہی عورت بعض ہے پھر معاشرہ کس طرح صحیح رنگ اتار سکے جب کہ ہماری قوم کی لڑکیاں جو ہمارے معاشرے کا ایک بہترین زیور گھر کی زینت تھیں جب باہر نکلیں تو شیطانیت کا پیاسہ ڈاکو کب گوارا کرسکتا ہے کہ اسے ہاتھ سے گنوائے۔ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ ایک معمولی آدمی اپنی دولت کو چوروں سے محفوظ رکھنے کا کتنا بندوبست کرتا ہے لیکن ہمارے معاشرے کی ڈیڑھ من کی دولت بازاروں، سینماؤں، کالجوں، اسکولوں، دفتروں، اسمبلیوں، مخلوط اداروں وغیرہ میں آوارہ پھرتی ہیں پھر معاشرہ کے ڈاکو کیوں نہ ڈاکہ زنی کریں۔ ملاحظہ ہو۔

﴿۱﴾...... لڑکیوں کی تعلیم عام ہورہی ہے اکثر طالبات درسگاہوں کو پیدل جاتی ہیں اس میں انہیں کئی قباحتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور بازاروں اور ایسی شاہراؤں سے گزرنا پڑتا ہے جہاں بھاری ٹریفک ہوتی ہے اور ہر وقت تصادم کا خطرہ رہتا ہے اور پھر ان طالبات کو ہوس کا اور سطحی آوازوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے چنانچہ اس درسگاہوں میں چھٹی ہوتی ہے تو بعض آوارہ چھوکرے فلمی گانے الاپتے نظر آتے ہیں بے مقصد قہقہے بلند کرتے ہیں اور ایسی حرکات کا ارتکاب کرتے ہیں جن کو کوئی بھی شریف آدمی پسند نہ کرے گا۔

(نوائے وقت لاہور ۱۹۶۱ء)

﴿۲﴾...... ”ایک بیباک طالبہ کی کہانی اس کی زبانی“

میں ہر روز اپنے تانگہ میں کالج جاتی ہوں اتفاق سے ایک روز تانگہ خراب ہو گیا تو بس میں جانے کا ارادہ ہوا اور اسی ارادے کے تحت بس اسٹاپ پر آئی اور اس کا انتظار کرنے لگی چند کالج کے طلباء وہاں پہنچ گیے اور مجھ پر آوازے اور فقرے کسنے لگے چونکہ میں بے پردہ تھی ایک طالب علم نے کہا ”کیا حسن پایا ہے“۔ دوسرے نے کہا کہ ”آہاہا کیا آہو چشم ہے“۔ تیسرے نے کہا کہ ”ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی ابھی شراب پی کر آئی ہیں“۔ چوتھے نے کہا کہ ”شراب سے مست نہیں بلکہ شباب نے ان کی آنکھوں میں مستی بھر دی ہے“۔ پہلے نے پھر کہا کہ ”ارے یار اس کے ہونٹ تو دیکھو کیسے پتلے پتلے ہیں“ دوسرے نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ ہونٹ نہیں بلکہ گلاب کی دو پنکھڑیاں ہیں“ تیسرے نے اور مصالحہ لگایا سرے نے تو سونے پہ سہاگہ لگا دیا ہے“

اب پھر پہلے نے کہا کیا بال ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گھٹا چھائی ہوئی ہے اور دوسرے نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا اور چاند بالوں کی اوٹ سے نکل رہا ہے تیسرے نے کہا اور اس دو دو چوٹیاں تو ناگن ہیں ناگن کہ ڈسنے کو آ رہی ہیں چوتھے نے اکڑ کر کہا کہ تمہیں کسی کی تعریف کرنا تھوڑا ہی آتی ہے اس کا سچا حلیہ میری زبان سے سنو، زور سے کہتا ہے کہ

مستی نواز شوخی انداز کافرانہ
زلفیں سیاہ گھٹا آنکھیں شراب خانہ

اتنے میں بس آ گئی اور میں بس میں سوار ہو گئی تو چوتھے طالب علم نے بلند آواز سے یہ شعر پڑھا کہ:

"جاتی ہو خدا حافظ پر اتنی گزارش ہے
جب یاد ہماری آئے ملنے کی دعا کرنا"۔

دوسرے دن عمداً تانگہ درست ہونے پر بھی بس اسٹاپ پر آئی مگر بے پردہ نہیں بلکہ باجی کا برقع پہن کر وہاں وہی طالب علم موجود تھے شاید میرا ہی انتظار تھا مجھے پہچان نہ سکے اور مجھے پہچانتے بھی کیسے میں برقع میں جو تھی ان میں گفتگو ہو رہی تھی میں نے اپنا دھیان وخیال اسی طرف کر دیا۔ پہلے نے کہا کہ کیوں یار کیا بات ہے ابھی تک نہیں آئی۔ دوسرے نے کہا شائد کل کی باتوں سے چڑ گئی ہوگی اور دوسرا راستہ اختیار کر لیا ہوگا۔ تیسرے نے کہا کہ یہ ان لڑکیوں میں سے نہیں معلوم ہو رہی تھی جو ذرا ذرا سی باتوں سے چڑ جاتی ہیں یہ چڑ جانا تو پردہ دار غیرت والی عورتوں کا کام ہے جو ذرا سی گستاخی برداشت نہیں کرتیں چوتھے نے کہا کہ یہ خالہ بی کہاں سے آدھمکیں (میری طرف اشارہ کر کے) پہلے نے طنزاً کہا بڑی آئیں پردہ کرنے والی دوسرے نے کہا کہ یہ غلط بات ہے پردہ کرنے والی عورتوں کو چھیڑنا درست نہیں۔ چوتھے نے کہا کہ کیوں بغیر پردہ والی عورت عورت نہیں ہوتی پھر اس کو کیوں چھیڑتے ہو (یہ کل میری طرف اشارہ تھا) تیسرے نے جواب دیا کہ وہ ہم کو مجبور کر دیتی ہیں کہ ان کو دیکھیں اور ان کے حسن اداؤں، جوانی اور غرض کہ ہر چیز کی تعریف کریں اس لئے تو...... پہلے قطع کلام کرتے ہوئے کہا خوب بن ٹھن کر بازاروں، کالجوں، پارکوں، باغوں میں بے پردہ گھومتی اور گشت لگاتی ہیں دوسرے نے کہا یہ بالکل صحیح ہے آپ لوگ ہی دیکھئے کل ایک لڑکی آئی تھی اس کو ہم لوگوں نے خوب بنایا آوازیں کسیں لیکن یہ (میری طرف اشارہ) جب سے کھڑی ہوئی ہے کوئی ہم سے پرواہ اور دھیان تک نہیں بندہ تعریف کرے تو کس چیز کا کرے سب پوشیدہ ہے صرف زیادہ سے زیادہ شوز اور برقع کی کر سکتے ہیں۔ ﷺ تو یہ عورتیں مردوں پر لعنت ملامت کرتی ہیں۔ کہ وہ

عورتوں کو گھور گھور کر دیکھتے ہیں مگر ان کو اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا دوسرے کے تنکے کو دیکھ پاتی ہیں اتنے میں بس آگئی اور میں کالج چلی گئی (ماخوذ)

پہلے کہا جا چکا ہے کہ ہم صحبت کے اخلاق و جذبات کا آدمی میں بڑا اثر ہوتا ہے ہمارے جاٹ لوگ کہا کرتے ہیں کہ گورے کو کالے کے ساتھ باندھو تو وہ اگر شکل نہیں بدلے گا تو ایسی عادت پر ضرور چلے گا اسی لئے کہا گیا ہے کہ "صحبت صالح ترا صالح کند۔ صحبت طالح ترا طالح کند"

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ "خصوصاً وہ شخص جو معظم بھی ہو اور پھر استاد سے اور کون زیادہ معظم ہو سکتا ہے۔ تو اس صورت میں وہ آزادی اور بے باکی ان لڑکیوں میں بھی آوے گی۔ خصوصاً اسکول کالج میں تو مختلف طبقات اور مختلف خیالات کی لڑکیاں روزانہ جمع ہوتی ہیں اور پھر وہاں ایسے اسباب رونما ہوتے ہیں جن کا لڑکیوں کے اخلاق پر برا اثر پڑتا ہے اور ایسی صحبت اکثر عفت سوز ثابت ہوتی ہے پھر بقول مشاہدہ کہ "اسکول اور کالج کی استانیاں اکثر و بیشتر بڑے درجے کی مکار و غدار ہوتی ہیں جو بڑے آدمیوں سے پیسے لے کر وکالت کا کام بھی کرتی ہیں اور بجائے نیک تربیت دینے کے پوری ایکٹر بنا دیتی ہیں جیسا کہ آج کل عام طور پر اسکولوں اور کالجوں میں ہو رہا ہے اور آئے دن اخبارات میں سینکڑوں واقعات ہمارے سامنے آتے ہیں بلکہ ہمارے معاشرہ کا فساد نوے فیصد اسی خرابی کا شکار ہیں۔ فالی اللہ المشتکی۔

فصل: عورت میں انفعالی مادہ ہے اور ایسا زوردار کہ پانی کی رو پھر بھی کم ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے سامنے عشقیہ غزلیں اور اشعار پڑھنا شرعاً ممنوع ہیں چنانچہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ لڑکیوں کو سورۃ یوسف شریف کا ترجمہ نہ پڑھایا جائے کہ اس میں مکر زناں کا ذکر فرمایا ہے۔

(مشعلة الارشاد ص ۵)

شفا شریف میں فرمایا کہ

کرہ بعض السلف تعلیم النساء سورۃ یوسف لضعف معرفتھن و نقص عقولھن و ادراکھن

﴿ترجمہ﴾...... "یعنی بعض سلف صالحین نے لڑکیوں کو سورہ یوسف کی تعلیم دینا مکروہ قرار دیا ہے اس لئے کہ لڑکیوں کی سمجھ کمزور اور عقل وادراک ناقص ہے۔"

اور زنان مصر کے ذکر سے ان کے متاثر ہونے کا اندیشہ ہے مقام غور ہے کہ جب کمال احتیاط کے طور پر مکر زناں کے ذکر پر مشتمل ایک سورۃ قرآنی کی تفصیل و ترجمہ لڑکیوں کو پڑھانا مکروہ و منع ہے تا کہ ان کا ناپختہ ذہن مکر زناں سے متاثر نہ ہو تو اسکولوں کالجوں کے مغرب زدہ ماحول میں لڑکیوں کو مروجہ انگریزی تعلیم دلانا کیسے مکروہ و ممنوع نہ ہوگا۔

اور حیاء تو پہلے سے اٹھ جاتی ہے۔ پھر عشق و محبت اپنا کام کر ڈالتے ہیں۔ پھر ایک نہیں کئی عاشق ساتھ رکھنے کو اپنا فخر سمجھتی ہیں۔ چنانچہ ایسے واقعات شاہد ہیں۔ جنگ راولپنڈی ۲ جولائی ۱۹۶۳ء میں ایک عورت کا عدالتی بیان ملاحظہ ہو۔

"نذیر، رفیق، بابو، صادق یہ چاروں میرے عاشق ہیں ان میں سے کوئی ایک مل جائے تو میں اس کے ساتھ چلی جاؤں گی لیکن میرا شوہر داود میرے قابل نہیں"

تبصرہ اویسی غفرلہٗ:

ابھی چونکہ ابتداء ہے اور دل بھی زنانہ اور کمزور ڈر کے مارے ایسا کہتی ہے ورنہ اس کے دل سے پوچھو تو کہہ اٹھے گی کہ ان سے بھی جی نہیں بھرا کیا کروں کروڑوں جوان نہیں میں نے ان کے اندرونی جذبات کی ترجمانی اپنی طرف سے نہیں کی بلکہ حدیث شریف کے فرمان کے مطابق عرض کیا ہے۔

کما قال علیه السلام

"اربع لا تشبع من اربع ارض من مطر و انثی من ذکر و عین من نظر و عالم من علم"

(الحاکم فی التاریخ من حدیث أبی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ للدرر المنتشرہ للسیوطی ۲۱)

(ترجمہ)...... "چار چیزیں چار چیزوں سے سیر نہیں ہوتیں زمین بارش سے۔ عورت ذکر سے آنکھ دیکھنے سے۔ عالم علم سے۔"

حدیث شریف کی تصدیق خالقدینا ہال کے انجمن فلاح نسواں کے زیر اہتمام کراچی کی خواتین اور طالبات کے ایک مشترکہ جلسہ کی ایک ایک آواز نے فرمائی جب کہ انہوں نے عائلی قوانین کی تنسیخ کے خلاف تقریریں کیں اور ایک مقررصاحبہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر مردوں کو چار شادیاں کرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے تو عورتوں کو بھی چار شوہر رکھنے کی اجازت دی جائے۔ (جنگ کراچی ۱۲ جولائی ۱۹۶۲ء)

اس قسم کی واردات اور عورتوں کے اس قسم کے جذبات کے دلائل اور حکایات لاتعداد ہیں خوفِ طوالت نہ ہوتا تو نقل کرتا لیکن العقال تکفیه الاشارہ۔ دانا را اشارہ کافی۔ پھر اس کے بعد نتیجہ واضح ہے کہ جب ایک چھوکری کے متعدد عاشق اٹھ کھڑے ہوں تو پھر تو کشت وخون لازمی امر ہے اور آئے دن اخبارات میں اس قسم کے واقعات ہمارے احباب پڑھتے ہیں کہ کہیں کشت وخون کے قصے کہیں اغواء کی وارداتیں کہیں خودکشی کے افسانے کہیں کچھ اور کہیں کچھ یہاں صرف ایک کہانی قابل ذکر ہے۔

"کراچی ۱۲ جولائی استغاثہ کے مطابق ملزم گلزار خان نومبر ۱۹۵۵ء میں مسماۃ شیریں سے شادی کر کے ضلع ہزارہ سے کراچی آ گیا۔ شریں کا آشناء (عاشق) شاداب خان بھی کچھ

دنوں بعد کراچی پہنچ گیا گلزار خان اپنی حسین بیوی کی بہت سختی سے نگرانی وحفاظت کیا کرتا تھا
ایک دن گلزار خان مزدوری کے لئے گیا ہوا تھا جب وہ دوپہر میں اچانک واپس آیا تو اس نے
اپنی حسین بیوی شیریں کو شاداب کے ساتھ دیکھا اور مشتعل ہوگیا اور خنجر سے شاداب کو ہلاک کیا
اور شیریں کو پلنگ کے ساتھ رسی سے باندھ دیا اور شیریں کی نظروں کے سامنے ہی شاداب کا
کلیجہ نکال کر چباڈالا شیریں اس منظر کو دیکھ کر بے ہوش ہوگئی ملزم پہلے اسے ہوش میں لایا جب
شیریں ہوش میں آئی تو ملزم نے پلنگ پر ہی اس کا گلا کاٹ ڈالا دردناک چیخیں سن کر محلہ والے
جمع ہوگئے لیکن کسی میں ملزم کو پکڑنے کی ہمت نہ ہوسکی پھر محلہ والوں کی موجودگی میں ملزم نے
اپنی بیوی کا خون پیا اور بعد میں لوگوں پر حملہ آور ہوا۔

(روزنامہ مغربی پاکستان لاہور ۱۵ جولائی ۱۹۵۸ء)

تجزیہ:......عورت کے ایسے جذبات فطری ہیں وہ جوان ہو یا بوڑھی چنانچہ اصمعی صاحب سے
ایک کہانی سنئے

''جناب اصمعی صاحب فرماتے ہیں کہ " بينما انا الطواف حول كعبة على
قفاره كارة وهو يطوف" میں کعبہ شریف کا طواف کر رہا تھا کہ میرا ایک شخص سے سابقہ
پڑا جس کے سر پر ایک گھٹڑی ہے اور طواف میں مصروف ہے۔ میں نے کہا کہ "الطواف و
عليك كارة" تو طواف کرتا ہے اور تیرے سر پر گھٹڑی ہے اس نے کہا کہ " هذه والدتى
التى تمشى فى بقتها تسعة اشهر اريدان او دى حقها" یہ تو میری والدہ ہیں جس
نے مجھے اپنے پیٹ میں نو ماہ اٹھائے رکھا میرا ارادہ ہوا کہ کس طرح اس کا حق ادا ہوجائے۔ میں
نے کہا کہ "الا ادلك على ماتئودى به حقها" تجھے ایسی تدبیر نہ بتادوں کہ جس سے تیری
والدہ کا حق ادا ہوجائے۔ اس نے کہا وہ کیسے۔ میں نے کہا کہ "تزوجها" اس کا کسی سے نکاح

کر دے۔جوان مجھ سے سخت رنج ہوا لیکن بوڑھی کنوار کے جذبات نے گوارہ نہ کیا" رفعت یدھا فصعقت قفا زینہا و اقالت اذا قیل لك الحق تغضب " ہاتھ اٹھا کر پیارے اور خدمت گار بیٹے پر دے مارا اور کہا کہ بیوقوف وہ حق کہتا ہے اور تو اس سے ناراض ہوتا ہے۔

(نفحة الیمن ص ۱۵ مطبع مجتبائی)

دیکھا آپ نے کہ بوڑھی کنوار نے کس طرح موجودہ دور کے شریف آدمیوں کو سمجھایا یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بوڑھی عورت ہو یا نوجوان عورت کو مسجد سے روکا ہے۔لیکن موجودہ دور کے نصرانیت پرستوں کو کیا عرض کیا جائے کہ اپنی نوجوان لڑکیوں کو مطلق العنان کر کے اسکولوں کا عاشق بنا دیتے ہیں اور پھر معاشرے کا رونا روتے ہیں ان معاملات سے بدکاری وعیاشی کا فروغ کیوں نہ ہوگا۔کسی درد بھرے مسلمان نے منظوم نصیحت لکھی ہے کہ

ماں کا تقدس باپ کی عزت — بہن کی عصمت بھائی کی غیرت
ملی روایت دینی حمیت — اوراق قرآن ابواب سیرت
خطرے میں ہر شے آن گھری ہے — جاگو گھر میں آگ لگی ہے
ایسے سے میں میخانہ آباد — رقص میں شیریں نشے میں فرہاد
عیش کے بندے ہر غم سے آزاد — اے میری بستی فریاد فریاد
احساس کی یہاں کتنی کمی ہے — جاگو گھر میں آگ لگی ہے
مغرب سے آئے اڑ کے شرارے — ہم نے یہ سمجھا ہیں لعل پارے
پلکوں سے چن کر دل میں اتارے — اب رو رہے ہیں شامت کے مارے
ہم نے تباہی یہ خود مول لی ہے — جاگو گھر میں آگ لگی ہے
خود جاگ اٹھو سب کو جگاؤ — آگ بجھاؤ آگ بجھاؤ

اشک ندامت مل کے بہاؤ ۔۔۔ آگ بجھاؤ آگ بجھاؤ
آگ مسلسل پھیل رہی ہے ۔۔۔ جاگو گھر میں آگ لگی ہے ۔

نیک خواتین کے لئے نیک بیبیوں کی کہانیاں

آخر میں فقیر چند نیک خواتین کے واقعات لکھتا ہے تا کہ نیک خصلت بیبیاں ان کی اقتداء کر کے اپنی آخرت سنواریں۔

قرآنی واقعہ: سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ قصص میں بیان فرمایا کہ جب آپ نے فرعون کے متعلق سنا کہ وہ آپ کو شہید کر دے گا تو سفر کو نکلے۔

ولما توجه تلقآء مدين قال عسے ربی ان يهدينی سوآء السبيل ٥ ولما ورد مآء مدين وجد عليه امة من الناس يسقون ٥ و وجد من دونهم امر اتين تذودن ج قال ما خطبكما ط قالتا لا نسقی حتیٰ يصدر الرعاء ۰

﴿ترجمہ﴾......اور جب مدین کی طرف متوجہ ہوا کہا قریب ہے میرا رب مجھے سیدھی راہ بتائے اور جب مدین کے پانی پر آئے تو وہاں لوگوں کے ایک گروہ کو دیکھا کہ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں اور ان سے اس طرف دو عورتیں دیکھیں کہ اپنے جانوروں کو روک رہی ہیں ۔ موسیٰ نے فرمایا کہ تم دونوں کا کیا حال ہے وہ بولیں ہم پانی نہیں پلاتے جب تک سب چرواہے پلا کر نہ چلے جائیں۔ (سورۃ قصص)

ان لڑکیوں نے کہا کہ ابونا شیخ کبیر اور ہمارے والد صاحب بہت زیادہ بوڑھے ہیں گویا موسیٰ علیہ السلام نے استعجاباً پوچھا کہ پانی پلانے کے لئے لڑکیوں کے بجائے کوئی مرد کیوں نہ آیا تو انہوں نے جواب دیا کہ ابونا شیخ کبیر اس کی تفسیر میں قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ لکھتے ہیں کہ "کبیر السن لا یستطیع ان یخرج للسقی فیر سلنا اضطرارا"
یعنی وہ بوڑھے ہیں پانی پلانے کے لئے خود نہیں آسکتے لہٰذا مجبوراً ہمیں بھیجتے ہیں اس مقام پر ان
مسلم خواتین کے لئے لمحہ فکریہ ہے جو باپ بھائی خاوند اور لڑکے کے ہونے کے باوجود تنہا سفر
اور بازار میں خرید و فروخت کرتی پھرتی ہیں اگر موسیٰ علیہ السلام ان صاحبزادیوں کا ان
جانوروں کو پانی پلانے کے لئے نکلنے کا استعجاب اور حیرانی کی نظر سے دیکھتے ہیں تو آج کل کی
عورت کا بازاروں میں گھومنے کے لئے موجودہ بناوٹی حسن کا مرقع بن کر نکلنا کب نگاہ نبوت
میں مستحسن ہوسکتا ہے؟

حیاء:...... جب موسیٰ علیہ السلام نے ان کی بکریوں کو پانی پلادیا تو وہ واپس ہوئیں اور ان
کے والد شعیب علیہ السلام نے ان میں سے بڑی صاحبزادی کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانے
کے لئے بھیجا قرآن مجید فرماتا ہے کہ "فجاء ته احداھما تمشی علی استحیاء" تو ان
دونوں میں سے ایک اس کے پاس آئی شرم سے چلتی ہوئی حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ
"لیست بسلفع من النساء خراجة ولا جة ولکن جاء ت مستترة و ضعت کم
درعھا علیٰ وجھھا استحیاء" یعنی حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیاں ان
عورتوں میں نہ تھیں جو کہ غیر مردوں کے سامنے بے باکانہ بے حجاب آتی جاتی ہیں بلکہ وہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس باپردہ اور پیراہن کی آستین کے ساتھ اپنے چہرے کو ڈھانپ
کر آئی نبوت کی مقدس گود میں پلنے والی صاحبزادی ایک ہونے والے نبی علیہ السلام کے پاس
بامر مجبوری آتی ہے تو چہرہ ڈھانپ کر اور باپردہ۔ اور آج کل ہمارے پرفتن دور کی بالکل ماڈرن
لڑکیاں گرل گائیڈ و دیگر حیا باختہ فیشنوں میں سر بازار گزرتی ہیں تو بالکل بے پردہ ہو کر بلکہ نیم
عریاں غور فرمایئے ہم قرآنی فرامین سے کتنے دور ہو چکے ہیں کیا ایسی قوم جس کی بہو بیٹیوں کی

یہ حالت ہے اس قابل ہو سکتی ہے کہ تاریخ اسلام میں سرفروشان اسلام کی صف میں اس کے سپوت کوئی مقام حاصل کر سکیں جبکہ ان کو پالنے والی مائیں حیاء و غیرت کی لغت سے ہی نابلد ہوں۔ الا ماشاء اللہ۔

پھر شعیب علیہ السلام کی بیٹی نے باپ سے عرض کی" یا بت استاجرہ ان خیر من استاجرت القوی الامین " (ترجمہ) "اے میرے باپ ان کو نوکر رکھ لو۔ بے شک بہتر نوکر وہ ہے جو طاقتور اور امانت دار ہو"۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے بیٹی سے فرمایا کہ تجھے اس پاکیزہ نوجوان کی قوت اور امانت کا کیسے علم ہوا تو اس نے جواب میں عرض کی کہ قوت کا اندازہ اس سے ہوا کہ انہوں نے ایسا وزنی پتھرا کیلے اٹھالیا جسے دس آدمی اور ایک روایت میں ہے کہ چالیس آدمی مل کر اٹھاتے ہیں۔ اور امانت اس وجہ سے معلوم ہوئی کہ میں ان کے آگے چل رہی تھی اور چونکہ ہوا چلنے سے کپڑا اٹھتا تھا تو انہوں نے کہا تو میرے پیچھے چل اور میں آگے چلتا ہوں تا کہ اگر ہوا چلنے سے کپڑا اٹھے تو آپ کے جسم کا کوئی حصہ مجھے نظر نہ آئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس معاملے میں اتنے پرحذر ہیں اور آج جب تک صنف نازک کی نیم عریاں تصاویر کو بازاروں دکانوں وغیرہ میں تعیش نگاہ غلط کے لئے آویزاں نہیں کرلیا جاتا ہمارے موجودہ دور کے انسان کا کاروبار نہیں چمکتا۔

حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:...... اسلام کے درخت کی جن بلند مرتبہ لوگوں نے اپنے خون سے آبیاری کی اور اس کے پھلوں، پھولوں کو بہار تازہ دی ان میں ایک خاتون تھیں۔ بالکل اسی طرح سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والی بھی ایک خاتون تھیں۔ جس طرح سب سے پہلی مسلمہ خدیجہ الکبریٰ ہیں۔ اسی طرح اسلام کی سب سے پہلی شہیدہ حضرت سمیہ ہیں۔ جنہوں نے یہ بلند مقام حاصل کر کے انسانی دنیا پر ثابت کر دیا کہ عورت کا درجہ اسلام کے

درخت کی آبیاری میں مردوں سے کم نہیں۔

حضرت سمیہ کے والد کا نام خباط تھا وہ مشہور صحابی رسول حضرت عمار کی اہلیہ مشہور صحابی حضرت یاسر کی والدہ تھیں اور مکہ میں ایک کنیز کی حیثیت سے زندگی بسر کرتی تھیں یہ ان کے بڑھاپے کا زمانہ تھا کہ مکہ سے اسلام کی صدا بلند ہوئی۔ حضرت سمیہ، حضرت یاسر، حضرت عمار تینوں نے اس دعوت کو لبیک کہا اور اسلام کے سایہ عاطفت میں آ گئے اسلام قبول کرنے کے بعد ان تینوں کے کچھ دن تو اطمینان سے گذرے اس کے بعد کفار کے ظلم وستم کا دور شروع ہو گیا۔ جو درجہ بدرجہ بڑھتا گیا چنانچہ جو شخص مسلمان پر قابو پاتا اسے طرح طرح کی دردناک تکلیفیں دیتا حضرت سمیہ کو بھی اسی خاندان نے دوبارہ شرک پر مجبور کیا جس خاندان کی وہ کنیز تھیں لیکن وہ اپنے عقیدے پر نہایت سختی سے قائم رہیں جن کا صلہ ان کو یہ ملا کہ مشرکین ان کو مکے کی جلتی تپتی ریت پر لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا رکھتے تھے لیکن ان کا عزم و استقلال ایسا نہ تھا کہ اس سے ہل جائیں ان کی محبت اسلام کے چھینٹوں کے سامنے یہ آتش کدہ ہمیشہ ٹھنڈا پڑ جاتا تھا آنحضرت ﷺ ادھر سے گزرتے تو یہ حالت دیکھ کر فرماتے کہ اے آل یاسر صبر کرو اس کے عوض تمہارے لئے جنت ہے۔

حضرت سمیہ کو دن بھر اس مصیبت میں رہ کر شام کو نجات ملتی تھی ایک مرتبہ شام کو گھر تشریف لائیں تو ابوجہل نے ان کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا لیکن دوسری طرف ایک خاموشی تھی جس نے ابوجہل کے غصہ کو بہت تیز کر دیا کہ وہ اٹھا اور اٹھ کر ایسی برچھی ماری کہ حضرت سمیہ جاں بحق ہو گئیں۔ اللہ اللہ! یہ تھا ان مسلمان خواتین کا حوصلہ جنہوں نے اسلام قبول کیا تھا اور پھر اس میں زندگی کا ایسا لطف انہوں نے پایا تھا کہ موت بھی ان کے سامنے ہیچ تھی۔

حضرت سمیہ شہید ہو گئی اللہ اور اس کے رسول کے نام پر انہوں نے اپنی جان قربان کر

دی فطری طور پر ان کے جلیل القدر فرزند عمار کو اپنی والدہ کی بے کسی پر افسوس ہوا انہوں نے خدمت نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ اب حد ہو گئی آنحضرت ﷺ نے ان کو صبر کی تلقین فرمائی اور دعا فرمائی کہ خداوندا! آل یاسر کو جہنم سے بچا یہ واقعہ ہجرت نبوی سے پہلے کا ہے اس بناء پر حضرت سمیہ اسلام میں سب سے پہلی شہید ہوئیں۔ ہجرت کے بعد جب مسلمانوں اور کافروں کے درمیان جنگوں کا سلسلہ شروع ہوا اور پہلی ہی باقاعدہ جنگ "غزوہ بدر" میں دو بچوں کی بہادری سے ابوجہل مارا گیا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت عمار کو فرمایا کہ دیکھو تمہاری ماں کے قاتل کا فیصلہ خدا نے کر دیا یہ ہے ایک مسلمان خاتون کا اللہ کے نزدیک مقام اگر دین کی راہ میں اس پر کوئی مصیبت آتی ہے اور وہ صبر کرتی ہے پھر اگر دین کی راہ میں اسے بے کس و بے سہارا سمجھ کر مار ڈالا جاتا ہے تو اللہ اس کا سہارا بن جاتا ہے اور اس کا بدلہ لے لیتا ہے۔

حضرت ام سلمہ کی دانشوری: ...... حدیبیہ میں معاہدہ لکھتے وقت کفار قریش نے جو روش اختیار کی تھی وہ بھی سخت ناگوار تھی معاہدہ کے شروع میں رحمٰن اور رحیم کا لفظ بھی لکھنا گوارا نہ کیا محمد رسول اللہ لکھنے کی اجازت نہیں دی اور اصرار کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا لفظ مٹا کر اس کی جگہ محمد ابن عبداللہ لکھا جائے یہ اور اسی قسم کی باتیں تھیں جن کی وجہ سے مسلمانوں کے دل سخت رنج محسوس کر رہے تھے انہیں یہ معاہدہ بڑا توہین آمیز اور ذلت کا باعث نظر آتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے پیش نظر کچھ اور ہی تھا رسول اللہ ﷺ کو وحی الٰہی کے مطابق اس معاہدہ میں آئندہ فتوحات کے دروازے کھلتے نظر آتے تھے اس لئے آپ نے یہ معاہدہ کر لیا مگر مسلمانوں کے سامنے جو کچھ ہونے والا تھا وہ نہ تھا اور مستقبل کے واقعات نہیں دیکھ پا رہے تھے اس لئے وہ اس معاہدہ کو پسند نہیں کرتے تھے اور دل ہی دل میں سخت رنجیدہ تھے معاہدہ کے بعد احرام کھولنے کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے حکم دیا اور فرمایا کہ لوگ اپنے بال بنوالیں لیکن بار بار کہنے کے باوجود کوئی شخص اپنی جگہ سے جنبش کرتے نظر نہیں آیا جانثار اور فرمانبردار متبعین کی یہ حالت دیکھ کر آپ کو بہت تکلیف پہنچی جو لوگ اشارہ پر جان دینے کے لئے تیار ہو جاتے تھے وہ آج صریح احکام کے باوجود بال بنوانے کے لئے بھی تیار نہیں ہوتے تھے یہ کیفیت حضور اکرم ﷺ کو بہت غمگین کر رہی تھی غم اور تکلیف کی حالت میں آپ خیمہ میں تشریف لے گئے حضرت ام سلمہ نے یہ کیفیت دیکھ کر پوچھا کہ حزن وملال کا کیا سبب ہے؟ آپ نے ساری صورتحال بیان کی اور فرمایا کہ لوگوں کی عجیب حالت ہے بار بار تاکید کے باوجود کوئی بال بنوانے کے لئے آمادہ نہیں ہوتا اس کی وجہ سے سخت تکلیف ہے۔ حضرت ام سلمہ نے عرض کیا کہ حضور بظاہر معاہدہ کی دفعات اور کفار قریش کا طرز عمل بہت تکلیف دہ ہے لوگ اس معاہدہ سے بہت ناخوش ہیں وہ اس امید میں آئے تھے کہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے اور خانہ کعبہ کی زیارت اور طواف کی سعادت حاصل کریں گے لیکن یہاں پہنچ کر نہ مکہ میں داخلہ ہو سکے نہ طواف وزیارت کا موقع نصیب ہوا پھر جو معاہدہ ہوا وہ بھی بظاہر مسلمانوں کے نقطہ نظر سے دبا ہوا معلوم ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ انہیں کسی کام سے دلچسپی باقی نہیں رہی اب آپ زبان سے کچھ نہ فرمائیں باہر تشریف لے جائیں اور سب کے سامنے بیٹھ کر بال بنوانے شروع کر دیں لوگ آپ کو دیکھ کر خود بخود بال بنوانے لگیں گے اور قربانی اور احرام سے فارغ ہو جائیں گے حضرت ام سلمہ کے کہنے کے مطابق حضور اکرم ﷺ نے عمل کیا نتیجہ وہی ہوا جو حضرت ام سلمہ نے بتایا تھا سب مسلمانوں نے اپنے اپنے بال بنوانے شروع کر دیے تھوڑی دیر میں سب کے احرام کھل گئے۔ (الاصابہ لابن حجر)

فائدہ:...... بی بی کا یہ کارنامہ اسلام میں سنہری الفاظ سے لکھا اور پڑھا جاتا ہے۔

دانشمند خاتون:...... محمد بن کعب کا بیان ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص بڑا عالم اور

عابد تھا اس کو اپنی بیوی کے ساتھ بہت محبت تھی۔ اتفاق سے وہ مرگئی اس عالم پر ایسا غم سوار ہوا
کہ وہ اسی غم میں دروازہ بند کر کے بیٹھ گیا اور سب سے میل ملاپ بند کر دیا۔ بنی اسرائیل میں
ایک بہت دانشمند عورت تھی اس نے یہ قصہ سنا تو اس کے پاس گئی اور گھر میں آنے جانے والوں
سے کہا کہ میں نے عالم صاحب سے ایک مسئلہ پوچھنا ہے اور وہ میں زبانی ہی پوچھ سکتی ہوں۔
اور دروازے پر جم کر بیٹھ گئی آخر اس عالم کو خبر ہوئی اور اس نے عورت کو اندر آنے کی اجازت
دے دی آکر کہنے لگی کہ میں نے ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔ عالم صاحب نے کہا کہ بیان کیجئے۔
کہنے لگی کہ میں نے اپنی پڑوسن سے کچھ زیور مانگ کر لئے تھے اور وہ زیور میں مدت تک پہنتی
رہی پھر اس پڑوسن نے آدمی بھیجا کہ میرا زیور واپس بھیجو تو اس کا زیور دے دینا چاہئے؟ عالم
صاحب نے کہا کہ ہاں دے دو۔ وہ عورت کہنے لگی کہ وہ زیور تو میرے پاس ایک طویل عرصہ
سے ہے تو کیسے دے دوں۔ عالم نے کہ تب تو زیور اور بھی خوشی کے ساتھ دینا چاہئے کیونکہ ایک
طویل عرصہ سے اس نے نہیں مانگا یہ اس کا احسان ہے۔ عورت نے کہا کہ خدا تمہارا بھلا کرے
پھر تم کیوں غم میں پڑے ہو۔ خدا تعالیٰ نے ایک چیز تم کو دی تھی اور پھر جب اپنی چیز واپس لے
لی اور اس کی چیز تھی اور اسی نے لے لی۔ تو پھر آپ کو غم نہیں کرنا چاہئے۔ یہ سن کر عالم کی آنکھیں
کھل گئیں اور اس سے اس کو بہت فائدہ پہنچا۔

فائدہ: دیکھو کیسی عقلمند و زیرک عورت تھی جس نے مرد کو عقل دی اور مرد بھی کیسا عالم تھا ویسے ایسے
موقع پر دوسرے کی نصیحت کارگر ہوئی اگرچہ نصیحت کرنے والا دینداری میں اس شخص سے کم ہو۔

قرآن کی عاشق انگریز لڑکی

کہتے ہیں کہ ہنری ہشتم شاہ انگلستان کے عہد میں سر ولیم اسکیو ایک نہایت دولت مند پاک طینت اور اپنے مذہب کے پکے شخص تھے ان کی ایک بیٹی تھی این اسکیو۔ این اسکیو بھی اپنے باپ کی طرح بہت شریف الطبع اور نیک تھی۔ اس نے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے علاوہ قرآن مجید کی تعلیم خاص طور پر حاصل کی تھی۔ وہ نہایت توجہ سے روزانہ تلاوت کرتی۔ یہی نہیں بلکہ قرآن مجید کے ہر ایک نکتہ کو پوری طرح سمجھنے کی کوشش کرتی اس نے اپنی زندگی کے بیشتر اصول قرآن حکیم کی تعلیم کے مطابق بنا رکھے تھے۔ سر ولیم اسکیو ایک قدامت پسند آدمی تھے انہوں نے ایک اسکیو کی شادی اس کی صلاح کے بغیر ایک متمول شخص کے ساتھ کردی۔ سوء اتفاق سے این اسکیو اور اس کے شوہر کے خیالات میں بعد المشرقین تھا۔ اسکیو جس قدر پاکباز اور صاحب اصول پسند لڑکی تھی اس کا شوہر اسی قدر کمینہ خصلت اور بے اصول شخص واقع ہوا تھا اسکیو کو اگرچہ اپنے شوہر کی جانب سے سخت تکلیف پہنچتی تھی۔ لیکن اس شریف لڑکی نے کبھی اپنے باپ سے ذکر تک کرنا گوارہ نہیں کیا تھا۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ باپ سے ایسے شخص کی برائیاں بیان کرے جس کو خود اس کے والد نے اس کے لئے منتخب کیا تھا این اسکیو کے لئے شوہر کی ہر قسم کی سختیاں قابل برداشت تھیں صرف ایک بات نہایت تکلیف دہ تھی وہ یہ کہ اس کا شوہر رومن کیتھولک عقائد کے بموجب اس کو تلاوت قرآن مجید سے روکتا تھا۔ اول اول تو اس کو معمولی بات سمجھ کر ٹالتی رہی اور حسب ضرورت ٹالتی رہی اور حسب دستور تلاوت کرتی رہی مگر جب اس کے خاوند کی تنبیہ ناقابل برداشت ہوگئی تو ایک دن اس نے اپنے شوہر سے صاف کہہ دیا کہ ”تمہارا ہر حکم میرے سر آنکھوں پر مگر میں اس بات کو منظور نہیں کرسکتی“۔ چنانچہ وہ بدستور اپنے کام میں

مصروف رہی ادھر مذہبی ٹھیکیداروں نے اس کے شوہر کو پریشان کرنا شروع کیا ہر جائز و ناجائز طریقہ سے اس پر دباؤ ڈالا گیا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے اسکیو کو فوراً گھر سے نکل جانے کی دھمکی دی اسکیو نے بہ خندہ پیشانی شوہر کے اس حکم کو سنا اور اپنے دونوں بچوں کو لے کر اپنے باپ کے گھر چلی آئی یہاں آ کر وہ اطمینان کا سانس لینا چاہتی تھی۔ مگر لوگوں نے اسے وہاں بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ اور اسکیو ایک شب خفیہ طور پر لندن روانہ ہو گئی لندن پہنچنے پر اسے کسی قدر سکون میسر ہوا مگر چند ہی دن بعد شریروں نے اس کا پتہ لگا لیا اور اس کے پیچھے خفیہ جاسوس لگا دیئے۔ اور ساتھ ہی لندن کے پادری صاحب کو اسکیو کے بدعتی ہونے اور اپنا دیس چھوڑ کر لندن میں پناہ گزیں ہونے کی اطلاع دے دی گئی۔

کچھ عرصہ کے بعد این اسکیو کو پادری کے حضور طلب کیا گیا تا کہ وہ اپنے خیالات کے متعلق جواب دہی کرے پادری نے اسکیو سے متعدد ایسے سوالات کئے جن کا جواب کمسن لڑکی کے لئے مشکل ہی نہیں قطعی ناممکن تھا لیکن وہاں تو کوئی دوسری طاقت کام کر رہی تھی پادری کے ہر سوال کا اسکیو نے اس قدر معقول جواب دیا کہ نہ صرف پادری بلکہ تمام اہل مجلس دنگ رہ گئے آخر کار جب پادری سوالات کرتے کرتے تھک گیا نہیں بلکہ اسکیو کے جوابات سے لاجواب ہو گیا تو اسکیو کو شہر کے حاکم کے پاس بھیج دیا گیا حاکم کے حکم سے زیر حراست رکھا گیا اس کی سخت نگرانی کی گئی اور بشپ کے حکم سے ایک پادری این اسکیو کے پاس بھیجا گیا تا کہ وہ اس کے خیالات میں تبدیلی پیدا کر سکے مگر پتھر میں جونک کب لگ سکتی ہے پادری صاحب اسکیو کو اس کے عقائد سے ایک انچ نہ ہٹا سکے جب کوئی شخص کسی طریقہ سے اسکیو کو گمراہ کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا تو اس معاملہ کو لندن کے بشپ بونر نے اپنے ہاتھ میں لیا سنتے ہیں بشپ بونر نہایت عقلمند سنجیدہ اور عالم فاضل تھا بونر نے اسکیو سے ملاقات

کی اور دوران ملاقات اس سے بہت سے سوال کئے لیکن ہر سوال کا ایسا مثبت جواب پایا کہ بونر اپنی ناکامی پر جھنجھلا اٹھا اور غصہ میں بھرا ہوا وہاں سے واپس چلا آیا تھوڑے دن بعد اسکیو کو رہا کر دیا گیا۔

ایک سال گزر گیا کوئی خاص واقعہ ظہور میں نہ آیا حسن اتفاق سے ملکہ کیتھرائن اور این اسکیو میں بڑی محبت ہو گئی ہر وقت اسکیو ملکہ کے ساتھ رہنے لگی یہ دیکھ کر حاکمان شرع کو خطرہ محسوس ہوا کہیں ملکہ کیتھرائن کا ایمان بھی متزلزل نہ ہو جائے انہوں نے اسکیو کو پھر سے گرفتار کر کے شاہی مجلس کے روبرو پیش کیا اس سے پہلے کی طرح بہت سے سوالات کئے گئے لیکن ہر سوال کا معقول جواب پایا اور اس مرتبہ بھی اسکیو کو سزا دینے کا موقع ہاتھ نہ لگا بالآخر اس سے خاوند کی علیحدگی کا سبب دریافت کیا گیا اور کہا گیا کہ بادشاہ سلامت چاہتے ہیں کہ تم خود ہی صاف صاف اپنے خاوند سے علیحدگی کی وجہ بتاؤ اسکیو نے برجستہ جواب دیا کہ اگر یہ خواہش بادشاہ کی ہے وہ خود مجھ سے تنہائی میں دریافت فرما سکتے ہیں۔ دو دن تک بادشاہ کے سامنے اسکیو کا بیان ہوتا رہا مگر معاملہ جہاں تھا وہیں رہا اسکیو سے دریافت کیا گیا یہ عقائد تم نے کہاں سے حاصل کئے ہیں اسکیو نے کہا کہ "قرآن مجید سے" اتنا سننا تھا کہ بشپ غصہ سے تھرتھرا اٹھا اور بولا کہ تم کو زندہ جلا دیا جائے گا اور اس کے بعد اسے پھر سے جیل خانہ بھیج دیا گیا اسے ملکی مجرم ٹھہرایا گیا اور اس کے خلاف مقدمہ چلایا گیا حاکم نے حکم دیا کہ اسے زندہ جلا دیا جائے اس حکم کو این اسکیو نے نہایت دلیری سے ہنستے ہوئے سن لیا اسکیو کے مخالفین کو کامل یقین تھا کہ اسکیو اس حکم سے خائف ہو کر اپنے خیالات سے باز رہنے کا وعدہ کرے گی لیکن ان کو اس کی یہ جرات ایمانی دیکھ کر سخت حیرت ہوئی اسکیو کو سب سے محفوظ اور مضبوط قید خانہ میں بند کر دیا گیا ایک مرتبہ پھر اس کے پاس مذہبی ٹھیکیداروں کا ایک وفد پہنچا اور ہر طرح سے بہکایا مگر بے سود حاکم

نے درواغہ جیل کو حکم دیا کہ اس کو شکنجہ میں کھینچ کر سخت ترین اذیت پہنچائی جائے داروغہ جیل کو اسکیو کی حالت پر ترس آیا اول تو وہ اس حکم کو ٹالتا رہا آخر کار اس نے یہ کہہ کر حکم ماننے سے انکار کر دیا کہ لڑکی بہت کمزور ہے جب حاکمان شرع نے دیکھا کہ داروغہ حکم ماننے سے انکار کرتا ہے تو ان میں سے دو شخص خود ہی شکنجہ پکڑ کر کھڑے ہو گئے اور شکنجہ کو اپنی پوری قوت سے دبا دیا جس کی وجہ سے اسکیو کے بدن کا ہر عضو ہل گیا اس قدر تکلیف کے بعد پھر ان پادریوں نے اسکیو سے اپنے خیالات درست کرنے کو کہا مگر اسکیو کے صاف صاف جواب سے اپنا سامنہ لے کر رہ گئے۔

درس عبرت: ایک انگریز لڑکی کو قرآن مجید سے اتنا عشق ہے کہ جان کی پرواہ نہیں لیکن افسوس ہے مسلمان لڑکیوں پر کہ انہیں قرآن مجید سے محبت کی بجائے نفرت ہے

(انا للہ وانا الیہ راجعون)

ام یحییٰ اور قرآن مجید

یہ خاتون کون تھیں ان کا نام کیا تھا اور کس قبیلہ سے تعلق رکھتی تھیں اس کے بارے میں وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ کسی نے ان کی کنیت ام یحییٰ بیان کی ہے اور کسی نے ان کا نام رابعہ بصری لکھا ہے لیکن یہ سب قیاسی باتیں ہیں ان کا اصلی نام اور حسب نسب۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حج کو گیا اثنائے سفر میں مجھے ایک بوڑھی خاتون بیٹھی ہوئی ملیں اس نے اون کا کرتا پہن رکھا تھا اور اون کی ہی اوڑھنی اوڑھ رکھی تھی۔ میں نے ان کے پاس جا کر کہا ''السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' خاتون نے جواب دیا کہ ''سلام قولا من رب رحیم'' (یسین ۵۸) میں نے پوچھا اللہ تم پر رحم کرے تم یہاں کیا کر رہی ہو؟۔

خاتون: من یضلل اللہ فلا ھادی لہ (الاعراف ۱۸۶) ترجمہ: جسے اللہ گمراہ کردے اس

کو راہ بتانے والا کوئی نہیں۔

میں نے خیال کیا کہ وہ راستہ بھول گئی ہے یا اپنے قافلے سے بچھڑ گئی ہے۔ چنانچہ اس سے پوچھا کہ تمہارا ارادہ کہاں جانے کا ہے؟

خاتون: سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الیٰ المسجد الاقصیٰ (پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔ (بنی اسرائیل ۱)

میں سمجھ گیا کہ وہ حج بیت اللہ سے فارغ ہو چکی ہے اور اب بیت المقدس جانا چاہتی ہے۔ اب میں نے پوچھا کہ کب سے یہاں بیٹھی ہو؟

خاتون: ثلث لیال سویا ...... یعنی پوری تین راتیں" (مریم ۱۰)

میں نے کہا کہ تمہارے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ یہ وقت تم نے کیونکر گزارا۔

خاتون: ھو یطعمنی و یسقین (وہی اللہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے یعنی اللہ میرے رزق کا بندوبست کر دیتا ہے)۔

میں نے کہا کہ وضو کیسے کرتی ہو؟

خاتون: فلم تجدوا مآءً فتیمموا صعیداً طیبا (نہ پاؤ پانی تو پاک مٹی سے تیمم کرلو) مطلب یہ تھا کہ تیمم کر لیتی ہوں۔

میں نے پوچھا کہ میرے پاس کھانا ہے کیا کھاؤ گی۔

خاتون: اتموا الصیام الیٰ اللیل (روزوں کو رات تک پورا کرو مطلب یہ میں روزہ سے ہوں) (البقرہ ۱۸۷)

میں نے کہا کہ یہ رمضان المبارک کا مہینہ تو نہیں ہے؟

خاتون: ومن تطوع خیرا فان الله شاکر علیم (جو بطور نفل کے نیک کام کرے تو اللہ قبول کرنے والا اور جاننے والا ہے) مطلب یہ کہ میرا نفلی روزہ ہے۔ البقرہ ۱۵۸

میں نے کہا کہ سفر کی حالت میں تو فرض رمضان کا روزہ نہ رکھنے کی بھی اجازت ہے۔

خاتون: وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون (اور اگر تم روزہ رکھو تو تمہارے حق میں بہتر ہے بشرطیکہ تم کو ثواب کا علم ہو (البقرہ ۱۸٤)

میں نے کہا کہ جس طرح میں تم سے باتیں کر رہا ہوں تم اس طرح کیوں مجھ سے باتیں نہیں کرتیں؟

خاتون: ما یلفظ من قول الالدیه رقیب عتید (انسان جو بات بھی منہ سے نکالتا ہے اس پر ایک نگہبان فرشتہ مقرر ہے) ق ۱۸۔ مطلب یہ کہ انسان اپنی ہر بات کا جوابدہ ہوتا ہے۔

میں نے پوچھا کہ تمہارا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟

خاتون: لا تقف ما لیس لك به علم ط ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئك کان عنه مسئولا (جس بات کا تمہیں علم نہ ہو اس کے پیچھے نہ پڑ جاؤ کان آنکھوں اور دل سب سے باز پرس ہوگی (بنی اسرائیل ۲٦) مطلب یہ ہے کہ ایسی باتوں سے کان اور دل کو آلودہ نہ کرو جن کا جواب دینا پڑے۔

میں نے کہا کہ معاف کرنا مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔

خاتون: لا تثریب علیکم الیوم یغفرالله لکم (آج تم پر کوئی ملامت نہیں اللہ تمہیں معاف کرے۔) (یوسف ۹۲)

میں نے کہا کہ: اگر تم چاہو تو میں تم کو اپنی اونٹنی پر بٹھا کر لے چلوں اور جہاں چاہو وہاں پہنچا دوں۔

خاتون: وما تفعلو من خیر یعلمه الله ......اور نیکی کا کام جو تم کرو گے اللہ اس کو جانتا ہے

(نمرہ۔۱۹۷)

میں یہ سن کر اونٹنی اس کے قریب لے گیا اسے بٹھایا خاتون سے کہا کہ اس پر سوار ہو جاؤ مگر سوار ہونے سے پہلے بولی۔

خاتون: قل للمومنین یغضوامن ابصارھم (مومنوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں)۔ مطلب یہ کہ تم اپنی آنکھیں بند کر لو یا منہ پھیر کر سوار ہو جاؤ تا کہ میں بلا جھجک سوار ہو جاؤں۔ چنانچہ میں نے اپنی نگاہیں نیچی کر لیں اور اس سے کہا کہ لو اب سوار ہو جاؤ۔

جب وہ خاتون سوار ہونے لگی تو اونٹنی اچانک کھڑی ہو گئی اور اس کی اوڑھنی کجاوے سے الجھ کر پھٹ گئی میں نے اس پر اظہار افسوس کیا تو وہ بولی کہ:

ما اصابکم من مصیبة فیما کسبت ایدیکم یعفوعن کثیر (تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہی اعمال کا نتیجہ ہے اور اللہ بہت سی خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں یہ میرے اعمال کا نتیجہ ہے۔

میں نے کہا کہ ذرا ٹھہر جاؤ میں اونٹنی کے پاؤں باندھ دوں تا کہ تم اطمینان سے سوار ہو سکو۔

خاتون: ففھمنٰھا سلیمٰن (پس ہم نے سلمان کو سمجھا دیا (الانبیاء۷۹)

یعنی اونٹنی کے پاؤں ضرور باندھو یہ اسی طرح سے قابو میں رہے گی۔

میں نے اونٹنی کے پاؤں باندھے اور اسے کہا اب سوار ہو جاؤ وہ سوار ہو گئی اور یہ آیت پڑھی "سبحان الذی سخرلنا ھذا وما کنالہ مقرنین وانا الیٰ ربنا لمنقلبون" (پاک ہے وہ ذات جس نے اس کو ہمارا مطیع کر دیا اور ہم اس کی صلاحیت نہ رکھتے تھے اور بے شک ہم سب اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں)

میں نے اونٹنی کی مہار پکڑی اور اس کو ہنکارتے ہوئے چل پڑا میری رفتار بھی تیز تھی اور جوش میں میری آواز بھی بہت بلند ہوگئی اس پر وہ خاتون بولی۔

واقصد فی مشیك واغضض من صوتك (اپنے چلنے میں اعتدال سے کام لو اور اپنی آواز کو پست رکھو۔ (لقمان ۱۹)

اب میں آہستہ چلنے لگا اور ساتھ ہی حدی خوانی کرنے لگا اس پر وہ خاتون بولی "فاقرءۃ ما تیسر من القرآن" (پڑھو جتنی توفیق ہو قرآن سے) (المزمل ۲۰) مطلب یہ کہ اس حدی خوانی سے بہتر ہے کہ قرآن پاک کا کوئی رکوع پڑھو۔

میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بہت سے خوبیاں دی ہیں سب لوگ تم جیسے کس طرح بن جائیں اس پر وہ بولی کہ:

وما یذکر الا اولوا الالباب (یعنی صرف عقل والے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔) آل عمران ۷

پھر میں نے چلتے چلتے اس سے پوچھا کہ کیا تمہارا شوہر بھی ہے؟ اس پر اس نے کہا کہ یآایھا الذین اٰمنوا لا تسئلو عن اشیآء ان تبدلکم تسئوکم. 'اے ایمان والو! ایسی چیزوں کے بارے میں مت پوچھو جو اگر تم پر ظاہر کردی جائیں تو تمہیں ناگوار معلوم ہوں۔' (المائدہ ۱۰۱)

اب میں خاموش ہوگیا اور چلتے چلتے قافلہ کے قریب جا پہنچا میں نے خاتون سے پوچھا کہ کیا قافلے میں آپ کا کوئی قرابت دار ہے؟ اس نے کہا کہ المال والبنون زینة الحیاۃ الدنیا (مال اور بیٹے دینوی زندگی کی زینت ہیں۔ الکہف ۴۶)

میں نے سمجھ لیا کہ قافلہ کے ساتھ اس کے بیٹے موجود ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کوئی

نشانی ہوتو بتاؤ تا کہ میں ان کو تلاش کروں وہ بولی کہ۔
وعلامات بالنجم وهم يهتدون (علامتیں اور ستارے ہی سے وہ راستہ پاتے ہیں۔)
(النحل ١٦)

میں سمجھ گیا کہ اس کے بیٹے قافلہ کے رہبر ہیں چنانچہ میں اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے قافلے میں چکر لگانے لگا اور اس سے کہا کہ اپنے بیٹوں کو ڈھونڈ لے وہ بولی کہ

وتخذالله ابراهيم خليلاً ...... (النساء ١٢٥)

وكلم الله موسىٰ تكليما ...... (النساء ١٦٥)

يا يحيىٰ خذا لكتاب بقوة...... (مریم ١٢)

یعنی اور بنایا اللہ نے ابراہیم کو دوست اور بات کی موسیٰ سے اچھی طرح اے یحیٰ پکڑلو کتاب کو مضبوطی سے) مطلب یہ کہ تم ابراہیم موسیٰ اور یحیٰ کے نام لے کر آواز دو یہ سن کر میں نے زور سے آواز دی یا ابراہیم، یا موسیٰ، یا یحیٰ فوراً ہی تین خوبصورت نوجوان ایک خیمہ سے باہر نکلے اور بڑی عزت کے ساتھ اپنی والدہ کو اونٹنی سے اتارا جب ہم اطمینان سے بیٹھ گئے تو خاتون نے اپنے بیٹوں سے مخاطب ہو کر یہ آیت پڑھی کہ "فابعثوا احدكم بورقكم هذه الىٰ المدينة فلينظر ايهآ ازكى طعاما فلياتكم برزق منه" (اب اپنے میں سے کسی کو یہ روپیہ دے کر شہر کی طرف بھیجو پھر وہ تحقیق کرے کہ کون سا کھانا پاکیزہ ہے سو اس میں سے تمہارے لئے کچھ کھانا لے آئے۔ الکہف ١٩)

یہ سنتے ہی ایک نوجوان دوڑا گیا اور قریبی شہر سے کچھ کھانا خرید کر لے آیا وہ کھانا میرے سامنے رکھا گیا تو خاتون نے کہا کہ "كلوا واشربوا هنيئا بما اسلفتم فى الايام الخاليه" (یعنی خوشگواری کے ساتھ کھاؤ پیو یہ سبب ان اعمال کا ہے جو تم نے پچھلے

دنوں میں کیے ہیں (الحاقہ ۲۴)

مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے نوجوان سے کہا کہ جب تم مجھے اس خاتون کی حقیقت نہ بتلاؤ گے میں اس کھانے کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔ نوجوان نے کہا یہ ہماری والدہ ہیں اور ان کی پچھلے چالیس سال سے یہی کیفیت ہے اس عرصہ میں انہوں نے کوئی لفظ آیات کلام پاک کے سواء زبان سے نہیں نکالا یہ پابندی انہوں نے اپنے اوپر اس لئے لگائی ہے کہ کوئی ایسا لفظ زبان سے نہ نکل جائے جس کی قیامت کے دن باز پرس ہو۔ میں نے کہا ذالك فضل الله يئويته من يشآء ط والله ذو الفضل العظيم (الجمعہ ۴) (یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور خدا بڑے فضل کا مالک ہے۔

درس عبرت: کیسی خوش بخت عورت تھی وہ خاتون کہ جس کا ہر لحہ قرآنی مشغلہ تھا۔ لیکن افسوس ہے مسلمان زادیوں پر کہ انہیں قرآن مجید پڑھنا تک نصیب نہیں۔

اہل علم خواتین

﴿۱﴾...... حفاظ امام ابن عساکر دمشقی کی شخصیت اہل علم ہی جانتے ہیں محدثین میں ایک اعلیٰ مقام ہے آپ نے اسی ۸۰ خواتین سے علم حاصل کیا یہ علم حدیث کی استانیاں تھیں۔

امام یزید بن ہارون کی لونڈی: یہ حدیث کے بڑے امام ہیں اخیر عمر میں نگاہ بہت کمزور ہو گئی تھی کتاب نہ دیکھ سکتے تھے ان کی یہ لونڈی ان کی مدد کرتی خود کتابیں دیکھ کر حدیثیں یاد کر کے ان کو بتلا دیا کرتی۔

ابن سماک کوفی کی لونڈی: یہ بزرگ اپنے زمانہ کے بڑے عالم ہیں انہوں نے ایک دفعہ اپنی لونڈی سے پوچھا کہ میری تقریر کیسی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ تقریر تو اچھی ہے مگر اتنا عیب ہے کہ ایک بات کو بار بار کہتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ میں اس لئے بار بار کہتا ہوں کہ کم سمجھ

لوگ بھی سمجھ لیں کہنے لگی کہ جب تک کم سمجھ سمجھیں گے سمجھدار گھبرا جائیں گے۔

فائدہ: کسی عالم کی تقریر میں اتنی گہری بات سمجھنا عالم ہی سے ہوسکتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لونڈی عالم تھی۔

امام ابن جوزی کی پھوپھی: امام ابن جوزی بہت بڑے بزرگ عالم ہیں ان کی پھوپھی ان کو بچپن میں عالموں کے پڑھنے پڑھانے کی جگہ لے جایا کرتیں بچپن سے ہی جو علم کی باتیں کانوں میں پڑتی رہیں ماشاء اللہ دس برس کی عمر میں ایسے ہوگئے کہ عالموں کی طرح وعظ کرنے لگے۔

فائدہ: دیکھو اپنی اولاد کے واسطے علم دین سکھلانے کا کتنا بڑا خیال تھا وہ بڑی بوڑھی ہوں گی مگر خود لے گئیں۔

امام بخاری کی والدہ اور بہن:...... امام بخاری کے برابر حدیث کا کوئی عالم نہیں ہوا ان کی عمر چودہ برس کی تھی جب انہوں نے علم حاصل کرنے کے لئے سفر کیا تو ان کی والدہ اور بہن خرچ دیا کرتی تھیں۔

فائدہ: بھلا ماں تو ویسے بھی خرچ دیا کرتی ہے مگر بہن جس کا رشتہ ذمہ داری کا نہیں ہے ان کو کیا غرض؟ معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بیبیوں کے سامنے علم دین کا نام لیا جاتا اور وہ اپنا مال و متاع قربان کرنے کو تیار ہوتیں تھیں۔

حضرت ربیعہ کی والدہ: یہ بھی مشہور عالم ہوئے تھے امام مالک اور حسن بصری علیہ الرحمۃ جو آفتاب سے زیادہ مشہور ہیں وہ دونوں ان ہی کے شاگرد ہیں ان کے والد کا نام فروخ ہے بنی امیہ کے بادشاہی کے زمانہ میں وہ فوج میں نوکر تھے بادشاہی حکم سے وہ بہت سے لڑائیوں پر بھیجے گئے اس وقت یہ اپنی والدہ کے پیٹ میں تھے ان کو ستائیس برس اس سفر میں لگ گئے یہ پیچھے ہی پیدا ہوئے اور پیچھے ہی اتنے بڑے عالم ہوئے چلتے وقت ان کے والد نے اپنی بی بی کو

تمیں ہزار اشرفیاں دی تھیں اس عالی ہمت بی بی نے سب اشرفیاں ان کے پڑھانے لکھانے پر
خرچ کردیں جب ان کے باپ ستائیس برس بعد لوٹ کر آئے تو بی بی سے اشرفیوں کا پوچھا تو
انہوں نے کہا کہ سب حفاظت سے رکھی ہیں اس عرصہ میں حضرت ربیعہ مسجد میں جا کر حدیث
سنانے میں مشغول ہوگئے فروخ نے جو یہ تماشہ اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ میرا بیٹا ایک جہان کا
پیشوا ہورہا ہے مارے خوشی کے پھولے نہ سمائے جب گھر لوٹ کر آئے بی بی نے پوچھا بتلاؤ
تمیں ہزار اشرفیاں زیادہ اچھی ہیں یا یہ نعمت وہ بولے کہ اشرفیوں کی کیا حقیقت ہے جب انہوں
نے کہا میں نے وہ اشرفیاں اسی نعمت کے حاصل کرنے میں خرچ کر ڈالیں انہوں نے نہایت
خوش ہوکر کہا کہ خدا کی قسم تو نے اشرفیاں ضائع نہیں کیں۔

فائدہ: دیکھا کیسی بیبیاں تھیں علم دین کی کیسی قدر جانتی تھیں کہ تمیں ہزار اشرفیاں اپنے بیٹے کے
علم حاصل کرنے میں خرچ کر ڈالیں۔

قاضی زادہ رومی کی بہن: یہ ایک بڑے مشہور فاضل ہیں جب روم کے استادوں سے علم حاصل
کرچکے تو ان کو باہر کے عالموں سے علم حاصل کرنے کا شوق ہوا اور چپکے چپکے سفر کا سامان کرنا
شروع کیا ان کی بہن کو معلوم ہوا تو اپنا بہت سا زیور اپنے بھائی کے سامان میں چھپا کر رکھ دیا اور
خود ان سے بھی نہیں کہا۔

فائدہ: کیسی اچھی بیبیاں تھیں نام سے کوئی غرض نہ تھی یوں چاہتی تھیں کہ کسی طرح علم قائم رہے۔

انگریز لڑکی جنۃ البقیع میں مدفون

یہ تاریخی واقعہ اس وقت پیش آیا جب کہ سلطنت مغلیہ کا خورشید اقبال ڈوب چکا تھا
اور سرحد سے لے کر مدراس کے ساحل تک سارا کشور ہند انگریزی اقتدار کے زیر نگیں تھا لکھنو

میں ایک انگریز کمشنر بحال کیا گیا چونکہ اس وقت کی دفتری زبان فارسی تھی اس لئے کمشنر کو فارسی زبان سیکھنے کی شدت سے ضرورت محسوس ہوئی اور اس کے لئے لکھنو کے مشہور فارسی داں ملا سراج الدین کی خدمات حاصل کر لی گئیں ملاجی روزانہ شام کو چار بجے انگریز کمشنر کو ٹیوشن پڑھانے آتے تھے۔ موصوف عصر اور مغرب کی نماز کمشنر صاحب کی کوٹھی ہی پر ادا کرتے تھے۔

کمشنر کی ایک نوجوان لڑکی تھی۔ ہزاروں لالہ رخوں اور زہرہ جمالوں کی کہانیاں اس کی ایک ایک ادا میں سمٹ آئی تھیں۔ سرشار آنکھوں سے شراب کے پیمانے چھلکتے، مہتاب کی درخشاں پیشانی ہر وقت موج نور میں غرق رہتی، چلتی تو فتنہ، حشر جگاتی، باتیں کرتی تو پھول جھڑتے، جمال و رعنائی اور حسن و دلکشی کا وہ ایک مجسمہ تھی کہ مغربی تہذیب کے گھرانے میں وہ ہر وقت پردے میں رہتی تھی۔ ایک تو ماں باپ کی اکلوتی بیٹی! اس پر مزاج میں نفاست، طبیعت میں لطافت اور ناز و نعمت کی زندگی سارے خاندان کی راج دلاری بن گئی تھی۔ سیرت و خصلت کے اعتبار سے بھی وہ نہایت پاک طینت نیک سرشت اور شریف الطبع لڑکی تھی۔

شرم و حیاء، علم و ہنر، ذہانت دانائی اور متانت و سنجیدگی میں دور دور اس کا کہیں جواب نہ تھا۔ سارا قبیلہ اس کے حسن اخلاق سے مسخر تھا۔ غیرت فطری کا ہی نتیجہ تھا کہ والدین کے اصرار کے باوجود کبھی وہ گرجا گھر نہیں جاتی تھی۔

سنِ شعور میں قدم رکھتے ہی اس نے باہر کی درسگاہ سے اپنا سلسلہ تعلیم منقطع کر لیا تھا اور اب گھر پر ہی شریف معلمات کے ذریعہ اس کی تعلیم کا بندوبست کر دیا گیا تھا علوم و فنون کی مختلف شاخوں میں مہارت رکھنے والی معلمات اپنے وقت پر آتی تھیں اور سبق دے کر چلی جاتی تھیں۔ تدریس کا یہ سلسلہ صبح ۸ بجے سے شام کے ۴ بجے تک جاری رہتا تھا۔

ملاجی کو آئے ہوئے کئی مہینے گزر چکے تھے۔ کمشنر صاحب فارسی کی ابتدائی کتابیں ختم

کر چکے تھے اوراب حضرت شیخ سعدی کی گلستان چل رہی تھی کہتے ہیں کہ ملاجی بہت خوش الحان قاری بھی تھے جب نماز مغرب میں وہ جہر سے قرآن مجید پڑھتے تو کمشنر صاحب کی پوری کوٹھی عالم قدس کے نغموں سے گونج اٹھتی تھی۔

ایک دن کمشنر صاحب کی صاحبزادی ٹھیک مغرب کے وقت اس کمرے کے قریب سے گزری جہاں ملاجی نماز پڑھ رہے تھے قرآن کی آواز سن کراس کے قدم اچانک رک گئے چند ہی لمحوں کے بعد دروازے کے قریب آ کر کھڑی ہوگئی قرآن کے سحر جلال سے دل کے گھائل ہونے میں ذرا بھی دیر نہ لگی آن واحد میں ایک طیب وطاہر روح تجلیات قرآنی کی بارش میں شرابور ہوگئی۔

زندگی میں پہلی بار اس نغمہ حیات سے اس کے کان آشناء ہوئے تھے ایک نامعلوم کیف سے وہ بے خود ہوگئی، عالم اشتیاق میں پھر وہ آگے بڑھی اور پردے کی اوٹ سے ملاجی کو ایک نظر دیکھا۔ نماز کی ہیت عبادت دیکھ کر وہ حیرت میں ڈوب گئی ہاتھ باندھ کر ساکت و مؤدب کھڑا رہنا پھر سرنگوں ہو جانا اور اس کے بعد ماتھا ٹیکنا عجز و نیاز کی یہ ادائیں اس کی آنکھوں کے لئے اچنبھے سے کم نہیں تھیں اب سے پہلے اس کی آنکھوں نے یہ روح پرور مناظر کبھی نہیں دیکھے تھے جب تک ملاجی نماز پڑھتے رہے وہ تصویر حیرت بنی دیکھتی رہی نماز ختم ہو جانے کے بعد جب وہ واپس لوٹی تو جذبات کے سمندر میں ایک تلاطم سا تھا۔

دل از خود اندر سے کسی نامعلوم سمت کی طرف کھنچا جا رہا تھا آج ساری رات اپنے بستر پر کروٹیں بدلتی رہی آیات قرآنی کا کیف اور نماز کی روحانی کشش ایک لمحے کے لئے بھی اس کے ذہن سے اوجھل نہیں ہو رہی تھی وہ ساری رات یہ سوچتی رہی کہ شیریں نغموں کی سحر طرازی مسلم لیکن قرآنی نغمے کا یہ اثر جس نے دل کے کشور کو تہ وبالا کر دیا ہے اسے صرف خوش

الحان آواز کا نتیجہ نہیں قرار دیا جا سکتا یقیناً اس کے پیچھے کوئی ایسی حقیقت بول رہی ہے جس کا رشتہ روح انسانی کے ساتھ منسلک ہے پھر اگر نماز نشست و برخاست کا ہی نام ہے تو پھر میرے دل کو کیا ہو گیا ہے؟ قیام وقعود کے سوا انسانوں کی زندگی میں اور کیا ہے پھر دنیا میں کتنے دل ہیں جو کسی کی نشست و برخاست پر عاشق ہوتے ہیں اگر واقعتاً نماز کی یہی حقیقت ہے تو دل دیوانہ کی لغزش میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

پھر سوچتی ہے کہ اتنی آسانی سے دل کی تقصیر کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ ہو نہ ہو یہ نماز بھی اسی عالم کی چیز ہے جہاں انسانی روحوں کا امتزاج ڈھلتا ہے اور جہاں سے معنوی حیات کے چشموں کا دھارا پھوٹتا ہے۔

حسب معمول دوسرے دن عصر کے وقت ملاجی ٹیوشن پڑھانے کے لئے تشریف لائے جوں ہی ان کے قدموں کی آہٹ ملی۔ فرط شوق سے صاجزادی کا دل اچھلنے لگا، بڑی مشکل سے سورج ڈوبا اور ملاجی مغرب کی نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔

شہزادی قبل از وقت ہی پس پردہ کان لگائے کھڑی تھی قرآن کی آواز کان میں پڑتے ہی دل کا حال بدلنے لگا روح نغمہ جاوید کے کیف میں ڈوب گئی آج دل ہی متاثر نہیں تھا بلکہ آنکھیں بھی اشکبار تھیں کئی بار رومال سے بہتے ہوئے آنسو خشک کیے لیکن چشمہ حیواں کی طرح اس وقت تک سیلاب امنڈتا رہا۔ جب تک ملاجی نے نماز ختم نہیں کر لی۔

اسی عالم کرب میں کئی مہینے گزر گئے دل کے شور محشر سے کوئی بھی واقف نہ تھا ہر روز مغرب کی نماز کے وقت پردہ در سے کان لگا ہوا جذبات کے تلاطم کا جو طوفان امنڈتا تھا خود ملاجی کو بھی اس کی خبر نہیں تھی۔ اب کئی مہینے کے عرصے میں مسیحی گھرانے کی دوشیزہ نامعلوم طور پر اسلام سے بہتر قریب ہو گئی تھی۔ نماز اور قرآن کے عشق نے اب اسے اس راستے پر لا کھڑا کر دیا

تھا جو کسی بھی وارفتہ حال مسافر کو ذرا سی دیر میں مدینے تک پہنچا دیتا ہے دوسرے لفظوں میں دل اس رسول کی غائبانہ عقیدت سے سرشار ہوتا جا رہا تھا جس نے دنیا کو قرآن اور نماز جیسی نعمت لازوال سے بہرہ اندوز کیا۔

اکثر رات کی تنہائی میں سوچا کرتی تھی کہ جس رسول کے لائے ہوئے پیغام میں یہ کشش ہے خود اس رسول میں کتنی کشش ہوگی بلاوجہ عرب کے صحرانشین اس پر شیفتہ نہیں تھے اس کی زیبائی کا یہی جلوہ کیا کم ہے کہ آج اس کے نادیدہ شوق عشاق سے ساری دنیا بھر گئی یقیناً محمد عربی ﷺ عظمت وراستی کی ایک سراپا حقیقت کا دوسرا نام ہے۔

ناز کی پلی ہوئی لاڈلی بیٹی روزانہ صبح کو نئے کپڑے زیب تن کر کے باپ کو آداب کیا کرتی تھی باپ کے دل کی شادابی اور روح کی آسودگی کا یہ سب سے بڑا ذریعہ تھا آج وہ بڑی سج دھج سے آداب کرنے آئی تھی آداب سے فارغ ہو کر مچلتے ہوئے ناز میں کہا۔

''فادر ایک درخواست پیش کروں؟ قبول فرمایئے گا''۔

بیٹی کے ان الفاظ پر باپ کی روح جھوم اٹھی شفقت پدری کا جذبہ پھوٹ پڑا۔ فرط محبت میں بے قابو ہو کر جواب دیا۔

''میری لخت جگر! ساری زندگی یہ آرزو رہ گئی کہ دوسرے بچوں کی طرح تم بھی کچھ فرمائش کرو اور میں اسے پوری کر کے تمہاری مسرتوں کا تماشہ دیکھوں لیکن نہ جانے تمہاری افتاد طبع کیسی واقع ہوئی ہے کہ آرزو تشنہ ہی رہی اب جب کہ زندگی میں پہلی بار اپنے ارمان کے اظہار کے لئے تمہاری زبان کھلی ہے تو کیا اب بھی یہ پوچھنے کی ضرورت ہے کہ میں اسے قبول کروں گا یا نہیں؟ تمہارے علاوہ کون میری زندگی کی امیدوں کا مرکز ہے۔ جس کے لئے کوئی بات اٹھا رکھوں گا۔

بیٹی نے نگاہیں نیچی کیے، رکتے جھجکتے ہوئے بڑی مشکل سے اتنے الفاظ ادا کیے ''مجھے اجازت دیجئے کہ ملاجی سے میں فارسی کی تعلیم حاصل کروں''۔

باپ نے یہ سن کر قہقہہ لگایا اور بیٹی کو تھپکاتے ہوئے کہا!

''اتنی ذراسی بات کے لئے تم نے اتنی زبردست تمہید باندھی، میرا تو گمان تھا کہ تم کوئی بہت اہم فرمائش کرنے والی ہو تمہیں اجازت ہی نہیں بلکہ تحسین وآفرین بھی ہے کہ تمہارے اندر حصول علم کا شوق جاگ اٹھا ہے''۔

دوسرے دن سے ملاجی بعد نماز مغرب صاحبزادی کو بھی فارسی کی تعلیم دینے لگے محنت وذہانت نے تھوڑے ہی عرصہ میں فارسی زبان سے اچھی طرح روشناس کر دیا دوران تعلیم ہی ایک دن صاحبزادی نے ملاجی سے کہا۔

''اگر آپ کو زحمت نہ ہو تو پیغمبر اسلام کی سیرت پر مسلمان مصنفین کی چند کتابیں میرے لئے فراہم کردیجئے''

ملاجی کو اس عجیب وغریب فرمائش پر حیرت تو ضرور ہوئی لیکن وہ کچھ کہہ نہیں سکے دوسرے دن چند مستند اور مفید کتابیں لاکر حوالے کر گئے۔

نماز وقرآن والے پیغمبر کی زندگی سے واقف ہونے کا موقع حاصل کر کے صاحبزادی کی مسرتوں کی انتہاء نہیں تھی۔ جذبہ شوق کے عالم میں کتاب کا پہلا ورق کھولا اور کائنات کی سب سے معظم ہستی کی زندگی کا مطالعہ شروع کیا۔

ورق ورق پر فضل ورحمت، جلال وجمال، عظمت وزیبائی، طہارت وتقدس، صبر وتحمل، جود وکرم، زہد وعبادت، فقر وایثار، علم وحکمت، اعجاز وتوانائی، قدرت واختیار، قرب الٰہی کی جلوہ آرائی اور آسمان شوکت واقتدار کے مناظر دیکھ کر دل کی دنیا جگمگا اٹھی فرط شوق میں پلکوں پر

موتی کے قطرے جھلملانے لگے لالہ پنکھڑی جیسے ہونٹ حرکت میں آئے اور ایک ننھی سی آواز فضا میں گونجی۔

''محمد ﷺ کے خداوند! تو گواہ رہنا کہ میں مسیحی مذہب سے نکل کر تجھ پر اور تیرے آخری رسول پر ایمان لاتی ہوں۔ اے قادر و توانا معبود! تیرے محبوب کا واسطہ میری آنیوالی زندگی کو کفر کی یلغار سے محفوظ رکھنا''۔

دل میں عشق محمدی کا چراغ جل چکا تھا اب ایمان بالغیب کی ایک نئی دنیا نظر کے سامنے تھی حیات سرور کونین کی تریسٹھ سالہ تاریخ ذہن میں گھوم رہی تھی سرکار کا جسم ان کا نورانی پیکر دلربا چہرہ سرگیں آنکھیں عطر برساتی ہوئی عنبریں زلفیں موجہ نور میں لہراتا ہوا عارض تاباں جمال سراپا کا ایک ایک نقش و نگار تصورات کی دنیا پر چھایا ہوا تھا پچھلے پہر جونہی آنکھ کھلی قسمت بیدار نے آواز دی رحمت و نور اور محبت و دل کشی کی جو دنیا تصور میں گھوم رہی تھی اب وہ نظر کے سامنے تھی کوٹھی کے قریب ہی ایک مسجد تھی۔ جیسے ہی موذن نے "اشهد ان لا اله الا الله" اور اشهد ان محمد رسول الله " کا کلمہ فضاء میں نشر کیا آنکھ کھل گئی۔

کلمہ اسلام سن کر دل بے تاب ہو گیا ایمان کی امنگیں جاگ اٹھیں آج چہرہ بشاشت سے کھلا جا رہا تھا۔ کونین کی ارجمندی بال بال سے پھوٹ رہی تھی۔ ایک لالہ رخ حسینہ کا اپنا ہی جمال کیا کم تھا کہ وہ چشمہ نور میں غوطہ لگا کر آ گئی تھی اب تو گل کدہ فردوس کی حور معلوم ہو رہی تھی فرط تابندگی سے چہرے پر نظر جمانا مشکل تھا۔

حسن و دلکشی کی یہ نمایاں تجلی دیکھ کر ماں باپ کو بھی حیرت ضرور تھی لیکن وہ اسے حضرت مریم کے عقیدت کا فیضان سمجھ رہے تھے اس دن کافی انتظار کی زحمت اٹھانے کے بعد ملا جی تشریف لائے نماز مغرب سے فراغت کے بعد صاحبزادی پڑھنے کے لئے حاضر ہوئی جوں

ہی چہرے پر نظر پڑی ملاجی کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

صاحبزادی نے کہا۔ حیرت نہ کیجئے مجھے کلمہ پڑھا کر میرے اسلام پر گواہ بن جائیے اور دیکھئے میں نے اپنا نام فاطمہ رکھ لیا ہے آئندہ مجھے اسی نام سے یاد کیجئے گا۔" ملاجی بہت کمزور دل آدمی تھے بڑھاپے میں کمشنر صاحب کو پڑھانے کا جو موقع مل گیا تھا اسے بہت غنیمت سمجھتے تھے پھر صاحبزادی کے حالات سے بھی بے خبر تھے لرزتے ہوئے صاحبزادی کو جواب دیا۔

"دل کا مسلمان ہو جانا خدا کے نزدیک نجات کے لئے کافی ہے صاحبزادی! نہ بھی اپنے اسلام کا آپ علاج کریں۔ جب بھی فلاح واخروی کا استحقاق کہیں نہ جائے گا مجھے اندیشہ ہے کہ میں آپ کو کلمہ پڑھا کر اسلام میں داخل کرلوں اور اس کی اطلاع کمشنر صاحب کو ہو گئی تو ہم پر بھی وبال آجائے گا اور آپ کی زندگی بھی خطرے میں پڑ جائے گی"۔

صاحبزادی ملاجی کی کمزوریوں سے واقف تھی یہ جواب سن کر خاموش ہو گئی۔

فارسی کی تعلیم ختم ہونے کے بعد فاطمہ نے قرآن مجید کی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا۔ ملا جی کی آمدورفت کا سلسلہ وہ منقطع نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اسے توقع تھی کہ مستقبل کی کوئی ضرورت بھی ان سے متعلق ہو سکتی ہے۔ فاطمہ گھر والوں کی نظر سے چھپ چھپا کر نماز بھی پڑھنے لگی تھی۔ صبح کے وقت قرآن پاک کی تلاوت بھی کیا کرتی تھی۔ چوں کہ اس کے کمرے میں ابتداء ہی سے کسی کو داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ اس لئے اس کی زندگی کا اکثر حصہ صیغہ ء راز میں تھا۔ دل کے خاموش انقلاب کی گو والدین کو خبر نہیں تھی۔ لیکن باطن کی تطہیر اور روحانی تقدیس کا اثر نامعلوم طور پر اس کے گردوپیش میں نمایاں تھا۔ خاندان کے دلوں میں صرف اس کی محبت و شفقت ہی کا نہیں تو قیر و احترام کا جذبہ بھی پیدا ہو گیا تھا۔ اس کی شخصیت کا اثر بغیر کسی ظاہری سبب کے لوگوں کے تحت الشعور پر چھاتا جا رہا تھا۔ وہ رات کی تنہائی میں اپنی خواب گاہ کے اندر

کیا کرتی تھی۔ اس کی خبر کسی کو نہیں تھی۔ لیکن ملاجی کے ذریعے اتنا معلوم ہوسکا تھا کہ وہ اپنی زندگی کو سرورِ کونین کی زندگی کے سانچے میں ڈھالنے کا بہت زیادہ اہتمام کرتی تھی۔

سب کے سو جانے کے بعد وہ اپنا کمرہ اندر سے بند کر کے عشاء کی نماز پڑھتی اس کے بعد سو جاتی، پھر تہجد کے لئے اٹھتی اور تادم سیر گریہ و مناجات تسبیح و تہلیل اور درود و سلام میں مشغول رہتی۔ اس کے بعد اس کے دل کا آئینہ اتنا شفاف ہوگیا تھا کہ عالم غیب کے انوار کا وہ کھلی آنکھوں سے تماشہ دیکھا کرتی تھی۔ اب آہستہ آہستہ اس کی زندگی کا رشتہ دوسرے مشاغل کلگ سے ٹوٹتا جارہا تھا گھنٹوں وہ کھوئی کھوئی سی رہنے لگی۔ اس کی روح لطافت اتنی بڑھ گئی تھی کہ کئی کئی دن بغیر کسی ضعف ونقاہت کے وہ روزے میں گزار دیتی۔

ایک دن ملاجی شام کے وقت پڑھانے آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ صاحبزادی آج کچھ علیل ہیں۔ اس لئے وہ نہیں پڑھیں گی۔ جونہی واپس جانا چاہتے تھے کہ آیا نے اطلاع دی۔

''صاحبزادی اپنے حجرہ خاص میں آپ کو بلا رہی ہیں ملاجی ہمت کر کے کمرے کے اندر داخل ہوئے دیکھا تو فاطمہ بستر پر دراز تھی۔ قدم کی آہٹ پاکر اٹھ کر بیٹھ گئی، اور نہایت ہی سرگوشی کے ساتھ ملاجی سے کہا۔'' آپ کے احسانات سے میری گردن ہمیشہ بوجھل رہے گی۔ کہ آپ کی وجہ سے مجھے ایمان نصیب ہوا اور حبیب خدا کی دولت عشق سے میری زندگی کیف و سرور کے ایک نئے عالم میں داخل ہوئی۔ اب میں روحانی کرب کی اس منزل میں ہوں جہاں ایک لمحے کے لئے بھی میرے سرکار آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوتے۔ آثار وقرائن شہادت دے رہے ہیں کہ اب میں حیات کے آخری لمحے سے گزر رہی ہوں عالم قدوس کا پیام جلد ہی آنے والا ہے۔ میں بھی اس کی منتظر آنکھوں سے راہ دیکھ رہی ہوں۔ رخت سفر باندھ کر میں نے اپنی تیاری مکمل کر لی ہے۔ اپنے انجام کی فیروز بختی پر دل اتنا مطمئن ہے کہ مسکراتے ہوئے پیک

اجل کا خیر مقدم کروں گی صرف ایک آرزو ہے جس کے لئے میں نے آپ کو اس وقت زحمت دی ہے بعد مرگ میری وصیت پوری کرنے کا اگر آپ یقین دلائیں تو عرض کروں، اتنا کہتے کہتے اس کی چمکتی ہوئی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔

ملا جی بھی اپنے تئیں سنبھال نہ سکے اور وہ بھی اشکبار ہو گئے۔ بھرائی ہوئی آواز میں جواب دیا۔ ''خدا آپ کی زندگی کا اقبال بڑھائے آپ کی عمر کی برکتوں کو دراز کرے نصیب دشمناں مرگ ناگہاں کی خبر سننے کے لئے ہم ہرگز تیار نہیں ہیں۔ لیکن علم الٰہی میں اگر یہی مقدر ہو چکا ہے تو کوئی اسے ٹال نہیں سکتا آپ اپنی آرزو کا برملا اظہار فرمایئے، میں اس کی تکمیل کا آپ کو یقین دلاتا ہوں''۔

صاجزادی نے رازدارانہ لب ولہجے میں کہا'' آپ جانتے ہیں کہ میرے قبول اسلام کی خبر میرے گھر والوں کے علم میں نہیں ہے وہ تاہنوز مجھے اپنے آبائی مذہب کا پیرو سمجھ رہے ہیں گو میں نے آج تک گرجا میں قدم نہیں رکھا۔ لیکن وہ اسے میری غیرت حیاء پر محمول کرتے ہیں۔ اس سے مجھے یقین ہے کہ وہ بعد مرگ میری تجہیز و تکفین مسیح مذہب کے مطابق کریں گے اور مسیحی قبرستان میں میرا دفن بنائیں گے۔

میں نہیں چاہتی کہ اپنا اسلام ظاہر کر کے میں آپ کو اور یہاں کے دوسرے مسلمانوں کو آفات کا نشانہ بناؤں۔ اس لئے میری مودبانہ گزارش ہے کہ بعد مرگ جب وہ مجھے عیسائیوں کے قبرستان میں دفن کر دیں تو رات کے کسی حصے میں میرا تابوت نکال کر اسلامی طریقے کے مطابق مجھے کسی مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیں تاکہ اہل ایمان کے جوار میں میری روح کو دائمی سکون حاصل ہو۔

ملا جی نے برستی ہوئی آنکھوں سے وصیت کی تکمیل کا یقین دلایا۔ فاطمہ نے آخری

سلام کرتے ہوئے کہا ''قیامت ہی کے دن فاتح محشر کے لواء الحمد جھنڈے کے نیچے ہماری اور آپ کی ملاقات ہوگی''۔ یہ کہتے ہوئے ملاجی کو رخصت کیا۔

صبح کے وقت سارے شہر میں کہرام مچا ہوا تھا کہ کمشنر صاحب کی لاڈلی بیٹی اس دنیا سے رخصت ہوگئی ہے۔ بیٹی کی وفات کی خبر بجلی کی طرح ہر طرف پھیل گئی تھی۔ اقارب واحباب وغمگساروں کے ہجوم سے کوٹھی میں تل رکھنے کی جگہ باقی نہیں تھی۔ اس اچانک حادثہ سے سارے خاندان پر غم کے بادل چھا گئے تھے ماں باپ کی حالت قابل رحم تھی شدت الم سے وہ پاگل ہو گئے تھے اکلوتی بیٹی کی مرگ ناگہاں ان کے لئے قیامت سے کم نہیں تھی ماتم وفغاں کے شور میں دوپہر کے وقت جنازہ اٹھا عیسائی مذہب کی رسوم کے مطابق لاش ایک تابوت میں بند کردی گئی تھی۔ جنازے کے ساتھ ساتھ ملاجی بدیدہ پرنم چل رہے تھے عیسائی قبرستان پہنچ کر تابوت کو ایک پختہ قبر میں اتارا گیا اور اوپر ایک سنگ مرمر کی سل رکھ کر قبر کا کھلا حصہ بند کردیا گیا۔ دفن کی آخر رسم ادا ہو جانے کے بعد لوگ قبرستان سے واپس لوٹ گئے ملاجی اپنے ذہن میں قبر کا نشان اچھی طرح محفوظ کر کے سب کے بعد واپسی ہوئے اور سیدھے کمشنر صاحب کی کوٹھی پر پہنچے اور ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں کے ساتھ کلمہ تعزیت کہہ کر گھر واپس چلے آئے۔

آج انہیں پوری رازداری کے ساتھ ایک اہم فرض انجام دینا تھا۔ اقدام اتنا سنگین تھا کہ ہر قدم پر خطرات کے اندیشے راہ میں حائل تھے رات کو تنہائی میں لوگوں کی نظر سے بچ کر عیسائی قبرستان سے کسی لاش کو منتقل کرنا اتنا آسان کام نہیں تھا حالات کی نزاکت سوچ کر ملاجی کانپ اٹھے لیکن ایک مرنے والی سے کئے ہوئے وعدے کی تکمیل بھی ضروری تھی اسلام کا ایک رشتہ اخلاص بھی اس امر کا متقضی تھا کہ جیسے بھی ہو اس فرض کو انجام دیا جائے۔

ملاجی کا ضمیر اندر سے جاگ اٹھا تھا آخر بسم اللہ پڑھ کر انہوں نے اس مہم کا آغاز کر ہی

دیا اپنے چند قابل اعتماد دوستوں کو وہ گھر لے گئے شروع سے آخر تک ان سے سارا ماجرا بیان کیا واقعہ سن کر لوگوں کی آنکھوں میں آنسو امڈ آئے انہوں نے کف افسوس ملتے ہوئے ملاجی سے کہا ''صد حیف کہ اسی شہر میں اسلام کی فتح وصداقت کا کتنا عظیم الشان واقعہ رونما ہوا اور آپ نے کانوں کان کسی کو خبر نہ ہونے دی خیر جو ہونا تھا وہ ہو گیا اب جس طرح بھی ہو وعدے کی تکمیل ضروری ہے۔ ٹھیک اس وقت جبکہ رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی ہر طرف خاموشی کا سناٹا طاری تھا ملاجی کے علاوہ چار آدمی عیسائیوں کے قبرستان میں داخل ہوئے یہ اقدام انتہائی خطرناک لیکن اسلامی ہمدردی کے جوش میں خطرے کا قطعاً کوئی احساس نہیں ہو رہا تھا ملاجی کی رہنمائی میں چاروں آدمی قبر تک پہنچے سنگ مرمر کی سل ہٹائی اور قبر میں اتر کر تابوت کو باہر نکلا۔

جونہی لاش نکالنے کے لئے تابوت کا تختہ کھولا ملاجی کے منہ سے ایک چیخ نکل گئی لوگ حیرت سے اس کا منہ تکنے لگے بڑی مشکل سے حواس پر قابو پانے کے بعد لوگوں کو بتایا کہ لاش بدل گئی ہے۔ ہم لوگوں نے غلطی سے دوسری قبر کا تابوت نکال لیا ہے۔ یہ لاش کسی اور کی ہے لیکن ملاجی نے دوبارہ جو غور سے دیکھا تو قبر کا نشان وہی تھا جسے دن کے وقت دیکھ گئے تھے قبر کا نیا پن ہی بتا رہا تھا کہ یہ بالکل تازہ قبر ہے اب یہ گتھی کسی سے نہیں سلجھ رہی تھی کہ کمشنر صاحب کی بیٹی کے تابوت میں دوسرے کی لاش کیسے آ گئی اور خود اس کی لاش کہاں چلی گئی۔

صورت حال کی تفتیش کے لئے چاروں آدمی لاش کی طرف بڑھے اور جھک کر دیکھ ہی رہے تھے کہ ان میں سے ایک شخص بے ساختہ چیخ پڑا ''یہ لاش تو بارہ بنکی کے مرزا جی کی ہے میں انہیں اچھی طرح جانتا ہوں''۔

اس واقعہ سے ان لوگوں پر دل ہلا دینے والی ایک عجیب حیرت طاری ہو گئی دہشت

سے کانپنے لگے اور فوراً ہی تابوت کا منہ بند کر کے اسے قبر میں اتارا اور اوپر سے سنگ مرمر کی سل رکھ کر تیز تیز قدموں سے باہر نکل گئے۔ گھر پہنچ کر سب پر سکتہ طاری رہا کئی گھنٹے کے بعد حواس بحال ہوئے تو ملاجی نے کہا کہ "عالم برزخ کے یہ تصرفات ہماری سمجھ سے بالاتر ہیں۔ مشیت الٰہی کے راز کو سمجھنا اپنے بس کی بات نہیں لیکن اتنی بات ضرور سمجھ آتی ہے کہ جب کمشنر صاحب کی بیٹی کی قبر میں بارہ بنکی کے مرزاجی کی لاش ہے تو یقیناً مرزاجی کی قبر میں کمشنر کی بیٹی کی لاش ہوگی۔

لوگوں نے کہا کہ "یہ بات قرین قیاس ضرور ہے لیکن بہتر ہوگا کہ ہم لوگ حقیقت کا سراغ لگانے کے لیے ہم لوگ بارہ بنکی چلے چلیں اور مرزاجی کی قبر کھو کر دیکھیں۔

یہ بات طے کر کے سب لوگ اپنے اپنے گھروں کی طرف لوٹ گئے۔ بستر پر پہنچنے کے بعد ہر شخص کے ذہن میں یہی عجیب و غریب واقعہ گھوم رہا تھا۔ دوسرے دن ملاجی اپنے چاروں دوستوں کے ہمراہ بارہ بنکی پہنچ گئے سیدھے مرزاجی کی کوٹھی کا رخ کیا دروازے پر آدمیوں کا ہجوم لگا ہوا تھا دریافت کرنے پر پتا چلا کہ پرسوں مرزاجی کا انتقال ہوگیا آج ان کا تیجہ ہے۔ اظہار افسوس اور رسم تعزیت ادا کرنے کے بعد یہ لوگ بھی ایصال ثواب کی مجلس میں شریک ہوگئے فارغ ہونے کے بعد خواہش ظاہر کی کہ ہمیں قبر تک پہنچادیا جائے تاکہ ان کی قبر پر فاتحہ پڑھ کر کم از کم حق دوستی تو ادا کردیں۔ ایک شخص کی رہنمائی میں قبرستان پہنچ کر فاتحہ پڑھی اور قبر کا نشان اچھی طرح ذہن میں محفوظ کر کے اپنے قیام گاہ پر واپس لوٹ آئے سارا دن مرزا جی کے حالات معلوم کرتے رہے۔ پتا چلا کہ وہ اس علاقے کے چھوٹے موٹے نواب تھے، انگریزی تہذیب کے دلدادہ اور انگریزوں کی غایت درجہ بہی خواہ تھے شام و سحر زندگی عیش و عشرت میں ڈوبی رہتی تھی گھر کا سارا ماحول انگریزی تمدن میں غرق تھا۔ شام کے وقت کھانے

سے فارغ ہو کر اس وقت کا انتظار کرنے لگے جب کہ سارے شہر پر نیند کا سناٹا طاری ہو جائے خدا خدا کر کے جب آدھی سے زیادہ رات ڈھل گئی تو پانچوں آدمی اٹھے اور دبے پاؤں قبرستان کی طرف چل پڑے خطرناک اقدام کی دہشت سے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی لیکن حقیقت حال کی جستجو میں آگے بڑھتے گئے یہاں تک کے قبرستان میں داخل ہو گئے اپنے حافظے کی رہنمائی میں مرزا جی کی قبر تک پہنچ گئے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے قبر کی مٹی ہٹانی شروع کی کافی دیر کے بعد تختہ نظر آیا اب ہمت کر کے دو شخص قبر میں اترے اور ایک ایک کر کے تختہ ہٹایا اب سفید رنگ کا کفن سامنے نظر آ رہا تھا کافی جدوجہد کے بعد بھی کفن کھولنے کی ہمت جواب دے چکی تھی ہر شخص اپنی جگہ پر سہما جا رہا تھا کہ معلوم نہیں کفن کا منہ کھولنے کے بعد کیا نقشہ نظر آئے کافی جرات سے کام لے کر ایک شخص نے پائینتی کے تختے پر کھڑے ہو کر چہرے پر سے کفن کا نقاب الٹ دیا جونہی چہرے پر نظر پڑی دہشت سے ان لوگوں کا خون سوکھ گیا مرزا جی کی لاش کے بجائے قبر میں ایک عرب کی لاش پڑی تھی ڈیل ڈول اور چہرے بشرے سے وہ عربی معلوم ہو رہا تھا یہ منظر دیکھ کر لوگ حیرت میں ڈوب گئے جلدی جلدی کفن کو درست کیا اور تختے لگائے اور مٹی برابر کر کے قبرستان س یباہر نکل آئے مارے حیرت سے سانس پھول رہی تھی قیام گاہ پر پہنچ کر ایک ہولناک سکتے کی کیفیت سب پر طاری تھی قدرت کا یہ عجیب وغریب تماشہ سمجھ نہیں آ رہا تھا آخر کمشنر کی بیٹی کی لاش کہاں غائب ہو گئی۔

نیند کچھ زیادہ گہری نہیں تھی صرف پلک جھپکی تھی کہ ملا جی نے ایک نہایت حسین ودلکش خواب دیکھا وہی کمشنر کی بیٹی حوران خلد کے جھرمٹ میں سامنے کھڑی مسکرا رہی ہے۔ قریب آ کر اس نے سلام کیا عالم برزخ کی سرگزشت بیان کرتے ہوئے اس نے کہا میری روح عالم بالا کی طرف لائی گئی تو رحمت الٰہی نے مجھے ڈھانپ لیا اور میرے کفن کا تار تار بارش نور میں

بھیگ گیا میرے گمان سے زیادہ رحمت الٰہی نے میری توقیر و اعزاز کا اہتمام فرمایا حوران خلد نے مجھے چشمہ نور میں غوطہ دیا اور میں نکھر گئی۔ میرے حسن کی چاندنی جنت کے میدانوں میں ہر طرف بکھر گئی میں دیکھ رہی ہوں کہ عالم برزخ میں ہر طرف شوکت محمدی کے جھنڈے گڑے ہوئے ہیں سارے انبیاء اور مرسلین ان کے دربار کے نیاز مند حاضر باش ہیں۔ جب میری روح ان کی بارگاہ میں لائی گئی تو تجلیات کی تیز بارش سے آنکھیں خیرہ ہوگئیں ان کی ناز بردار رحمتوں نے میری ہستی کا فروغ بڑھا دیا حکم ہوا کہ میری لاش طیبہ کی سرزمین پر منتقل کردی جائے اس خطہ اقدس میں جہاں اسی ہزار عاشقان جمال آسودہ خاک ہیں جس دن میری لاش عیسائیوں کے قبرستان میں دفن کی گئی تھی اس دن تین لاشیں اپنی اپنی قبروں سے منتقل کی گئیں۔

مدینے میں ایک عرب سوداگر جسے ہندوستان بے حد پسند تھا عرصہ قدیم سے اس کی آرزو تھی کہ وہ یہاں بود و باش اختیار کرے جب وہ مرگیا اور لوگوں نے اس کی لاش کو جنت البقیع میں دفن کیا تو عالم برزخ کے کارپردازوں کو حکم ہوا کہ مدینہ میں رہ کر ہندوستان میں سکونت اختیار کرنے کی آرزو رکھتا تھا مدینے کی زمین اس کی نگاہ میں عزیز نہیں تھی اس لئے اس کی لاش کو ہندوستان منتقل کردیا جائے اسے یہاں رہنے کا کوئی حق نہیں دوسری لاش بارہ بنکی کے مرزاجی کی تھی عیسائیوں کے ساتھ غایت درجہ الفت رکھنے کی وجہ سے وہ زندگی بھر انگلستان جانے کی تمنا میں مرتے رہے بھول کر بھی انہیں دیار عرب کا خیال نہیں آیا جب اس کی لاش دفن کی گئی تو حکم ہوا کہ اسلام سے بیگانہ ہو کر اس نے جس عیسائی قوم کے ساتھ گزارے ہیں اسے اسی قوم کے قبرستان میں منتقل کردیا جائے اموات المسلمین کے ساتھ ہرگز نہ رکھا جاسکتا اپنا سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے فاطمہ نے خواب ہی میں کہا کہ فرمان غیب کے مطابق مدینے کے احاطہ نور سے عرب کی لاش بارہ بنکی کے قبرستان میں منتقل کی گئی اور اس کی خالی شدہ قبر میں لکھنو سے میری لاش پہنچادی گئی اور مرزاجی کی لاش کو عیسائیوں کے قبرستان میں میری جگہ منتقل کردیا گیا۔

فاطمہ نے کہا عالم برزخ کے واقعات پر حیرت کی کوئی وجہ نہیں موت کے بعد انسان کا
اعتقاد اور عمل کا اثر اس کی برزخی زندگی پر یقیناً پڑتا ہے یہاں پر ہر آن اسی طرح کے مناظر گزر
رہے ہیں میں واضح طور پر محسوس کر رہی ہوں کہ اس عالم میں کسی عمل کو بھی وہ اعزاز حاصل نہیں
ہے جو عشق رسول کو ہے میری روحانی آسائش وتکریم کی ساری ارجمندی عشق رسول کا ہی صدقہ
ہے یہ حقیقت ہے کہ رحمت وکرم کی تسخیر کے لئے اس سے زیادہ زود اثر نسخہ بنی نوع انسان کو اب
تک میسر نہ ہوسکا کاش خاندان گیتی کے رہنے والے اس راز کو سمجھ سکیں اتنا کہنے کے بعد فاطمہ کی
روح نگاہوں سے اوجھل ہوگئی ملاجی کی آنکھ کھلی تو ان پر ایک رقت انگیز کیفیت طاری تھی بار بار
وہ سینہ پیٹتے تھے کہ ہائے میں نے فاطمہ کی قدر نہیں پہچانی۔

اس خواب نے غفلت کا سارا خمار اتار دیا جس نے سنا دم بخود ہو کے رہ گیا برزخ کے
حالات پر لوگوں کا یقین تازہ ہو گیا قبر کے بھیانک انجام سے لوگ ڈرنے لگے تھے کہ ان
پانچوں آدمیوں پر چشم دید واقعات کا اتنا گہرا اثر پڑا کہ ان سب کی زندگی اچانک بدل گئی کہ وہ
ترک دنیا کر کے یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے۔

(ماخوذ از زلف و زنجیر' بقلم علامہ ارشد القادری رحمتہ اللہ علیہ)

آخری گزارش: ...... نیک خاتون کے لئے فقیر کی یہ چند سطور کافی ہیں خواتین کے
سربراہان بھی اگر خوف خدا دل میں رکھتے ہیں تو اپنی عزت وعظمت کو بھی بچائیں اور خدا خوفی کا
عملی مظاہرہ فرمائیں ورنہ ہمارا کام تھا عرض کرنا آگے اختیار بدست مختار۔

فقط والسلام

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

ذیلقعد ۱۴۲۳ھ - بروز بدھ